

*Academy of Art Culture & Science*







4106

Acc. 4106

100







یہو نچا جو آپکو تو میں پہنچا خدا کو تین  
 آتش بلند دلی خ تہی در نہ ای کلیم  
 مجلس ہر بات ایک تیر پر تو نے بغیر  
 منعم کے پاس قائم و سجا ہوا تو کیا  
 ہم خاکین ملے تو ملے لیکن اسپر

معلوم ایچ اکہیت میں ہی رہتا  
 ایک شعلہ برق خرم صبر کوہ طور تھا  
 کیا شمع کیا پتنگ ہر ایک بے حضور  
 اس ہر کی ہیبت گزر گئی جو نور تھا  
 اوس شوخ کو بھی راہ پہ لانا ضرور تھا

**غزل میرزا رفیع السودا**

مقدور نہیں اوسکے تجلی کے میاں نکا  
 پردہ کیو تعین کے درد سے اوٹھا نکا  
 ملک دیکھہ صنم خانہ عشق آن کے اسی شیخ  
 اس گلشن ہستی میں عجب دید ہے لیکر  
 دکھلا لیجا کے تجھے مصر کا بازار  
 ہستی سے عدم تک نفس چند کی ہے راہ  
 سودا جو کہہ گوش سے ہمت کی سنی تو

جون شمع سراپا ہوا اگر حرف زبان کا  
 کہلتا ہے ابھی پل میں طلسمات جہا نکا  
 جون شمع حرم رنگ جہکتا ہے تبا نکا  
 جب چشم کہلی گل کے تو موسم ہو خزا نکا  
 لیکن نہیں خوانان کوئی دان خبر گرا نکا  
 دنیا سے گذرتا سفر ایسا کہا نکا  
 مضمون یہی ہے جس لکی فغان کا

**غزل سوز**

جز شکر قلم صفحہ پہ خلاق جہا نکا  
 پہنچے ہے خیال اسکے کوئی وصف تک اپنا  
 ایک نسخہ نویس اسکے مطب کا ہے مسجا  
 اسی شخص کیکا دہن ایسا نہیں جس سے  
 ہر مہربن خلقت خاکی جو زبان ہو

چاہے جو کوری وصف تو منہ کیا ہے بانکا  
 وان دخل فرشتہ کی نہیں ہم وگما نکا  
 ہے علم دراوا کی سے سود و زیار نکا  
 جہٹ اوسکے ادا شکر ہو خشمک جہا نکا  
 مقدور کسی سے تیرے حساب کی سار نکا

**غزل حرات**

نالہ موز و لے مصرع آہ کا چسپان ہوا  
 جس نے دیکھا آ کے یہ آئینہ خانہ دہر کا  
 کا شدن ہی چشم تک نے پنا یا طفل شک

روز یہ یہ درد اپنا مطلع دیوان ہوا  
 فی الحقیقت بس وہ اپنا آپ ہی حیران ہوا  
 رفتہ رفتہ آب تو یہ لڑکا کوئی طوفان ہوا

آئے جو مقصد یہ سب سوکھ سوتا  
 خاک ہو گئی غبار خاطر یا  
 شک و گمان ہے جو اپنے سر و پایوں میں  
 شک و گمان جبار کو شہر زندان  
 شک و گمان میں جرات رہتی ہے  
 کہ جو درد کا پتلا وہ ہی اس کا  
 غزل  
 صفا برب کریم بیان تیرے میں جرات  
 کہ اگر است بر کرم تو پائی آملو کہیں  
 ہوں حال حبیب ہوئے یہ دلاؤ کلیم  
 نہ وہ ن ترانی ادھر کی سناتی ہے  
 وہ ہر کوئی دوست نظارہ میں ہی ہے  
 کہ کسی بیکار نہ ہیں نہ ہی ہر کس  
 بکھر عروزی تو دے دوسرے جام بارہ  
 کہ سو ہی شکر میں سیاق ہے چمکے  
 غزل  
 روز یہ یہ درد اپنا مطلع دیوان ہوا  
 فی الحقیقت بس وہ اپنا آپ ہی حیران ہوا  
 رفتہ رفتہ آب تو یہ لڑکا کوئی طوفان ہوا

سنگر نشی  
 ARSHI  
 LIBRARY  
 Nampally  
 ۳



۴۲ محمد عیسیٰ دوسرا بادشاہ نور ہے  
یہ وہاں ساتی کو شرا سرخم کو پیر مغان ملا  
جو کہتے کعبہ میں سے فقط غلط محض سے  
مجھے نسا اور تو کیا کہوں دو جانہیں کوئی فراق ہے

کہ نہ سوچی ساکین ساقیا مجھے کچھ جانکا برا  
سبھی اہل حد کوئی پلا کہ تو شیخ و شاگردی  
جدیرانکے شاہ کی نظر کرون نظر اوی محکومہ  
جو خدا کے نور سے پہنوک محال ہے میں سے

غزل ناسخ

مرا سینہ ہی شرقِ فہابِ اغِ بحرِ نکا  
 کسی خوشی دے کہ جذبِ لہنی آج کھنچا ہے  
 چمکنا برق کا لازم پڑے ابر بارانین  
 کفن کے جب سفیدی کیٹتا ہوں کچھ مردین  
 تصور میں حضورِ آملہونکی جو ایک رہتا  
 کوئی مضمون اگر لکھتا میں سچاں پیرِ نکا  
 یہ عشق ایسی بکا بد ہے جسکی نام کی دلت  
 دیامیرے جنازہ کو جو کا ندنا اوسکی سیر  
 وہ شوخِ فتنہ انگیز اپنی خاطر میں لایا ہے  
 اثرِ بعد از فنا میرِ سیہ قلبی کا باقی ہے  
 وہ شمشیرِ قاتل کس قدر شاہنشاہِ تہاں سخ

طلوع صبح محشر خاک ہے میرے گریبان کا  
 کہ نور صبح صادق ہے عبا رانی بیابان کا  
 تصور چاہیے رونے میں اس کی رو خدا کا  
 تو عالم یاد آتا ہے شب مہتاب بحر ان کا  
 مری زندان میں عالم ہو گیا یوسف کے زندان کا  
 کبھی بندستان شیرازہ میرے اوراق دیوان کا  
 درختوں کو سکھاتا ہی لپٹا عشق بچا نکا  
 گمان ہے تخت تابوت پر تخت سلیمان کا  
 کہ اک گوشہ ہر صحرے قیامت جس کی اماں کا  
 ہوا پر خاک انداز اپنی ہے دود پریشان کا  
 کہ عالم پر دمان زخم پر ہے رو خدا کا

غزل جوان

دیکھ داء عشق دلین فکر نے حیران کیا  
سوزِ سینے میں سسکایں ابرہیم پر  
کشتہ میں دس تیغ کا ہنوں پر اسماعیل  
گرمی جانان حسن کے ہنر کشتان نے دیکھ  
کوئی بخود کوئی دیوانہ کوئی مجذوب ہے  
ہے عیان شہر میں تو ہی حیرت انگیز

پہنے وہ خورشید تابان مطلع دیوان کیا  
 آتش نمرود لالہ دردنا فرمان کیا  
 جان کر عید آپ کو کس شوق سے قربان کیا  
 سود سودا جان کر بیعانہ نقد جان کیا  
 عشق نے اوس کے بزرگ عالم مکان کیا  
 متصل جلوہ دکھا کیون آپ کو سنان کیا

خون پیا و لکایمیری اس چشم کو بار سنا  
 بیخه مرگان کور شد بیخه مر جان کیا  
 وجه میرانی لکون بیخه لکبا چا علی بار  
 سیر اس آینه دل سنجی میران کیا  
 شمع زانی پیا که امائی کون کر لیکه بیخه  
 ساقی دوران غمست باد غرقان کیا  
 جا خدا کمان مردم بخت کز لکوه نپس  
 مشرب اینا باد خوار لکاتوین نهان کیا

۱۰۰  
 ۱۰۱  
 ۱۰۲  
 ۱۰۳  
 ۱۰۴  
 ۱۰۵  
 ۱۰۶  
 ۱۰۷  
 ۱۰۸  
 ۱۰۹  
 ۱۱۰  
 ۱۱۱  
 ۱۱۲  
 ۱۱۳  
 ۱۱۴  
 ۱۱۵  
 ۱۱۶  
 ۱۱۷  
 ۱۱۸  
 ۱۱۹  
 ۱۲۰  
 ۱۲۱  
 ۱۲۲  
 ۱۲۳  
 ۱۲۴  
 ۱۲۵  
 ۱۲۶  
 ۱۲۷  
 ۱۲۸  
 ۱۲۹  
 ۱۳۰  
 ۱۳۱  
 ۱۳۲  
 ۱۳۳  
 ۱۳۴  
 ۱۳۵  
 ۱۳۶  
 ۱۳۷  
 ۱۳۸  
 ۱۳۹  
 ۱۴۰  
 ۱۴۱  
 ۱۴۲  
 ۱۴۳  
 ۱۴۴  
 ۱۴۵  
 ۱۴۶  
 ۱۴۷  
 ۱۴۸  
 ۱۴۹  
 ۱۵۰  
 ۱۵۱  
 ۱۵۲  
 ۱۵۳  
 ۱۵۴  
 ۱۵۵  
 ۱۵۶  
 ۱۵۷  
 ۱۵۸  
 ۱۵۹  
 ۱۶۰  
 ۱۶۱  
 ۱۶۲  
 ۱۶۳  
 ۱۶۴  
 ۱۶۵  
 ۱۶۶  
 ۱۶۷  
 ۱۶۸  
 ۱۶۹  
 ۱۷۰  
 ۱۷۱  
 ۱۷۲  
 ۱۷۳  
 ۱۷۴  
 ۱۷۵  
 ۱۷۶  
 ۱۷۷  
 ۱۷۸  
 ۱۷۹  
 ۱۸۰  
 ۱۸۱  
 ۱۸۲  
 ۱۸۳  
 ۱۸۴  
 ۱۸۵  
 ۱۸۶  
 ۱۸۷  
 ۱۸۸  
 ۱۸۹  
 ۱۹۰  
 ۱۹۱  
 ۱۹۲  
 ۱۹۳  
 ۱۹۴  
 ۱۹۵  
 ۱۹۶  
 ۱۹۷  
 ۱۹۸  
 ۱۹۹  
 ۲۰۰  
 ۲۰۱  
 ۲۰۲  
 ۲۰۳  
 ۲۰۴  
 ۲۰۵  
 ۲۰۶  
 ۲۰۷  
 ۲۰۸  
 ۲۰۹  
 ۲۱۰  
 ۲۱۱  
 ۲۱۲  
 ۲۱۳  
 ۲۱۴  
 ۲۱۵  
 ۲۱۶  
 ۲۱۷  
 ۲۱۸  
 ۲۱۹  
 ۲۲۰  
 ۲۲۱  
 ۲۲۲  
 ۲۲۳  
 ۲۲۴  
 ۲۲۵  
 ۲۲۶  
 ۲۲۷  
 ۲۲۸  
 ۲۲۹  
 ۲۳۰  
 ۲۳۱  
 ۲۳۲  
 ۲۳۳  
 ۲۳۴  
 ۲۳۵  
 ۲۳۶  
 ۲۳۷  
 ۲۳۸  
 ۲۳۹  
 ۲۴۰  
 ۲۴۱  
 ۲۴۲  
 ۲۴۳  
 ۲۴۴  
 ۲۴۵  
 ۲۴۶  
 ۲۴۷  
 ۲۴۸  
 ۲۴۹  
 ۲۵۰  
 ۲۵۱  
 ۲۵۲  
 ۲۵۳  
 ۲۵۴  
 ۲۵۵  
 ۲۵۶  
 ۲۵۷  
 ۲۵۸  
 ۲۵۹  
 ۲۶۰  
 ۲۶۱  
 ۲۶۲  
 ۲۶۳  
 ۲۶۴  
 ۲۶۵  
 ۲۶۶  
 ۲۶۷  
 ۲۶۸  
 ۲۶۹  
 ۲۷۰  
 ۲۷۱  
 ۲۷۲  
 ۲۷۳  
 ۲۷۴  
 ۲۷۵  
 ۲۷۶  
 ۲۷۷  
 ۲۷۸  
 ۲۷۹  
 ۲۸۰  
 ۲۸۱  
 ۲۸۲  
 ۲۸۳  
 ۲۸۴  
 ۲۸۵  
 ۲۸۶  
 ۲۸۷  
 ۲۸۸  
 ۲۸۹  
 ۲۹۰  
 ۲۹۱  
 ۲۹۲  
 ۲۹۳  
 ۲۹۴  
 ۲۹۵  
 ۲۹۶  
 ۲۹۷  
 ۲۹۸  
 ۲۹۹  
 ۳۰۰  
 ۳۰۱  
 ۳۰۲  
 ۳۰۳  
 ۳۰۴  
 ۳۰۵  
 ۳۰۶  
 ۳۰۷  
 ۳۰۸  
 ۳۰۹  
 ۳۱۰  
 ۳۱۱  
 ۳۱۲  
 ۳۱۳  
 ۳۱۴  
 ۳۱۵  
 ۳۱۶  
 ۳۱۷  
 ۳۱۸  
 ۳۱۹  
 ۳۲۰  
 ۳۲۱  
 ۳۲۲  
 ۳۲۳  
 ۳۲۴  
 ۳۲۵  
 ۳۲۶  
 ۳۲۷  
 ۳۲۸  
 ۳۲۹  
 ۳۳۰  
 ۳۳۱  
 ۳۳۲  
 ۳۳۳  
 ۳۳۴  
 ۳۳۵  
 ۳۳۶  
 ۳۳۷  
 ۳۳۸  
 ۳۳۹  
 ۳۴۰  
 ۳۴۱  
 ۳۴۲  
 ۳۴۳  
 ۳۴۴  
 ۳۴۵  
 ۳۴۶  
 ۳۴۷  
 ۳۴۸  
 ۳۴۹  
 ۳۵۰  
 ۳۵۱  
 ۳۵۲  
 ۳۵۳  
 ۳۵۴  
 ۳۵۵  
 ۳۵۶  
 ۳۵۷  
 ۳۵۸  
 ۳۵۹  
 ۳۶۰  
 ۳۶۱  
 ۳۶۲  
 ۳۶۳  
 ۳۶۴  
 ۳۶۵  
 ۳۶۶  
 ۳۶۷  
 ۳۶۸  
 ۳۶۹  
 ۳۷۰  
 ۳۷۱  
 ۳۷۲  
 ۳۷۳  
 ۳۷۴  
 ۳۷۵  
 ۳۷۶  
 ۳۷۷  
 ۳۷۸  
 ۳۷۹  
 ۳۸۰  
 ۳۸۱  
 ۳۸۲  
 ۳۸۳  
 ۳۸۴  
 ۳۸۵  
 ۳۸۶  
 ۳۸۷  
 ۳۸۸  
 ۳۸۹  
 ۳۹۰  
 ۳۹۱  
 ۳۹۲  
 ۳۹۳  
 ۳۹۴  
 ۳۹۵  
 ۳۹۶  
 ۳۹۷  
 ۳۹۸  
 ۳۹۹  
 ۴۰۰  
 ۴۰۱  
 ۴۰۲  
 ۴۰۳  
 ۴۰۴  
 ۴۰۵  
 ۴۰۶  
 ۴۰۷  
 ۴۰۸  
 ۴۰۹  
 ۴۱۰  
 ۴۱۱  
 ۴۱۲  
 ۴۱۳  
 ۴۱۴  
 ۴۱۵  
 ۴۱۶  
 ۴۱۷  
 ۴۱۸  
 ۴۱۹  
 ۴۲۰  
 ۴۲۱  
 ۴۲۲  
 ۴۲۳  
 ۴۲۴  
 ۴۲۵  
 ۴۲۶  
 ۴۲۷  
 ۴۲۸  
 ۴۲۹  
 ۴۳۰  
 ۴۳۱  
 ۴۳۲  
 ۴۳۳  
 ۴۳۴  
 ۴۳۵  
 ۴۳۶  
 ۴۳۷  
 ۴۳۸  
 ۴۳۹  
 ۴۴۰  
 ۴۴۱  
 ۴۴۲  
 ۴۴۳  
 ۴۴۴  
 ۴۴۵  
 ۴۴۶  
 ۴۴۷  
 ۴۴۸  
 ۴۴۹  
 ۴۵۰  
 ۴۵۱  
 ۴۵۲  
 ۴۵۳  
 ۴۵۴  
 ۴۵۵  
 ۴۵۶  
 ۴۵۷  
 ۴۵۸  
 ۴۵۹  
 ۴۶۰  
 ۴۶۱  
 ۴۶۲  
 ۴۶۳  
 ۴۶۴  
 ۴۶۵  
 ۴۶۶  
 ۴۶۷  
 ۴۶۸  
 ۴۶۹  
 ۴۷۰  
 ۴۷۱

ॐ नमो भगवते वासुदेवाय ।



کچھ صدق طرف علی سی اہل حیا دیکھ  
ہر ذرۂ عالم میں کج خورشید حقیقہ  
کیا نیم ہے آفات قیامت سیتے او سکو  
جا رہوئی بجز کس سے کیم سبزہ خطا دیکھ  
کتابہ ولی دے یہ مصرعہ رنگین

تجربہ علم کے چہرے نہیں رنگ مان دیکھا  
یون بوجہ کے بلبل سے لپکے غنچہ دیا  
کہا یا ہے جو کوئی تیر تجہ ابرو دگمان کا  
اخیضر قدم سیر کر اس آب روان کا  
ہے یاد تیری مجھ کو سببِ حیات جانکا

غزل سراج

نام تیرا انجرا فہرست ہے دیلہ نکا  
جیسے بقیے وجہ ربک کی سلامتی کو بہر  
یا محمد تجہ کرم سون سون سلامت دار  
کر شراب شوق سے بیہوش مج کو یا ب  
تو احد ہے نام تیرا احمد ہے میم ہے  
جان ناچیں نہیں ہے جان جا ناں کا خیال  
ای سراج اپنی خود کیونچو دین محو کر

نکا  
ہے زبان نکا درد خاصہ اور وظیفہ جا  
ورد کر من کے خیال میں علیا فانکا  
مکہ دیکھا ایما نکا اور بید کہہ نکا  
دی مجھے بہر کپالہ نشہ عرفان کا  
زیب پایا تجھ صفت سیہ ورق نکا  
سر کو وہ پایا جو سر خار ہے اس میں نکا  
شغل جگر کہہ ہر اکدم میں ہوا رحما نکا

غزل عاشق

القدر قدرت تیری اور اسکا تماشا  
 الگ کش دنیا تیری قربان گیا میں  
 ہے آئینہ منظر حق تو ہے تو دلہند  
 آباد کیا خانہ دل عیش و طرب سے  
 عاشق ہوں تیر نام کا میں بس کہ تو نے

کیا چین سے کیا لطف ہے کیا عیش و  
 تو نے تو عجب طرک کا ہے رنگ کہا یا  
 برعکس سمجھتے ہیں جو ہیں کہتی ہیں حیا  
 اور غم کے تئیں ہم سے بہت دور بجایا  
 ہر رنگ میں سے جلوہ معشوق دکھایا

عزل شادان

چہرہ اسکا کیا کہوں میں ماہ شعلہ نور کا  
نور تھا یا شعلہ تھا یا برق یا خورشید تھا  
سخن اقرب کہہ گئی قرآن کج آیت جبریل

میں تو عاشق ہوں ہے معشوق ترا جگر کا  
کچھ تو ایسا کہو کیا تہادہ جلوہ طو کا  
ہے مرے نزدیک اندیشہ فکر نادور کا

جس کے پی ہی خمار آتکھو نہیں آتکھو  
 جبرے دنیا ہے نشان خوشتر اس ملکوں کا  
 خوش نہیں اتنا ہے محب کو اگر سناغیا کا  
 کان میں نغمہ ہر ہے بسای طنبو کا  
 پاگل ہے سرو جسے خوش ترس محمود کا  
 میں ہوں دیوانہ او سکے نہ شادان کا  
 اسکے انیکے خبر سن کیوں شادان کا  
 آج ہے کچھ اور ہے عالم دل سورا کا

غزل اکبر

مقدور کہاں نطق کو کیا منہ ہے وہاں  
خارج ہے غفلت سے تو ہم سے کہاں ہے  
ذات ادیسک ۱۹۰۹ء مفت ہے سب اسرار  
حاکم خداوند ہے وہ کون و مکان



اممکن نہیں بلکہ دسکی تجلی کی سیانہ  
ہر رنگ میں ہے جلوہ کنان رنگہ اسکا  
رہتا نہیں دائم کنور ایک طرز پر عالم

جان ہی تعقل کا گذرانہ گمانہ  
ناحق ہے تناقض حرم و دیرمغان کا  
گذری جو بہاران ہی موسم خزانہ کا

## غزل میر تقی درغت حضرت سرور کائنات محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

جلوہ نہیں ہے نظم میں حسن فتو لکا  
حق کی طلب ہے کچھ تو محمد پرست ہو  
مطلوب ہے زبان مکان و جہان سے  
احمد کو پہنے جان کہا ہی وہ ہے احد  
جن دامن کو آنکھیں سیانہ و خلیفہ  
مقصود ہے علی کا دلی کا سہی کا تو

دیوان میں شعر گر نہیں لغت رسول کا  
ایسا وسیلہ ہے یہ خدا کے صول کا  
محبوب ہے خدا کا خاک کا عقول کا  
مذہب کچھ اور ہو گا کسی بول فصول کا  
سرمہ کرین میں کی ترے خاک دہول کا  
ہے قصد سکو تیری رضا کی حصول کا

## غزل سودا

ہر رنگ میں شہر ہے ترے ظہور کا  
پڑ ہے درد حسن صبح و بچہ دیکھ  
توڑوں یہ آئینہ کہ ہم آغوش عکس سے  
بکیں کوئی مر تو جلے او پہ دل مرا  
ہمت و قفس میں آگ کی خاموش ہو رہے  
ساقی سی کہہ کہ ہے شب مہنا جلوہ گر  
سودا کہی نہ مانیو و غظ کی گفتگو

موسے نہیں جو سیر کروں کوہ طور کا  
جلوہ ہر ایک پر ہے محمد کے نور کا  
ہو نہ مجھ کو پاس جو ترے ظہور کا  
گویا یہ ہے چراغ غریبان کی گور کا  
ای مصفیٰ فایده ناحق کے شور کا  
دی بسملہ پوش ہو کے تو ساغر بلور کا  
آوارہ دہل ہے خوش آئندہ دور کا

## غزل شاہ

الیشق مجھے شاہدا صلی کو دکھالا  
ہے تجھ کو جنون کی قسم اجڑا بہت  
اتنا تو پہر ادا دی وحشت میں تیرے  
سو جہی ہے مجھے عالم طلاق کی منزل

قم خذ بیدی و فکسک اللہ تعالیٰ  
اس نور تجلی کی حبلیک مجھ کو دکھالا  
ہر پائے نظر میں ہے پڑا شک کا چپالا  
الفت نی جو تقلید کے چمکڑیسی لکالا

ہر چیز کا نامی تو یہ مست بین ہون اوسکا  
جس کا ہر قدم عرش معلایں کی بالاسکا  
دلایں جہان رہبر عشق کی بالاسکا  
صدر عقدہ مشکل کا ہم سا کہوئے والا  
سید عالم کوئی کوئی نہ سے بالاسکا  
ہے جام نولاتے دوازہ دوا بالاسکا  
قبر کوئی کس حکم کے جلد سے بالاسکا  
ان کے غلاموں میں مرا سکوئے والا

## مثنوی

زینبار نہ پونچے سہین اسب جنبہ  
اولاد علی کی اسی سایہ میں بلدا  
سب اوسکے تصدق سے حسین بلج  
بشت کے عفو اپنے سے تو جرم و خطا

## غزل حرات

محمد ہے نبی مصلوح ذات کبریٰ کا  
کری نبدہ گرا کے ماح دعو ہے خدایا



اگر وہ انبیاء میں ہی حق کا برگزیدہ ہے	سوا اسکے نقب کس کو ملا ہے مصطفائی کا
دلیل اسکی ہے یکتائی کی یہ لاری ہے حیرت	کہ تھا سامنے اوس محبوبیات کبریا کا

### دلیلیں اس قطعہ قاسم

جہا نہیں انکریا روز میں آسمان دیکھا	وہی آیا نظر ہم کو غرض ہم نے جہاں دیکھا
تمنا ہی ہی مقام کہے یوں خلق بعد اپنے	جہاں سے کس نے ایسے یہ محمد کو اٹھا دیکھا

### عزل افت

ہر نام پاک یہ ہے تعویذ میرے جی کا	صدیق کا عمر کا عثمان کا علی کا
یہ نقش ہو مربع جسکے نگین دل پر	چار و نطرت نہ سکے کیونکر سو پہر او کا
سایہ ہو جن پر او نکا او ملک نہیں خطر ہے	کچھ اس کا نہ جن کا نہ دیو نہ پری کا
رافت بچار یلا بلبستہ رکھ دے دل نیا	گر تجھ پہ کہل گیا ہے عقدہ ردار دیکھا

### حبیب غزل مومن

قابو میں نہیں ہے دل کم حوصلہ اپنا	اس جو رہ چپ کرتی ہیں مجھ سے گلا اپنا
لبیک حرم ہم میں نہ ماقوس کلیسا	پہر شیخ و برہن میں ہے کیوں غلغلہ اپنا
ملجاتے ہیں غیار نکالتے ہیں باہر	رنجیر دریا رہے یا سلسلہ اپنا
تھے دشت میں ہمراہ مرے آبلہ چند	سو آپ ہی پا مال کیا قافلہ اپنا
احمال کو پہونچی تیرے قصے کو کہ اب ہم	راضی ہیں کہ اعدا ہی کریں فیصلہ اپنا
زندانہ ہوا سے دل مردہ اگرچہ	تہا شور قیامت سی فزون دل اپنا
صورت و عظمت وہی گردش ہی گیتی	حیران ہے کہ یہ چرخ ہے یا آبلہ اپنا
انصاف کے خواہاں ہیں نہیں طالب ریم	تحسین سخن فہم ہے مومن صلا اپنا

### غزل ذوق

شوق نظارہ ہے جیسے دس خربہ لور کا	ہے مرا رخ نظر بردار نہ شمع طور کا
اگر لکھوں مضمون اپنے نالہ پر شور کا	لون صریر خامہ سے مین کام بانگ طور کا
نزع میں ہٹی سہاں تھا اوس گس نمود کا	محبو شربت میں مزہ آیا می انگور کا

تیری کو چہ بین تن لاغری تیری رنجور کا  
رنگ غبار زانو ان ہے کاروان شور کا  
باغ بیوں میں مضمون چو انور شور کا  
ہو زین شمعین عالم زمین شور کا  
تیری قامت سی جوبہر باقیامت شور کا  
کامے منتقار سے فریاد مری شور کا  
تفتہ دل وہ ہوں کہ کجی داغ شور کا  
گر می رحم سے اور جاوے اثر کا شور کا

حق تو یوں ہے یہ امانت عجب عازنہ  
عقدہ پہنچا زبان دار پر منصور کا  
عشق کلمت میں ہوا نہ سبب یزید زین  
ہمہماں نہ تھے اگر تو نہ تیری درکار کا  
دست فہمست ہوادی اعز میں ہر زین دار کا  
دفن ہما جس جا بلشتہ کردہ تیری کامر کا  
بہشت نہ ہو تا ہے پیداوان بزرگ کافور کا

دلیلیں اس قطعہ قاسم



دُفن ہے جس جاکتہ نمبر ہی کا تری  
 بل ہے جہشت تہلک بہی شاخ آہو کی طرح  
 دیکھنا زہر بے پیکان محبت کا اثر  
 ذوق راہ عشق وہ کو چہ جسکی عالمین  
 بیشتر ہوتا ہے پیداوان شجر کا فور کا  
 بیچ رکھتا ہے دہوان میر چراغ گور کا  
 چشم افعی بن گیا روئی میں مرنا سور کا  
 ہے در تاج سلیمان بیضہ بیضہ مور کا

غزل معروف

جب تک میں جیتا ہوں طلبگار ہوں تیرا  
 ظاہر میں حضور سی تیرا گرچہ ہوں غائب  
 سویا میں اس روز کی قربان ہوں تیرا  
 چون نقش قدم داتر ہے کیونکہ چہرے چشم  
 سایہ کی طرح جا ملے اپنے مجھے ہمراہ  
 اظہار محبت تو ہوا واقعی مجھ سے  
 کس شکل سے عالم کو نہو میرا حاشا  
 مریم کا وہ خوانان ہو جو ہوتیخ کا گہلا  
 جو نیدہ یا بندہ معروف جہان میں  
 تو بیچ بھی ڈالے تو خریدار ہوں تیرا  
 پوشیدہ دے محرم ہمارا ہوں تیرا  
 جس روز کہ قربان میں کیا رہوں تیرا  
 حیرت زدہ جلوہ زفتار ہوں تیرا  
 تو یار مرا ہونہ ہو میں یار ہوں تیرا  
 جو چاہے سو کر مجھ کو گنہگار ہوں تیرا  
 میں محو تماشا سر بازار ہوں تیرا  
 اے ابرو جانان میں دل نگار ہوں تیرا  
 جب تک کہ میں جیتا ہوں طلبگار ہوں تیرا

غزل انیم

جو کہ دریاے محبت کا شناور ہوگا  
 وصل مہر و مہین کب یکہین میسر ہوگا  
 چشم نرگس سے تو خسارہ گل تر ہوگا  
 دم خنجرین اگر او سکی دم عسی ہے  
 یادین ماہ رخونکی دل سوزا لے مرے  
 پای ستی اڑھاسر تو ہوا محکوبتین  
 دیکھو دس ست حنائی کو مخم نے کہا  
 دیکھو اسکورگ جان میں لگا کر فدا

بارگاہ بیاض ۷۰ نامہ میرزا پنا دیو  
 تیغ ابرو سیلک پیکر پیکر پیکر پیکر  
 طالع بدست چرخ ادا پیکر ۷۰ ویند  
 دہ صم جہاں کرم اب اوس  
 آتش عشق پیکر پیکر پیکر پیکر  
 دنیا نہیں اگر خصلت گلشن گلشن  
 اے چین زار حیا دل گلشن گلشن  
 یکپیکر اہل نظر سبز خط بیان میں  
 یکپیکر قوت جہاں خط بیان میں  
 حسن تہا پر صورت قریب بدست  
 طالب عشق کرم پیکر پیکر پیکر  
 حاکم و فتویٰ پیکر پیکر پیکر  
 دیو خوشنار پیکر پیکر پیکر



بس مجھ حال سے ہمراہ ہے پریشانی میں  
غم سے تیری ہی ترجم کا نخل حال ولی

ورد کہتی ہے مزارف تری کل نہیں آ  
ظلم کو چھوڑ سخن شیوہ احسانیں آ

### غزل نصیر

دل کو اسے شاہد معنی جو مصفا کرتا  
دست پر نور جو تیرا یہ ارادہ کرتا  
نہ بہاتا جو سرشک آنکھ سے تو کیا کرتا  
مئے پرستی جو وہ مہ پارا ہمارا کرتا  
قرۂ تر سے مرے اُسے نہ کی ہم چشمی  
دیکھتا تاب فلک گریرے حصار وکی  
جام مئے ساقی کم ظرف نے بھر کر نہ دیا  
چشم حیران سے تجھے آتش دل یار و خاک  
آتش عشق کے شعلہ کو یہ بھڑکاتا ہر  
گر نہ توئی طلب بوسہ تو رفوں سے تری  
ساتھ اشکوں کے نہ خون ہو کے بہا دل نہ  
کشتہ ناز کو کرتی ہے تیری چشم حیا

تو اس آئینہ میں صورت تیری دیکھا کرتا  
بچہ مہر کا کیا منہ ہے جو بچہ کرتا  
بند کوزے میں بھلا کیونکہ یہ دریا کرتا  
جام خورشید کو اور چرخ کو مینا کرتا  
ورنہ پانی سے رگ ابر کو پتلا کرتا  
تو شب و روز مہر کو وارا کرتا  
ورنہ پائے خم میخانہ نہ ٹوٹا کرتا  
ابر تصویر سے پانی نہیں برسا کرتا  
پر پروانہ نہیں شمع کو نپکھا کرتا  
حبس دل کا نہ گلے پر کے میں سودا کرتا  
صورت ایک اور ہی پیدا یہ پھولا کرتا  
یہ فرنگی تو ہی اعجاز مسیا کرتا

### غزل طغر شاہ دہلی

کشتہ ہوں کسکی طرہ عنبر شمیم کا  
گلشن بوخلد کا کہ چمن ہو نعیم کا  
دولت سے عشق کی مرا ہر قطرہ سرشک  
دکھلائیں سوزش دل بیتاب ہم اگر  
آتی ہیں یاد ہجر کی ہسم کو اذیتیں  
آنکھوں میں اپنی نور اسی سے ہے لطیف

خوشبو ہے میری خاک و دامن نسیم کا  
کیا دل لگی ہے تیری گلی کے میثم کا  
نکہ ہے میری حبیب میں دُرِ میثم کا  
کانپ اوٹھا شعلہ خوف سے نارجم کا  
و اعظ سے ذکر سنکے عذاب الیم کا  
یہ مرداک ہے سایہ محمد کی میسم کا

### غزل رفر

دل کو سنیے میں سکوئی ستم پیدا ہوا  
جب دل میدا ہوا ساکھ ایک غم پیدا ہوا  
دل میں آنی کا نظر اپنے بچے تصویر کیا  
دل میں سرکعبہ میں صنم پیدا ہوا  
کیا ناشائستہ رونے پہلو ہی میں پیدا ہوا  
مجھے کی بیدار سے دم بدم پیدا ہوا  
در پہلو میں تار سے عالم کا ناشاد دل میں  
دیکھتے ہیں اسے عالم کا جام پیدا ہوا  
ساغر دل بنا خاک دیکھ کر کتنا ہے وہ  
کوئی دینا میں حبس بیتاب کی پیدا ہوا  
داسے اسنے کی بیاں کوئی دار الضرب عشق  
میں وہ جنوں ہیں کہ جانی بے غم پیدا ہوا  
خاطر اسے جنوں بیاں میں بیدار ہوا  
غزل فوجیم درد دہلی علیہ السلام  
قتل عاشق کی موتوں نے کیا درد دہلی علیہ السلام  
ہم سے لہو کے آگے تو یہ دل کو نہ تھا



## غزل مومن خان

رات مجلس میں جس کے شعلے کی حضور  
 ذکر میرا ہے وہ کرتا تھا صریحاً لیکن  
 باوجودیکہ پردہ بال نہ تھی آدم کے  
 پرورش غم کی تیرے مای صدم کو دیکھا  
 محتسب آج ترے ہاتھوں سے میخانہ میں  
 درک ملنے سے ہے یار چرا کیوں مانا

شمع کی منہ پر جو دیکھا تو کہیں نور نہ تھا  
 میں نے پوچھا تو کہا خیر یہ مذکور نہ تھا  
 وہاں پہنچا کہ فرشتے کا بھی مقدور تھا  
 کوئی بھی داغ تھا پسے پہ کہ ناسور تھا  
 دل نہ تھا کوئی کہ شیشے کی طرح چور نہ تھا  
 اسکو کچھ اور سوا دید کے منظور نہ تھا

## غزل حسن

سنگ بقدریسی دل میرا سگر توڑا  
 تیرے دیوار سے سراپا سر توڑا  
 دل صد چاک کے پوچھی خبر اس سے تو  
 نالہ وادہ ہی اب تو نہ نکلنے سے رہا

مول اس لال کا تو نے بت کافر توڑا  
 نخل الفت سے ثمر بنے یہ لبر توڑا  
 گل صد برگ مرے سامنے لاکر توڑا  
 خانہ دل یہ لگا تیرا سگر توڑا

## غزل ممنون

گمان تجھ پر کرون کیونکہ دل چرانیکا  
 یہ سینہ ہے یہ جگر ہے یہ دل بچہ بچہ  
 کیسے ہو نہ ٹھیکے ہوتے ہیں یہ تمام ہوئے  
 مجھے یہ درد ہے معلوم حکم بلبیل دے  
 کیا فریفتہ کہکے یہ حال دل کو میرے  
 غم و نکی گریہ ہی بالیدگی ہے تو آخر  
 جھکے نگہ میں ہے ڈھب پرش نہا نیکا  
 اچھی میں گرم نفس سوز کے پیر غ  
 کہاں سے زور دل سینہ و جگر لاؤں  
 ابھی حبیب کے دہن سے آستین ہوں  
 نہیں بچا مضم عشق سے کوئی ممنون

جبہا کے آملہ سبب کیا ہے سکرانیکا  
 اگر خیال ہے تلوار آزمانے کا  
 مزا ملانے نہیں گالیان بھی کھانے کا  
 نہ میرے خاکہ کر قصد پہول لانیکا  
 اثر فسوں سے نہیں کچھ کم فسائیکا  
 دل گرفتہ نہیں سینے میں ہمانیکا  
 خامن روز دیا رنگ مہربانی کا  
 کرے ہے شعلہ کام آب زندگانی کا  
 تمہیں لگانا ہی یہ ہاتھ تیغ رانیکا  
 مڑے سیکہ لیا شغل خوفشانی کا  
 بہن دیر بے بہت ہی ترے جونیکا

لگا غزلک جیساں نالہ کرکار  
 غزلک کا حال نہویں میرا بلکار  
 نہ جاؤنگا کہ جو حسن کوین جاؤنگا  
 اگر نہو دے گا نقشہ نہیں اس بلکار  
 کہ نہ خانہ خرابی تری نہ دین بلکار  
 کہ اب شرم میں ہے ہوش چشم ترکار  
 یہ خوشی اس تو کیکی تو اپنے دل کی  
 دلع سے دل نہ کی وقت تہا عسکار  
 لگے ان بکھوئے جے وقت آئے دل چاک  
 ترانہ رتبہ ہوا کیوں شکات درکار  
 ذرا بول کر محبت تو خاک کردی چرخ  
 مرا سوز ہے گل خندہ شہر کار  
 یہ اتوان ہوں کہ ہوں در نظر نہیں آتا  
 یہ ہی حال ہوا ہے تیری ہی مکار



جنون کجوش سے بیگانہ دار میں اجباب  
خبر نہیں کہ اسے کیا ہوا پراس پر  
دل ایسے شوخ کو مومن نے دیدا کہ وہ ہے

ہمارا حال وطن میں ہوا سفر کا سا  
نشان پا نظر آتا ہے نامہ بکا سا  
محبسین کا اور دل رکھے شمر کا سا

## غزل دوق

پہنچا آب تیغ قاتل تا کر اچیا ہوا  
ایک دن بالکل نین اچھا رہا ہوا  
آب خنجر کی ترے گریہ زیادہ آبرو  
آرے گیارہشت میں بسلی ترے ناتی کے کام  
روز کہتا تھا مزا محکو چکھادی عشق کا  
سکے مجنون نے مرے سوز جنون کو یہ کہا  
بندہ گیا اس کو کمر کا جبکہ مضمون کمر  
محکو صدقہ کر اگر ہے بد مزہ تیرا مزاج  
تا تہہ تو ہلکا پڑا تھا یار کی شمشیر کا  
کہیچ گیا میری طرف سے اور اب لبر کا دل  
قتل کرتا ہے ترابہل سے یہ کہنا کہ لو  
نامہ بر جاتا جلد تو ہی چل جان حنین  
آئینہ خانہ میں عالم کے سمجھ لے یہ مثال  
ہے ہر اتو ہی اگر آنا نظر تجھ کو ہوا  
دوق کی مری کی شکر پیلے وہ کچھ گنگیا

ایدل مجروح نے تو غسل کر اچیا ہوا  
داغ ادھر تازہ ہو گز خم او دہرا چیا ہوا  
آج مدت میں ہمارا حلق کر اچیا ہوا  
ہو گیا مجنون جی کاٹا سو کہہ کر اچیا ہوا  
بہر دیا نون سستی دلو چیر کر اچیا ہوا  
واقعی مجھے ہی یہ شوریدہ سلا چیا ہوا  
ہو گئی معنی میں وقت شعر پر اچیا ہوا  
یہ دہر صدقہ دیا تو نے او دہرا چیا ہوا  
زخم پر قسمت سے میرے کار گر اچیا ہوا  
واہ وا جذب محبت کا اثر اچیا ہوا  
اتھو دامن بھی ہوا الو سے تر اچیا ہوا  
دیریت کر سات تیری مسفرا چیا ہوا  
تا مجھے جانیں کہ یہ صاحب نظر اچیا ہوا  
تو ہی اچھا تجھے معلوم کر اچیا ہوا  
پہر کہا تو یہ کہا منہ پہر کر اچیا ہوا

## غزل میر تقی

چمن میں گل نے جو گل عوے جمال کیا  
بہار رفتہ پہر آئی تیری تماشے کو  
فلک نے عشق کی جہ میں ہکو پدا کر

جمال یار نے منہ سکا خو بلال کیا  
چمن کو میں قدم نے تیری نہال کیا  
سان سبزہ نور ستہ پائمال کیا

یہی تہی مکتب شش گلے میں کیانی  
سوا سکی تیغ نے جگر اچھا انصاف کیا  
لگانا دلو کو اس عاشقی نے حال کیا

## غزل حیدری

جو کچھ کہ میر کا اس عاشقی نے حال کیا  
برابری کا تیرے گل نے جب خیال کیا  
صبا نے مارٹھا ہے منہ سکا لال کیا

## غزل زلمی

دین یوچین بچیں غنہ سے کہا سبیل  
کسی ہو بولو کا دوس سے مل سوال کیا  
نہا ئی چمکی ہی بس جانی تیری کام ہوس  
بدنسے روح نے آخر کو انتقال کیا  
گرا تھا لکڑی کے زمین پر بھی تراخان  
فلک نے ادس کو ادس ہاں دین ببال کیا  
اداسا ادسے ندیکہا میں چلی باغور  
خدا نے ادس کو زمانے میں بینال کیا



غزل فدوی

تماشا ہے اگر آئینہ پہ رنگا ہو پیدا  
 تیرے ہی کیوں کے بلبلیں کیاں اتنا تو کس پیدا  
 تیری زیب قبا سے گھٹے یا قوت کا تکر  
 اگر اس مصحفی رد پر کنار کا کھلے اخیل  
 کھلے بالونیں یوں چمکیں سے عارض تان  
 مرا دل کی حشت سے کیے منصور خاں  
 کیسے نکتہ تحقیق کی ہو و خیر قدوی

تحیر کے مکان سے عکس رو یا ہو پیدا  
 گری جس جا پہ اشک پنا گل گلزار ہو پیدا  
 گریبان سحر سے مطلع ہزار ہو پیدا  
 طلسمائی رنگ کی تحریس تلوار ہو پیدا  
 کہ جوں ابرسیہ میں برق سو سو پار ہو پیدا  
 کریں عوی انا الحق کا سو سو دار ہو پیدا  
 کیسے عشق میں ہے نیدر کرار ہو پیدا

غزل انشا

جل کر کی آگ بجھے جس سے جلد وہ شے لا  
قدم کی ہانہ لگاتا ہوں اُٹھ کہیں گھر چل  
نکل کے دادی حشت دے دیکھ اے مجنوں  
اگر اجو ہاتھ سے فریاد کے کہیں تیشہ  
صفائی اس گل عناک کی دیکھ تو انشا  
لگا کے برف میں ساقی صراحی مے لا  
خدا کی واسطے اتنے تو پاؤں مت پھیلا  
کہ کیسی دہوم سے آتا ہے ناز لیلہ  
درون کوہ سے نکلے صدای واویلا  
نسیم صبح جو چھو جائے رنگ ہو میلہ

غزل سودا

سودا غزل میں تو ایسی ہی کہے لا  
 حکاک کا سپر بھی مسیحا سے کم نہیں  
 نے چھوڑا ہے اشک مراد اہن و کنار  
 شاکی نہیں خدا سے بنے گر شکل رشت  
 غم سے خزانہ کی خون جگر جٹ اب لے نسیم  
 دیکھے ہے اس قدر تو مجھے دیکھ کر قریب  
 اسلوب شعر کہنے کا میری نہیں ہے یہ  
 گل کے پھاڑیں حبیب کو دین بلبلیں صدا  
 فیروزہ بھی ہو مردہ تو دیتا ہے وہ چلا  
 یہ طفل بد سرت نہ گہوار سے ملا  
 ممکن نہیں کہ ہمار کا مالی کرے گلا  
 غنچے گوان کی کچھ نہیں کھاتے نہیں کھلا  
 چوہے کی جھانت جاتے ہی نظر وٹے وہ ملا  
 مضمون آبرو کا ہے سودا یہ سلسلا

غزل لطیف

ملا امجد کو وہ چیل چھیل  
 ہوا رنگ سنا ریٹوں کا میل  
 کیا جس نے تجھ سے عداوت کا بیج  
 سلف علیہم عزایا تقیلا  
 نکل اور سے زنون کے کوچے سے ایل  
 تو بڑ بتا تم الیل الا تیل  
 کہیں میں ماروں اگر آہ کا دم  
 فلکات جبالا کیشما ہیل  
 ہم

حجی

نظمیں اس کے فضل و کرم پر  
فصل جیسے اللہ نعم الوکیل

غزل خواجہ میر درد علیہ الرحمۃ  
دیر سے یاد رہا یا تعبہ یارب خانہ تھا  
میں بھی مہمانِ حق وال تو ہی صاحبِ خزانہ تھا  
دی نا فانی کہ وقت مرگ یہ ثابت ہوا  
خواب جو بچھو کہ دیکھا جو بسنا افسانہ تھا



جیف کہتے ہیں ہوتا راج گلزار خان	آشنا اپنا ہی وال اک سبرہ بیگانہ تھا
ہو گیا مہماں سرے کثرٹ موہوم آہ	وہ دل خالی کہ تیرا خاص خلوتخانہ تھا
بھول جا خوش رہ عبث وہ سابقہ منت یاد کر	دردیہ مذکور کیا ہے آشنا تھا یا نہ تھا

غزل ناسخ

مرغ دل کو چہ سفاک کو گلشن سمجھا	تنیج کو طائر جان شاخ نشین سمجھا
چوڑنا اسکا گوارا جو نہیں ہے شاید	دہن دشت کو میں یار کا دامن سمجھا
بعد مرگ آیا جو دھیان اپنی تمگاریکا	لحد تیرہ کو میں اپنے ہی روشن سمجھا
خوب ہو کا تجھے مہی کی او اہل نے دیا	دہن یار کو میں غنچہ سوسن سمجھا
بیگماں مورچہ خط کا اسی سے ہی فور	میں تیرا چاہ دقن مور کا وزن سمجھا
کس نے اونگلی پہ رکھی فاتحہ کو فندق بند	شمع معکوس لحد پر جو میں روشن سمجھا
بن گیا جوش تصور سے بتوں کا مسکن	معبدہ کو نہ میرے کوئی برہمن سمجھا
کاٹے کھاتی ہے مجھے فکر سخن اے ناسخ	دو زبان سے قلم اپنی کو میں ناگن سمجھا

غزل نظیر

مراد دل ہے مشتاق اس گلبدن کا	کہ بلخ ایک گل ہے جسکے چین کا
وہی زلف ہو جسکی نگہت سے اتک	پڑا خون سوکے ہو شک ختن کا
وہی لعل لب ہے کہ حسرت سی جسکی	جگر آج تک خون ہے لعل مین کا
عجب سیر دی کہی نظر اس چین کی	ابھی وصل تھا زکس و نسن کا
ابھی یکہ گر جمع تھی سنبل و گل	ابھی تھا بہم جوش سرو و سمن کا
ابھی چمچے بلبلوں کے عیاں تھے	ابھی شور تھا قمری نعرہ زن کا
اکھڑی سیر کے جو بعد دیکھا یہ عالم	کہ نام و نشان بہی وال تھا چین کا

غزل ایہ

ہزار شکر کہ خطا صبح یار کا پہونچا	اسی کے نام تو ہی دار و مدار کا پہونچا
دل شگفتہ کو پیغام یار کا پہونچا	گل ضرورہ کو مشرودہ بہار کا پہونچا

او گے یقین سے وہاں ہزار لالہ و گل  
قدم جہان پیری گلزار کا پہونچا  
نہر سکوزنگ خفا خاص منت شمار کرو  
چمچے قلم عام سے رنگیں لگا رکھا پہونچا  
ہمارے دیکھ کے اس مرغ و گل سے صیاد  
خیاں کیا ترسے جی میں شکار کا پہونچا  
جہاں کو مست کیا ایک نگاہ نے پیری  
ادھر ہی دیکھ کر عالم ببار کا پہونچا

غزل فدی

ایسا اپنی طبیعت تو باغ باغ ہوئے  
پیام جبکہ بت گلزار کا پہونچا  
دل بڑھتا ہے صبح و شام بڑھا  
یا انکی یہ کس سے کام بڑھا  
گو نہ یلوے تو نام عاشق کا  
اب تو مہینہ نہ یہ بسکا نام بڑھا



جان سے بدن ہو گیا خالے  
قابل بندگی نہیں تو نہیں  
یار الیسا نہ یاد دیا فدوی

جسم بجا دے گا تمام پڑا  
کب گلے آکے یہ غلام پڑا  
دیکھ لینا اگر اسکو کام پڑا

### غزل منصور

دل گرفتار کیا کئے کیا یار کیا  
ہم جو رہتے تھے سدا گوشہ تنہائی میں  
آپ کثرت میں گیا گوشہ جدت سے نکل  
کئے لے آگ میں ڈالا تھا خلیل اس کو  
کون منصور تھا وہ جس سے انا الحق بولو

اب مجھی پیار کیا کس نے کیا یار کیا  
سرباز ار کیا کس نے کیا یار کیا  
عشق ظہار کیا کس نے کیا یار کیا  
مار گلزار کیا کس نے کیا یار کیا  
برسر دار کیا کس نے کیا یار کیا

### غزل شیخ عبدالقادر المتخلص بہ وفا

ماہل اب دل زلف جانان ہو گیا  
فرقت رشک چمن سے اب دل  
آہ و نالے سے مئے گلشن میں گل  
دست وحشت سے دلا ہر دم مرا  
اک جہلک اپنی دکھا کر بام سے  
آئینہ خرا رہا یا تھا وہ ماہ  
عمر بہر اوس سے وفا کرتے رہے

دام میں بنیں کسے پشمان ہو گیا  
مثل گل چاک گریبان ہو گیا  
نعرہ زن مرغ گلستان ہو گیا  
پرزے پرزے حبیب دامن ہو گیا  
پھر نہان وہ ماہ تابان ہو گیا  
دیکھ کر میں جسکو حیران ہو گیا  
بی وفا آخر وہ نادان ہو گیا

### غزل جہانگیر شاہزادہ

گریار نہو ساقی پیمانہ ہوا تو کیا  
ہم عشق کے بند ہیں مگر بہت نہیں واقف  
جب درد نہو دلیں کیا عشق مراد تو  
اس عشق کی آتش سے جلتے ہیں سبھی کوئی  
معتشوق کی کانوں تک اب تک نہیں پہنچائیں

معمور شرابوں سے میخانہ ہوا تو کیا  
گر کعبہ ہوا تو کیا تبخانہ ہوا تو کیا  
کہنے کو بہلا کوئی دیوانہ ہوا تو کیا  
گر شمع ہوئی تو کیا پروانہ ہوا تو کیا  
میں شک مرا یار و دردانہ ہوا تو کیا

جہانگیر شاہزادہ ہوا تو کیا  
آباد ہوا تو کیا دیرانہ ہوا تو کیا

### غزل میر تقی

غم رہا جب تک کہ دم میں دم رہا  
دلکے جانے کا نہایت غم رہا  
حسن تھا میرا بہت عالم فریب  
خط کے آنے پر وہی ایک عالم رہا

### مکمل

دل نہ ہو چکا گوشہ دامن تک  
قطرہ خون تھا شوق پر چمک رہا  
سننے میں لے لے کی غیب کو پہنچا  
میں مجنون کا مگر نام نہ تھا  
میں تو تک آیا نظر  
زلفین کو دین کام دل بہم رہا  
بھریاں کا تلخ ہر دم رہا  
دیکھ لے لب سے جوان عمر رہا  
انچھٹو میں اب جوان عمر رہا



جامہ احرام زاہد پر نہ جا  
میر و نیکی حقیقت بسین تہی  
دیکھ میرا دماغ سے ہنس دیا  
صبح پیری شام ہونے آئی میر

تھا حرم میں لیک نامحرم رہا  
ایک مدت تک وہ کاغذ نم رہا  
برق چمکے ابر باران تہم رہا  
تو نہ چیتا اور بہت دن کم رہا

### غزل رضا فعلی

بہر دوبارہ عشق کا دلیر شہید ہوا  
اشک جاری را دن ہے چشم گریان سے  
و یکہر گلشن میں کہن بلبلین اوس ماہ  
اب مجھوترے بحر آتا نہیں آرام دین  
زخم آئے ہو گئی چل چل کے سار سیم کے

باغ میں تیری محبت کا شجر پیدا ہوا  
اس قدر رویا کہ اشکوں سے گہر پیدا ہوا  
کیا چمن میں دوسرا شک قمر پیدا ہوا  
پہر تجھے کیونکر جدائی سے صبر پیدا ہوا  
در دل رضا فعلی شام و صبح پیدا ہوا

### غزل کنور

آتش دیکھا جو آنکھوں سے شرار چمکا  
در درفت میں جو شب لگو ہو بیتیابی  
چہرہ از بسکھ سپہ کا سا نظر آتا ہے  
صحیح خانہ میں جو دلدار ہو خوش رفتار  
زرد و عشق کی دوسری ہو ہم ہم  
برق چمکے ہے ہوا عاشق بید لگو سمجھ  
دل میں آشن جو کنور غم سے تو بھڑکاتا ہے

لوگ سمجھے کہ فلک پر سے ستار چمکا  
مات روئین کئی صبح کا تارا چمکا  
ان نون نام خدا رنگ تمہارا چمکا  
آسمان نوری اوس ملہ کی سارا چمکا  
زعفران زار یہ چہرہ ہی ہمارا چمکا  
جوق کے اندر سے جو نخل کا کنارہ چمکا  
خوب چمکا نہیں پھر اسکو دوبارہ چمکا

### غزل زند

جاکل گلزار سے صیاد پھر آیا اولٹا  
تن کی عریانی سے بہتر نہیں دنیا میں لہر  
گالیان تو ہیں افسانے تو خفا ہونے میں  
نام اوسنے جو سنا عشق کی بیماریکا

کیا نصیب ہے تیرا بلبل شیدا اولٹا  
یہ جامہ ہے کہ جسکا نہیں سید اولٹا  
میر یاروں کے جو کرتے ہیں شکوہ اولٹا  
میر در پر سے پھر آ کے مسجا اولٹا

یاد آیا جو مجھے کوئی صبح خوشی کے دن  
وزن و وس خلک جا کے پر آیا اولٹا  
نہیں کبھی سے ہو جائے نہ ارون  
پیرہہ حمل کا جو رہا کبھی لیلے اولٹا  
بالہ کرنے سے مراد رخصتا ہوتا ہے  
چمک کی جا اسی آجائے غصہ اولٹا

غزل شمس

نہیں کبھی

خدا نے برق تجلی بیچے جمال دیا  
ہمارے آنکھوں کو دیدار کا خیال دیا  
کیسکو ملک دیا اور کیسکو مال دیا  
فیض ہون مجھے اللہ نے پھل دیا  
چلا تو بتکد کی سیر کو موزن دیا  
یلا دیا جو بتوں کو پھل دیا  
شراب ابرین کو پھل دیا  
تری کم سای ہلو شفق حال دیا



شرف سے دستخط یار کے پھر محروم  
سرور یار سے حاصل ہوا سرور مجھے  
سب وصال میں اس چہرہ منور سے

جواب صاف ملا کہ جب سوال دیا  
ملاں دوست نے دلوں مری ملاں دیا  
مٹا کے زلف کو آتش ملا کوٹال دیا

### غزل فرح

صبح آتا ہے چلا عید میں شہر جہکا  
دل جہکا دید جہکا ماتھ جہکا پیروں پہ  
کوئی تھا بیچ گلے میں کوئی تھا سر اوپر  
چنگیزی دہوم چمن میں جو پکار میں بلبل  
جب جلا جھکتا ہوا حسن کے بازار کے بیچ  
تیغ ابرو کی یے شوخ اکڑتا ہے کھڑا  
حسن تو بہت دیکھے یہ کہیں دل لگا

نظر آتا ہے مجھے مطلع انوار جہکا  
کچھ ذرا میں ہی جہکا تو مرا یار جہکا  
یک بیک آنکے وہ لٹ پٹی دستار جہکا  
آج گلشن کسیرت وہ گل گزار جہکا  
ایک یوسف کی یے لاکھ خریدار جہکا  
دیکھئے کسکو کرے قتل سنگار جہکا  
دیکھ صورت کو تری فرح سے لاچار جہکا

### غزل فقیہ

سوختی پان سے جلال میں دندان دیکھا  
قوس ابرو سے جو گرد و پتہ گیا ترثرہ  
بہر روز یکے تو دنیا میں مضطر ہو کھو  
کیا کروں یار کی میں رنگ ناک کی تعریف  
اے فقیہ باغ میں جان کی نہیں کچھ حاجت

اس طرح کا نہیں محل بدخشاں دیکھا  
اے میاں گاہ و فلک کو وہیں تباں دیکھا  
میں نے ہر بار گہرا آب میں غلطان دیکھا  
ہم نے ایسا نہ کہیں پنجہ مر جاں دیکھا  
ہم نے لڑکوں کی نعل میں سے گستاں دیکھا

### غزل میر تقی

صحرا میں سیل اشک مرا جا بجا پھرا  
طالع جو خوب تھے نہوا جاہ کچھ نصیب  
آنکھیں بزرگ نقش قدم ہو گئیں سفید  
ٹاک بھی نہ مڑکی یہ لطیف تونے کی نگاہ  
ویر و حرم میں کیونکہ قدم رکھے گا تیر

مجنوں ہی او کی موجیں تہ بہا پھرا  
سر پر مرے کر ڈر برس تٹاک ہما پھرا  
نامی کی انتظار میں قاصد بھلا پھرا  
ایک عمر تیرے پیچھے میں ظالم لگا پھرا  
ایدہر تو اُس سے بُت پھرے او ہر خدا پھرا

### غزل صادق

فطرتوں اس بت کی کوئی بی باجیاں لگا  
کعبہ مقصود تک ہلو خدا سے جا بجا لگا  
بار و بار اور کمر صیاد سے قابو نہ چھوڑ  
نالوں ہوں باد کا ہوا کا اُڑا بجا لگا  
بعد میں کیا پیری کچھ حال ہی پختی نہیں  
پھر جی جانے کو مری ہڈی امانے جا بجا لگا

### غزل شکر

اس بحر کو کہتے ہی میرا دل او بجا گیا  
چوڑے دنیا کو بھی میرا دل او بجا گیا  
چوڑے شکر کا شکل او بجا گیا  
اے شکر کون میرے انجائے جا بجا گیا  
تیرے بغیر کون ہے جبریل اب بجا گیا  
وعدہ صادق اس سر کعبہ ایجا گیا

### غزل شکر



آہ وہ گل جب تک سیر گئے کا ہار تھا  
 کب خوش آتا تھا نگہ میں اسکی ہر اک گلہ  
 آج گل کا وہی کا جامہ دیکھ کر اس شوخ کا  
 یاد کر گل شکوہ پر دانے کا رونا بزم میں  
 منتظر قوس قزح تھی آسمان پر دیر تک  
 انگلیاں دانتوں میں دیتے تھے ہی پیر چوہا  
 کب اسے پڑتی تھی کل جوں مرغ بسل روز  
 زلف کی چھپتے ہی غل چاروں طرف تھا ملنا  
 کل کسو نے جا کہا اس سے کہ مستان مر گیا  
 رات دن چشموں میں غیر دیکھے کہٹکنا خا تھا  
 زنگی آنکھوں کا تیری جو کوئی بیلار تھا  
 ہر چہن میں گل پہ گل کھانے کو گل تیار تھا  
 شمع تے تا صبح تک ونے کا باز ماٹا تھا  
 کس نے کل اس کو دکھایا ابرو خد اٹھا  
 گل جو دیوانہ تیرا سوا سر بازار تھا  
 تیرے ترکان جیکے سینے میں مع سوا تھا  
 رخ ملک بوسے کی خاطر پہنچنا دشوار تھا  
 رو دیا شکر کہا افسوس کیا آزار تھا

### غزل واحد علی

کر کے تہنا مجھے اے دوستو گلفام گیا  
 کیا اُسے خطا میں لکھوں کیا منہ زبانی بولو  
 وعدہ کر کر جو گیا شب کو نہ آیا ہرگز  
 کب خوش آتا ہے مجھے باغ و بہار گلشن  
 جسم لاغر کو مرے دیکھ کے کہتے ہیں طبیب  
 میں نے دیکھا جو وہیں رشک قمر کوٹھے پر  
 لغو کہیںچوں ہوں تصور میں شب روز مدام  
 غم الم سوپ گیا طاقت و آرام گیا  
 قاصدا بتک پھر ایک وہ پیغام گیا  
 انتظار میں میں تیری محکوم صبح و شام گیا  
 گل تو سب خار ہو جس کا گل اندام گیا  
 زندگی اسکی کہاں جس کا دل آرام گیا  
 میں دوبارہ وہیں فی الفور بیام گیا  
 روناں چشموں کا ہرگز صبح و شام گیا

### غزل بسم

جھپک تبا کے مجھے دلربا نے لوٹ لیا  
 ہزاروں ہیں صفت ترکان تیرے گھائل  
 خدا کے واسطے کر رحم اے بیت سنگدل  
 نگاہ شوخ نے کی خانمان کئی برباد  
 جہانیں جیتے ہیں معشوق بیوفائی سے  
 بچا کر سے تو ظہم و حیا نے لوٹ لیا  
 مجھے تو ابرو دکان کے ادا نے لوٹ لیا  
 تری نوروز کے جور و خفائی نے لوٹ لیا  
 مجھے ہی کا زلف دوٹانے لوٹ لیا  
 یہ عاشقوں کو تو بار و وفائی نے لوٹ لیا

نہیں ہے شکوہ فیوں کچھ بچہ بدم  
 کو دل گانے ہی اس آشنائے لوٹ لیا  
 روناں تھا قافلہ شکوہ کا جو بوسے بار و  
 سواں تبسم غارت ربانے لوٹ لیا  
 غزل اصغر جیسو  
 آہ جنبک مر و بیلو میں وہ دلدار تھا  
 آہ کا بھڑنا مرا خالی آزار تھا

بسم

رات کیا بات تھی بتلاؤ مجھے اس عالم  
 اب ازرا بی کی کہ بے درکار نہ تھا  
 کہ وہ نہ تھی زنی بھید ہو یا میں کہیں  
 بے غم میں تھی کہ بھید ہو یا میں کہیں  
 آج کہیں نہ تھا بسم بزم یہ وہ بیمار تھا  
 اس کے جانے سے بچھ موت نہ تھی صف  
 ایسی رسوائی سے جینا بچھ درکار نہ تھا



# غزل علی

کہو بلبل کی کیجا و چمن سے اشیان اپنا	پڑے گریہ ہزار فسون ہو گا باغبان اپنا
اٹھا کر لچلی بلبل چمن سے اشیان اپنا	کہا گلے کی ہے سو فاقہ سے مکان اپنا
ہوئی جب باغ سے خست کہا رو دیا	لکھا تھا یوں کہ فصل گل میں پروں اپنا
کھیا دیوں چاہی تو جی او جائے حاضر ہوں	ولیکن طوق قمری کی طرح کر کے نشان اپنا
مرا جاتا جی اس بلبل بکیر کی غربت پر	کہ گل کے آسے بیرون لٹایا خانان اپنا
چلے جب باغ سے بلبل لٹا کر خانان اپنا	نچھوڑا اکبیل نے چمن میں کچھ نشان اپنا
نہ تو فی گل کیا اپنا نہ بلبل باغبان اپنا	چمن میں کس پر رو بہ بنایا اشیان اپنا
چہرے رہی کس کس مرنے ننگ کر	اگر ہوتا چمن اپنا گل بنایا باغبان اپنا
انہم کو اس طرح روئی کہ سو ہو گئی بلبل	ڈبایا آنکھوں نے تمامی خانان اپنا
مگر دے تبار کہتا علی گوہر پیار	وہ حکم شاہ رکھتا تھا دے تھا مہر اپنا

# غزل شا

کیا خدا و عشق کی میں و نہانی مانگتا	مانگتا جو اوس تو ساری خدائی مانگتا
برچی لیکر آہ کی کہتا ہوں دل چن	تم سے دل بکڑا حصا لڑائی مانگتا
اوس سے خلوت کی ٹھہرائی تو میں اللہ سے	واسطے دو دہائی عرش کبریا کی مانگتا
یوں کہا مرد و نچ جھٹ پٹ شیخ کی گویا	دو بڑی ہو یہ سراسر کا بڑائی مانگتا
داد رس کوئی جو ملجا تا تو شاعشق سے	الامان میں بادشاہ سے دی وائی مانگتا

# غزل فیس

علاج درد کا اپنے بہت کیا نہ گیا	طبیعی مجھے کیا کیا ملے دیا نہ گیا
کیا جنون نے یہ کچھ میرے طبع پر غلبہ	اگرچہ خون بھی فساد سی لیا نہ گیا
ہمک پھوٹ کی خوننا ب چشم سے آخر	تیری جدائیں خون جگر سیا نہ گیا
ہمارے چاک گریبان کا ناصحا تجھے	ہزار شکر کہ ایک تار ہی سیا نہ گیا
وہ دایقالب لیل کے بوسے کا اوقیس	مثال شیریں کی لذت کو تو چکھا نگیا

# غزل سراج

قد ترا سرور دان تھا بیٹے معلوم نہا  
گلشن دین عیان تھا بیٹے معلوم نہا  
دہو پ میں عیان تھا بیٹے معلوم نہا  
پوسے میں عیان تھا بیٹے معلوم نہا  
حاکم یوں میں مان تھا بیٹے معلوم نہا  
سرور دیدہ جان تھا بیٹے معلوم نہا  
شب جیت کی اندر ہے بنک آئیہا  
خج ترا نور نشان تھا بیٹے معلوم نہا  
یار نے ابرو و شکران تھا بیٹے معلوم نہا  
اوس کے تیرے مکان تھا بیٹے معلوم نہا  
سب جگت میں دہو و شکران تھا بیٹے معلوم نہا  
لکے گوشہ میں مکان تھا بیٹے معلوم نہا  
روزہ داران جلدی رخصت ابرو یار  
ماہ عید رمضان تھا بیٹے معلوم نہا



مین نے سمجھا تھا کہ اس یار کو ہر نام و نشان	یار نے نشان تہا مجھ کو معلوم نہ تھا
دل بیدل نے کہا تھا ہوا آج سراج	کیا بلا سیف زبان تہا مجھے معلوم نہ تھا

### غزل تراب شیدا

دوب کر دلیجے تیر کا پیکان رہا	او کمان دار ترانچہ پیہ چسان رہا
ملکسی دوست نے پوچھا نہ کئی شہر نے	مہ توں شہر میں اپنا ہی سامان رہا
ایجنوں ہا تہہ و تیری ترے صد جان	کوئی باقی نہ مرا مار گریبان رہا
بستر خاک ہے اور پیرین عریانی	بے زویرسون مرا چاک گریبان رہا
آفریں ہے تیرے بہت کو تراب شیدا	عشق کا فرکا کیا آپ سلمان رہا

### غزل نثار

اسکی قدموں سے لگی رہتی ہے ذرا حنا	خوب نیامین بسر کرتی ہے اوقات حنا
دسترس ہو نہ ہیں جنکی قدم تک پہنچ	تو پڑی تہو نہیں کہی تیر گئی بات حنا
عرض کچھ جو ہمارے ہی قدموں سے مل	اوسکی قدموں سے لگی اب جو کسی ات حنا
تو بھی اسطرح لگے گامے چہاتی ہو کہو	شوخی جسطرح سے لگتی ہے تری بات حنا
سمتو مایوس ہے اسکی قدموں سے	جا کے قدموں سے لگی یار کی ہدایت حنا
فندقین یار کی مشاطہ لگانی ہیں نثار	گل مہندہ پہ نلادو کہی آفات حنا

### غزل نظیر

نظیر اک بت پریش نہ اسچرچ نی ادا کا	جو عمر دیکھو تو دین سکی قیامت غضب کا
جو شکل دیکھو تو ہو لہو لہو باتیں سنو تو بیٹی	یہ دل دہ تیر کہ سر اور او جو نام لہجہ کہی فاقا
جو گہری نکلی تو قیامت کہ چلے چلتے قدم	کسی کو ٹھوکر کسی کو چپکے کسی کو کانٹ لٹا کا
یہ چلتی ہیں جلیلا ہٹ کہ دل کہیں نظر کسیر	کہا نہ کا اونچا کہا نہ کا نیچا خیال کس کو دم
لگاوا نہ کہیں وہ سجھا کہ پہر لپکے پالکے	نظر جو نیچے کرے تو گویا کہلا سہرا چہر کا
یہ چلتی ہیں جلیلا ہٹ خبر نہ کہ نہ سکی بندہ	جو چہرہ لکھ لکھ لکھ لکھ لکھ لکھ لکھ لکھ
چلے اپنے میں شہابی کہ مثل بجلی کی طرانی	کہیں چپک چپک چپک کہیں چپک چپک چپک چپک

وہ سہارا کیسی سنبھلے نہ وہ سنا پائے کیسی  
 جو قتل عاشق کی چلے تو غیر کا پر نہ نہ تھا  
 نظر سے جا کر سر کا بدل کی صورت چپکے  
 جو دیکھ لکھ لکھ لکھ لکھ لکھ لکھ لکھ لکھ  
 کہیں ہو بادشاہ وقت کہیں گدا و دیکن  
 کہیں کاسے کہیں بولا بیلا وہ کہیں است  
 کہیں کہیں وہ بندہ خدا دیکھ کہیں است  
 کہیں کہیں وہ جب بنا کہیں کہیں کہیں  
 کہیں کہیں فانی کہیں کہیں کہیں کہیں  
 کہیں کہیں زاید بن کہیں کہیں کہیں کہیں  
 کہیں کہیں اندر نہ لکھا سینو ادا دیکھ



ہمیں عاشق نیاز کی صورت  
سینہ بریاں و دل جلا دیکھا

## غزل سوز

محبت کو دام بلا جانتا تھا  
چلا مجھے تو ہی تو جا کر پہلا دل  
بڑی گرمجوشی سے تھا ہی مجھے ڈر  
دغا کھائی آخر دغا کھائی آخر  
دلا سا تو دے سوز چلتے چلتے  
پہنسا میں تو ایدل یہ کیا جلتا تھا  
بچے میں بڑا آشنا جانتا تھا  
کہ آخر کرے گا دغا جانتا تھا  
میں کیا جانتا تھا میں کیا جانتا تھا  
مگر تو جگر ہے جلا جانتا تھا

## غزل ولی

تجھ لب کی صفت لعل بدجشانے کہونگا  
دی حق نے مجھے بادشہی حسن نگر کی  
میں جیسے دیکھا خواب ہے اس میں خوبی  
تعریف تیری قد کی الف وارے حسن  
مجھ پر نہ کرو ظلم تو اے لیلے آفاق  
بتیاب نہو شور سے تو اے ولی ہرگز  
جادو میں تیرے نین غزالا نے کہونگا  
جا کشور ایرانیں سلیمان سے کہونگا  
اس خواب کو میں یوسف کنعان سے کہونگا  
جاسر و گلستان کے خوش الحال سے کہونگا  
مجنوں ہو تیرے غم کا بیاباں سے کہونگا  
اس درد کی دار و کسی دریاں سے کہونگا

## غزل ملنگ شاہ

مراد و دل تجھ پہ اظہار ہوگا  
ادھر تو جگر میرا ہے پارہ پارہ  
وہ پل ہے تو چوٹا جو رستم ہوگا  
ملنگ شاہ سائیں تو ہو جگ میں  
ادھر منزل عشق تیار ہوگا  
ادھر مریم وصل تیار ہوگا  
یہ بندہ گنہگار کیا پار ہوگا  
ادھر لعل و گوہر کا بازار ہوگا

## غزل سودا

جب وہ گلشن کی طرف یا طرح دار چہکا  
زگسست تری آئیں جو تل دگلشن  
کان کے نیچے جو نکلے ہی تیری سنبل لہف  
محوس ہو کے چمن غنچہ گلزار چہکا  
گل محو چہکا بلبل ہبیار چہکا  
جسپا پانی سے نکل مار طرح دار چہکا

شب ہنسی میں بیٹھا تھا جودہ سیمیں تن  
اق الماس پہ وہ پیرہہ بدار چہکا  
لے ستاروں کو زینت اویسی دیکھا  
بس شرابی تو نہیں پارہ الوار چہکا  
سینہ پیالے پہ چہکا پیالے پہ چہکا  
شوق اس کی بل بل سے کیا ہے بلا کی ہلش  
پیتھی ہی کی ہے خواست وہ شکار چہکا

## غزل

تیرا دک تیرے شکر گامی سے ابرو دک  
ہفت دل پہ مرے جبکہ وہ سو فار چہکا  
حسن کی تیری جو دوکان میں عجب سودا  
جو اسی صفت گران پہ ہر خریدار چہکا

## غزل اکرام

وہ کو سنجہ غنیمت و فخر ہو دم کے دم کا  
یہ کون ہے دیدہ دم مارتا ہے دم کا



قرآن میں لکھا ہے کل من علیہا فان  
 جسکو بیا جو چا، کھلا دے وہ سہاگن  
 کہتے ہیں لوگ سارے کچھ میں دھکا دیا تھا  
 کن سے ہو ہی فیکوں اس کو کون کون کن  
 ہے فاعل حقیقی ہر چیز کا وہی سب  
 اکرم تو عبد الحق کی رہ بندگی میں دایم

بقی سو چیز کیا ہے لے جسکو در عدم کا  
 پھر جستجو میں کیونکر دھڑکا کہو قدم کا  
 اور فاختہ گیا ہے فہیدہ فہم کا  
 لکھنے کی تاب لایا سینہ پھٹا قلم کا  
 کیونکر ہوا ہے جگ میں روزخ بہت ہم کا  
 ہو دیکا دور تجھے پردہ جو ہے وہم کا

### غزل اشفاق

دل مرا نور تجلی سے جو معمور ہوا  
 کیا خوشی رہتا تھا گلزار عدم میں آدم  
 کبریا حق کے میں از بسکہ جہا نہیں معمور  
 سخن آدب جو کہا حق نے بیان کیا کیجے  
 دم دیا حق نے نفحت کا تن آدم کو  
 چونکہ جسوقت کہ ہم خواب عدم سے اشفاق

شعلہ جو آہ کا نکلا شر طور ہوا  
 آ کے ہستی میں غم و درد سے رنجور ہوا  
 جو کہ پیدا ہوا عالم میں سو مغرور ہوا  
 آپ کو بھول کے میں اس سے بہت دور ہوا  
 جس سے ہے پارہ گل جو ہر پر نور ہوا  
 وہی موئے تھا وہی نور وہی طور ہوا

### غزل شیدا

اجل کے کوچہ میں تیرا گزار ہو دے گا  
 دہرینگے شجہ کو جبار میں تخت شاہی سے  
 لحد کے گوشہ میں شجہ کو زمین پہ سونا ہے  
 نہ کر تو فخر یہاں اپنی شہسواری کا  
 اگرچہ باغ جہا نہیں تو مثل گل ہوگا  
 نڈر خدا سے تو ہو کر گناہ کرتا ہے  
 طمع کسی سے نہ کہ اس جہاں فانی میں  
 نہ کر کسی پر ستم سوچ یہ کہ آخر میں  
 اگر چہ پائی کسی طرح سے نوا پنا کیا

ترا قرار مدار الفسار ہو دیکا  
 اگر خزانہ و لشکر ہزار ہو دیکا  
 بدن تیرا خورش سور و مار ہو دیکا  
 عمل سے پیادہ وہاں شہسوار ہو دیکا  
 پہ تیری خاک پہ آخر کو خار ہو دیکا  
 نجانوں کیا تیرا انجام کار ہو دیکا  
 سوا عمل کے ترا کون یار ہو دیکا  
 خدا ہی سے ترا دار و مدار ہو دیکا  
 ہر ایک دن کو وہ شب شکار ہو دیکا

ہر اک حلال سے تیرے حساب ہو دیکا  
 ہر اک حرام کا تیرے خیال ہو دیکا  
 نوا پنا کسی کی کھینچ کر یہاں شیدا  
 کلام سعدی تیرے یادگار ہو دیکا

### غزل معروف

مرہ وہ کون تھا خدا مارا  
 جس نے اس سے مجھے لگا مارا

### غزل محبوب

دل کو پھر زلف میں پسینا مارا  
 کیا غضب ہی وہ خورشید مارا  
 صاف جس نے نہ کی پیمانی مارا  
 اس نے بولا کہ پیمانی مارا  
 بددست بیٹھ بیٹھ ہے تو  
 نہ لوگوں نے پہنچا مارا







بہت چاٹا دل بیچ دیجی صنم کو  
صراحی سے ساقی نے می جو بلائی

مرے دلکا وہ تاخیر دیدار نکلا  
نظیر اسقدر ہو کی شرار نکلا

## غزل سیم

گر بنے دل صنم کو دیا پر سیکو کیا  
بنے تو اپنا آپ گریبان کیا ہو چاک  
اپنی تو زندگی میان مثل حباب ہے  
آنکھیں تمہاری لال صنم کچہ نشہ پیا  
دنیا میں ہم فی آکے پہلا یا بڑا نسیم

اسلام چوڑا کفر یا پر سیکو کیا  
آپ ہی سیانہ سیا پر سیکو کیا  
گو خضر لا کہہ برسن حیا پر سیکو کیا  
آپ ہی سیانہ پیا پر سیکو کیا  
جو کچھ کیا سو بنے کیا پر سیکو کیا

## غزل سوز

قضا را وہ قاتل ادھر آن نکلا  
کھڑا نعلش پر ہو کے لولا کہ ہو ہے  
چہری لیکے من بعد سینے کو چیرا  
ٹپک سر کہا اے مینے کیا کیا  
کھڑے رہنے والو مگر سوز ہے یہہ  
بہلا سوز ایسا تاج کے خاطر

تولینے کو اد کے مرا جان نکلا  
یہ کشتہ تو کچہ جان پہچان نکلا  
تو دل کی جگہ خشک پہچان نکلا  
مین سمجھا تھا کچہ یہ مرا جان نکلا  
بہلا اسکی دلکا تو اداں نکلا  
یہ خورشید پہاڑی گریبان نکلا

## غزل مست

آج دلبر کو خواب میں دیکھا  
خود فنا ہو گئے ذات میں ملنا  
آپ کو سوخت غیر کو لذت  
بٹیکر سیر ملک کی کرنا  
ایک پیالے میں مست ہو جانا

نور حق کا حجاب میں دیکھا  
یہ تماشا حباب میں دیکھا  
یہ مزا ہم کہا ب میں دیکھا  
یہ تماشا کتاب میں دیکھا  
یہ تماشا شراب میں دیکھا

## غزل منصور

نہ ملتا گلر خون دل مرا مشہور کیوں ہوتا

جو دیکھا حسن جان کو تو پہر بخور کیوں ہوتا

خدا پیدا کرتا جگ میں گزوات محمد کو  
تو یوں معراج موسیٰ کو یہ کوہ طور کیوں ہوتا  
کہا تھا طوق لغت کا طہر اتھا شہنشاہ کیوں ہوتا  
اگر وہ جانتا شیطان تو پہر مغرور کیوں ہوتا  
نہ پتا پہنچا تو حق کا اگر خسار خوابان بہر  
تو یہ عشق کی آہ کیوں حسن منظر کیوں ہوتا  
کیا دعویٰ انا الحق کا ہو اسرار عالم کا  
اگر کو پہر شہنشاہ تو وہ منصور کیوں ہوتا

## غزل سو دا

بن دو تہن جان تو نڈکی اپنا جو نکلا  
لو حضرت دل سہل الدتھالے  
تو تب مست چمن سے ہو جلا گھر کو وہ لالہ  
کہنا ہے دیکھنے سے یہ ترالو شہنشاہ  
دیکھنے ہو کوئی خون گرفتہ تو نکلا



جتنے ہی ٹوچا ہے مرے کوچے سے اٹھالا  
گل جھاڑ ہے دامن تو نے بچے کو سنبھالا  
پر دے میں چپا اسکی تیں تھکوکالا  
نے تیغ ہے اس پاس خنجر ہے نہ بھالا  
ہرگز نہ کسی گرتے کو ظالم نے سنبھالا  
تو اپنا غریب عاجز و دل بچنے والا

مانگا جو میں دل کو تو کہا بس ہی اکل  
لے غنچہ سبب کیا ہی کراتی ہی چین میں  
اتنا ہی تو یوسف سے شہار کہ عدم سے  
اس آنکھ لڑانے سے یہ دل کیونکر برآدی  
فتنے ہی اٹھاتے ہو گئی پشت فلک خم  
سودا کچھے کہتا ہوں جو بوسہ دل اتنا

### غزل

ہر رنگ بہر رنگ ہر اک شان میں آیا  
حبس وقت کہ وہ صورت انسان میں آیا  
اپنے ہی نمائشے کو گلستان میں آیا  
مذکور ہی آیت قرآن میں آیا  
ہر تار میں بولا کہ ہر اک تار میں آیا

جب حسن ازل پر وہ امکان میں آیا  
حرمت سے ملا یکے جسے سجدہ کیا ہے  
گل ہو وہی سنبھل ہے وہی رنگس حیرا  
اول وہی آخر وہی ظاہر وہی باطن ہے  
قانون وہی ساز وہی طبلہ وہی ہے

### غزل

عیش و خوشی و زندگی سارا جہان بھلا دیا  
ہستی سے لیکے تا عدم جام تھا پلا دیا  
آپ میں آپ مل گیا پرو میں جو اٹھا دیا  
آپ ہی خدا ہوا یہ دم جبکہ خود ہی مٹا دیا  
جبکہ ملا وہ غیر سے ہنسکے مجھے رولا دیا

عشق نے تیری مجھ کو دل کیا کیا ستم کہا دیا  
موت سے آکے مرچکا نیکی بدی سے کیا غصہ  
دھونڈوں بہروں میں یا کوہِ فخر میں چل  
بیر سے سخن کو سمجھو تم اس میں نہیں ہے کچھ غلط  
عمر میں اپنی آپ میں آپلی سمجھکے چپ رہا

### غزل حیدری

وہ گول بدن سانچے میں ڈھلا وہ بیگا سرا پاصل علی  
وہ بحر مجسم حشم نگاہ وہ دیدہ چوڑا اصل علی  
نہو دانت کہ جوں موتی کی لڑی پرو کا چمکا اصل علی  
وہ بیٹی حوریں رشک کریں ناف کا نقش اصل علی

وہ چاند سا مکھڑا نام خدا اور رنگ سنہرا اصل علی  
وہ گھونگرے بال سیہ نفس اسکی عین گرہ  
تہی ہونٹوں پہ مٹی دھری وہ جیسی عین میں شام پڑی  
وہ اور کھرا و بہر سخت کچیں جو دیکھے آنکھ بار اصل علی

گوہر بن ہو جو کوربان بڑی بے ہنگام  
اسے چدری وہ خوب جہان وہ دہم و عاصم

کی کا ہوا آن کی ہٹا کی کا  
کی کا قتل کی کا نہ ہو گا کی کا  
کی کا قتل کی کا نہ ہو گا کی کا  
کی کا قتل کی کا نہ ہو گا کی کا

نہیں مانگا کوئی کہ نہ میں نہ میں نہ میں  
نہیں مانگا کوئی کہ نہ میں نہ میں نہ میں  
نہیں مانگا کوئی کہ نہ میں نہ میں نہ میں  
نہیں مانگا کوئی کہ نہ میں نہ میں نہ میں

خیر







امید وار وعدہ دیدار مرچکے  
جاتا ہی یا تریح کف غیر کی طرف  
بخشش نے مجھ کو ابر کرم کے کیا نخل  
تہی صعب عاشقی کی ہدایت میر پر  
آتے ہی آتے میر قیامت کو کیا ہوا  
ای کشتہ ستم تری غیرت کو کیا ہوا  
ایچشم جوش شک نہایت کو کیا ہوا  
کیا جائے کہ حال نہایت کو کیا ہوا

## غزل حرات

جو دم لب پہ گہر کے آنے لگا  
نہ آنیکا جب میں سنائی لگا  
وہ دلبر کسی سے ہوا ہمکنار  
کیا اوسنی جو سیر دریا کا عزم  
کہا طبع نے اور لکھہ غزل  
اسی رحم جب چھپے آنے لگا  
کسی نے جو پوچھا خاکس سے ہو  
مزاج آیا نہسنے پہ تو غیر سے  
منا مانا پڑا اور اوطا مجھے  
غرض لکی لگ جاتا ہر عشق آہ  
دیا اوسکی در پر جو حرات فی جہ  
تو شاید مراد دل ٹھکانی لگا  
وہ آئینہ مجھ کو دکھائی لگا  
کہ دل بر میں کچھ تلملانی لگا  
میں آنکھوں سے دریا بہانی لگا  
قلم حب میں حرات اوتھانی لگا  
تو صحبت یہ گردون چہرانی لگا  
اشاری سے مجھ کو ستانی لگا  
لڑا آنکھ مجھ کو لڑا آنے لگا  
محبت جو میں آزمانے لگا  
عجائب تماشا دکھانے لگا  
تو الحمد للہ ٹھکانے لگا

## غزل ناسخ

ساتھ نہیے جو مجھے بارے سوئے نڈیا  
خواب ہی میں نظر آیا وہ شب بھر کہیں  
خفتگی نخت کی کیا کہئے کہ خبر خوابم  
رات بہر درد جدائی سے کراٹا ہوا  
یا داوسن لف کی رہ رہ کی مچھو دکوائے  
یہی صیاد گلہ کرتا ہے میرا ہر صبح  
رات بہر مجھ کو دل زار نے سوئے نڈیا  
کو مجھے حسرت دیدار نے سوئے نڈیا  
عمر بہر دیدہ بیدار نے سوئے نڈیا  
کہ جہان کو تیرے بیمار نے سوئے نڈیا  
ہجر میں مجھ کو شب تار نے سوئے نڈیا  
نالہ مرغ گرفتار نے سوئے نڈیا

بکشتہ بعد فنا دینے لگا رات  
حسرت دل وعدہ دیدار نے سوئے نڈیا  
غزل لطیف

جو شب کو ریا تو تن بیمار جمال فرغ کو دیکھا  
اوٹھیا پیر دیکھو عین کج بے تو عین نواز دیکھا  
عجب تھی احمک ہم روشتن وہ دم آدم صوفی کی نظر  
ورنہ نور اصدین میں نہ لگی حبیب کو دیکھا

## مثنوی

سراخت تحت الشرا و لکیر مقام حرم و لامکان  
میں بنایا گئے جی جدا کمال حرمین سکود کیا  
بیان شکلا سکایا رقم شو شمار انعام کیا  
کہ جسکے دم و کرم کے اوپر چاہی غالب کیا  
جسکے عجبی میں آیا ہی شبہ رویت جو مصطفیٰ  
ہر یک مومن کو تو روزے لطیف و نور کیا

## غزل ناسخ



زخم کا دلکی تروتازہ ہے انکو سدا  
جسکے ہم تیغ نگہ سے ہوئی گہا یل یارب  
ہے نہیں شوق کسی لکے لہو پیئے کا  
گودے شیشہ گردون می گل رنگ مجھے  
یار کی دیکھی تجلی جو تو موسیٰ کی طیح  
ایک شب آگونی دلسوز نہ رویا او سپر  
دوستو سننے ہو سودا کا خدا حافظ

جاری رہتا ہے مری چشم نہ سو سدا  
چشم زخم اس کے زانین کے دور سدا  
دیکھتا ہوں تیرا نکہ نکو من مجھور  
خون لے تو مرا جام ہے معمور سدا  
سنگ رہ سے تری نکلے شر طور سدا  
شمع ہی گور کار سے جلی دور سدا  
عشق کی ماہتہ سی رہتا ہی یہ جور سدا

### غزل ہدایت

دشت سی قیس گیا کوہ و فراد گیا  
چشم الفت میں مجھو تجھے تو طفل شک  
یاد کر سبزہ خط اشک جگر سے نکلا  
یہ ہدایت سے بنا رختہ کی تہی قائم

کارخانہ ہے سبھی عشق کا برباد کیا  
ماہی نیا سے تو لڑ کی یونہی ناشاد کیا  
روٹھکر گہر سے یہ لڑ کا خضر آباد کیا  
حیف صد حیف کہ دنیا سے وہ تباہ کیا

### غزل ہدایت

العیس مخلوہ گرے تجھ میں یہ ذات مولا  
تمنے سکھا دیا کیا جبریل کو نجانے  
جو شخص حبیبہ سا ہو خد متین یاں تہا کر  
فرادین اپ جو کچھ حقاد ہی ہے سچ ہے  
گر حکم ہو تو سائیں سلفے کا دم لگا کر  
ہے یاد میں تمہارے بیٹھا ہوا مراقب  
کرو بیان تمہیں سب کیوں پیشوا سمجھیں  
سبزہ اگر چڑھانا منظور صبح دم ہو  
استانہ بٹکے پیر کے تشریف لائی ہی

والساجات سجا فاسابقات سبقاً  
جہٹ زیر سدرہ اودنے جو بستر چایا  
کیونکر نہ پیر وہ دیکھی لاہوت کا تماشا  
اسی میر پر مرشدان بادشاہ داتا  
پٹھکاروں اور ہی میں سبز کو ایک کڑا  
جارم فلک سے عیسے کہنے سے ہو اودسا  
روح القدس کے ادنیٰ اک بال کا تمہارا  
تو لیجے برگ کوئی دانا شطرات نشطاً  
حضرت مسلا انشا ہی آپکا یہ چلا

### غزل دوق

بعد مردن بھی خیال چشم فغان ہو  
سب سے ترست مرا وقت غزالان ہے  
میں جہنم کا شوق چیدہ مویان ہی  
جگ پرورد سیدہ میرے عشق بجان ہی  
جندہ سکا ہے زبھون اوس مان ہی  
میر تہا نیا فکرمین زبھون اوس مان ہی  
جہنم کے بوجیل آپکے سلمان ہی

نہاں

یادوں کب نکلا رکاب حلقہ زخم سے  
توس دشت ہمارا گم جولان ہی رہا  
کیا لباس نہ یوں پہنے ہیں رو شنفہر  
جامہ فانوس میں بنی شعلہ بیان ہی رہا  
آدمیت اور شہ علم ہے کچھ اور پھر  
کشتا طوطی کو پڑایا پردہ جوان ہی رہا  
حلقہ گیسو میں دیکھی کسی خساری تاب  
خوب نہ مالہ نشین مرد گر بیان ہی رہا



آخر میں مل رہا گیا خون ہو کے پریاں ہی  
وہ رہا انکھوں میں اور آنکھوں سے نہاں رہی  
اب کچھ دیں ہی رہا باقی نہ ایاں ہی

عزل سوز

یہ تیرا عشق کبک آشناتھا  
وہ ساعت کونسی تھی یا ابھی  
میں کلش اسوقت آکھیں موندیتا  
میں اپنے ماتھا اپنے ل کو کہو  
دلا کیا آن تھی اللہ اللہ  
وہ مجھ کو زنج کرتا تھا چہرے سے  
نہتا او سو وقت جزا اللہ کوئی

کہاں کا جان کو میری دہرا تھا  
 کہ جس ساعت دو چار اسے ہوا تھا  
 کہ میرا دیکھنا مجھ پر بلا تھا  
 خداوند میں کیوں عاشق ہوا تھا  
 کہ جس غم پر چھاتی پر چڑھا تھا  
 میں اس کی تیز دستی تک ہا تھا  
 ولے یہ سوز پہلو میں کھڑا تھا

غزل حضرت عشق

پیکر غضب سے یہ کیا ستم ہر کہار  
 ایک تار ایک تار ایک تار ایک تار  
 میں کی تیغ نگاہ کی برش کا کیا کرو نہیں سائنے  
 کیسکو خشکی کیسکو گالی کیسکو غصہ ہوا رہیٹھا  
 خدا سے ڈرنا مجھ پر تبارکے کر گیا تو قتل ظالم  
 تیری محبت میں آدن ہم ہر وہی دیا کنی الیم  
 میں دین دایان جان ل کو کر دیا ر و تصدیق  
 غل ہو نہیں عشق الیم ہر مصرعہ جہانم

اُدھر وہ ساتی شرب لایا اُدھر وہاں برہم آ یا  
 کہ ایک پل میں ہزار برسے ستم سیدہ وہ مار آیا  
 غضبِ عظیم ایسا سکویا رومشک کا اپنے خمار آیا  
 جواج باندہ کٹا ریا جواج باندہ کٹا ریا  
 ہمارے رونے پہ تجھ کو ظالم نہ رحم آیا نہ پیار آیا  
 اگر وہ رشک بہا ریا اگر وہ رشک بہا ریا  
 کہ اس غم میں تو طبع اپنے سے کہیں ارمدا ریا

غزل مومن خان

میں نے غم کو دل دیا تم نے مجھ کو اسو کیا  
 شہ ناز تباں روزگار سے ہوں مجھے  
 روز گستاخا کہیں مروتا نہیں ہم مر گئے

میں نے تم سے کیا کیا اور تم نے مجھ سے کیا کیا  
جان کہونے کے لیے اللہ نے پیدا کیا  
ابو خوش ہو جو فاتیرا ہی نے کہنا کیا

سر سٹھا اوٹے ہیں اہلوں سے دیر بھاری ہے  
 نغمے یہ کہنے کی آواز گھنٹا کا لکڑی  
 رویتے کیا بخت خفته کو کہ آویں رات سے  
 میں یہاں روئی کیا اور نہ وہاں روئی کیا  
 آتشِ الفت بجھادی داغناے رشک نے  
 مدعی کی گرمی محبت نے بنی طہذایں  
 آہ عاقل کی کوئی پہرہ ہے آغلہِ خلافت  
 دیکھو میں مونی مری سونے دروید کیا کیا

حسن بن مطهر

میں نے اپنے بیوفا میری وفا کی تمہارے  
کے ہونے سے کیا کہوں نہارا زبوا افشایا  
جو اب اس کے دل میں آ رہا ہے  
کیا فطرت ہی رات دن یہ سنیہ بھلا گیا  
ماضی ہمیشہ سے بغیر اسی کیا کروں  
کیا مجھے اب علاج ہوگا کس  
کیا جیل ہوں اب قودل میں کوئی  
کہ مرنے والا تھا اس دیکھ کر زمین کو پری  
عرض ایمان سے خدا اس کو لوٹے کیا کیا  
نہی ہے اسے تو سن خدا سمجھے یہ لوٹے کیا کیا



## غزل ذوقی شاہ

کونج عشق سے مجنوں کے غم کا کاروان نکلا  
چمن سے جمع ہو سہرت زد و نیکا کاروان نکلا  
یہاں فراد کا مراد ہاں شیریں کا جان نکلا  
جباک سا جو مہسا ایک جسم ناتوان نکلا  
ضم خانہ سے مہدی مادی حیا زماں نکلا

مگر سے فنا تو لیلے کو تیرے ساربان نکلا  
یہ دل سے آگ لسی رنگ بیل سے فغان نکلا  
خبر کر دیکھو غماز خسرو سے کہ اس نادان  
توانائی نہ اک ساعت نہ سیر صفت مستی کے  
حصا موسیٰ کا بستر صوفی دجال نہ پیکر نکلا

## غزل جرات

نہیں لیتے ہی دریا گر پھروں پٹا مانا  
قدبوسی کو آیا چاک تاد اس گریبان کا  
نشاں رہی جو باقی کسی اجر و گلستاں کا  
گھٹانا وصل کی شب کا بڑھانا زچراں کا  
کہ وحشت پر ہمارے تنگ ہے عرصہ بیابان کا  
نہ داں جاو کوئی یا کانا نہ یاں کوئی داں کا  
عجب احوال دیکھا ہمنے کل اس خانہ دیران کا

غیر نہ دیکھا کھوں و نایں اپنے چشم گریبان کا  
جنونیں دیکھو رتبہ مرے حال پریشان کا  
دل پر دانگی حالت خرابی سے یہ پہونچ کا  
نہ آیا اس فلک کو اور کچھ آیا تو یہ آیا  
بتنگ آئے ہیں ہم وحشی کہاں لکھو لکڑیوں کا  
ہوا وہ خوش تو اب لوگوں نے اس کی پینا کی  
کیا اس عشق کی وحشت نے کیا دیوانہ جرات کا

## غزل لطیف

دین احمد کا میں تابع فرمان کیا  
تو نے ہمت پہ محمد کی جو حسان کیا  
تو نے ہر فرد کو یاں حافظ قرآن کیا  
میں حیوان ہوا تو نے مجھے انسان کیا  
جتنے مرزوق ہیں تو نے انہیں مہمان کیا  
خون مادر کو تیس قوت رگ جان کیا  
تو نے جب چاہا تو دریش کو شیطان کیا

شکر اللہ کا جس نے کہ مسلمان کیا  
کونسا شکر کریں ہم ترار ب شکور کیا  
غیر عیسیٰ نہ کوئی عاوی بخیل ہوا  
گرچہ ہر خلقت عالم میں سگ و خوک شوال کیا  
بسجور زق کی کرتا ہے عبث اوزدق کیا  
جب تھے دانت ہمیں اپنے تباہی اوق کیا  
بندگی پر نہیں موقوف ترالطف کیا

غزل میر تقی

اسے دوست کوئی مجھسا ہوا ہے ہوا ہوگا  
دشمن کے ہی دشمن چچ پر کیا نہ ہوا ہوگا  
میں کو غریباں کی کر سب کر دیا ہوگا  
ان ظلم رسیدوں کو کیا کیا نہ ہوا ہوگا  
جو غنہ نہ رہا میں بیابان سے نکلا خون

بہارِ گلشن

آج بیکوٹ بے پیر سے نہ پیر  
عقل سے ہول سے نہ ہول  
میں تو توڑ پھاڑی دم قتل نہیں  
بکاسبیب ہوتی ہرگز نہ پیر



اسکا نقش جو میں چٹا سو لگایا میں نے  
کسمسا شرم سے تصویر کے منہ پہ لیا  
اسے دھو سی فلک پر نے منہ پہ لیا

## غزلِ دوق

وہ کون ہے جو مجھ پر تیرا سہ نہیں کرتا  
پر میرا جگر دیکھ کہ میں آف نہیں کرتا  
کیا قبر پر وقفہ ہی باہی آنسین اوسکے  
اور دم مرا جانیں تو قف نہیں کرتا  
کچھ اور گمان گذرے نہ لیں تیرے کافر  
دم اسلئے میں سورہ یوسف نہیں کرتا  
پڑستیا نہیں خط غیر مراد ان کسی عنوان  
جب تک کہ وہ مضمون میں تصرف نہیں کرتا  
دل فقیر کے دولت سے مرا اتنا غنی  
دنیا کے زر و مال پہ میں بے یق نہیں کرتا  
عادل نکری چٹا صاف سے صوفی  
کچھ سود و صفا علم تصوف نہیں کرتا  
ای دوق تکلف میں ہے تکلیف ہرگز  
آرام میں ہے وہ جو تکلف نہیں کرتا

## غزلِ معروف

عشق کا سا کہی ازار نہ کیا نہ سنا  
اسکا جیتا کوئی بیمار نہ کیا نہ سنا  
تجھ کو جس نر میں نہ ہا نہ کیا نہ سنا  
ناچ اور راگ و ٹان یا نہ کیا نہ سنا  
ہمدون میں نے کہی رد کلام و اعظ  
اوسکے جز مصحف خسار نہ کیا نہ سنا  
عشق کی راہ میں نقش قدم و شجر و بر  
گاہ ہنسنے دم رفتار نہ کیا نہ سنا  
نر گس گل نے اسی باغ جہان میں تجھ سے  
چشم اور گوش سے اسی یا نہ کیا نہ سنا  
چشم و ارہ تو ہیں اور گوش ہر آواز قدم  
عاشقوں کو کہی بیکار نہ کیا نہ سنا  
یہ غزل جس نے سنی دیکھ کہ بولا مروت  
کہیں سہیں نہیں بیکار نہ کیا نہ سنا

## غزلِ رنگ

انساں ورجن ہی خلقت سب انساں نہ تھا  
کوئی نہ تھا اس وقت پر میں جب تیرا دیوانہ تھا  
ماسواے اللہ نہ تھا کچھ کام میر ذات کا  
میں نہ تھا اس میں مجھ میں حق مرا ہے خازن تھا  
آنکھ لگی آپ سے بدنام مجھ کو کیوں کر  
اسکی کیا قصیر کہنا دل مرا بیگانہ تھا  
جو کیا مجھ سے مرد و زن تو میں کیا کیوں  
کچھ کہا جاتا نہیں شمع مرا ہنکار تھا

مصرع سودا یہ شاید رنگ کیا برجا ہوا  
سنگ میں آتش نئی جب سے تلخ کار دیا

## غزلِ ممنون

جو پروردہ تھا حایل او ہایا تو دیکھ  
یہ سب ترس ہی حسن کا بر تو دیکھ  
نہی کیا ہے تجھے ترسا یہ تو دیکھ

## غزلِ بے نظیر

جو رمانے مست مرے دیکھنے سے  
سہیں تجھے ایسا بنایا تو دیکھ  
نہیوں کیونکہ ممنون پریشان کا  
یہ عالم جو ساغر لایا تو دیکھ

## غزلِ آتش

اچھا جو خطا ہے ہونے سے صغیر کیا  
نور جی نہ بولیں گے خدا کی قسم کیا



مشتول کیا چاہئے اس لگو کسی طور  
گرمی نے کچھ آگ اور ہی سینے میں لگادی  
اغیار سب کرتے ہو مگر سامنے باتیں  
ہم متکلف خلوت بخانہ ہیں اس شیخ  
جو شخص مقیم رہ دلدار ہیں زاید  
کہا کر گئے آتا ہوں کوئی دم میں میز پر  
اس سہی موہوم میں تنگ ہوں شا

لے لیونگی ڈھونڈ اور کوئی بار ہم چیا  
ہر طور غرض آپ سے ملنا ہے کم چیا  
مجھ پر یہ لگے کرنے نیا تم ستم چیا  
جاتا ہی تو جاتو ہی طواف حرم چیا  
خرد دس لگی اُنکو نہ باغ ارم چیا  
پھر چلے کل کسی طرح مجکو دم چیا  
والد کہ اس سے بمراتب ہوا چیا

### غزل حسین

وہ جب تک زلفیں سنوارا کیا  
ابھی دلوں کو لیکر گیا میرے آہ  
تمہار محبت میں بازی سدا  
کیا قتل اور جان بخشی ہی کے

کہڑا اسپہ میں جان ارا کیا  
وہ چلتا رہا میں لپکا ارا کیا  
وہ جیتا کیا اور میں ہارا کیا  
حسن دے حسن دوار کیا

### غزل ایضاً

گلزار سے دغوں سے بیان تن بدن نیا  
اشکوں کے تسلسل نے چہایا تن عریان  
کس طرح نبی ایسی سی نصاب تو شہر  
انکار نہیں آپکی گہر چلنے سے مجکو  
مسکن کا پناخانہ بد و شونے پوچھو

کچھ خوف خزانکا نہیں رکھتا چمن نیا  
یہ آب روان کا ہی نہا پیر سن نیا  
یہ وضع مرد دیکھو وہ دیکھو چلن نیا  
میں چلنے کو موجود جو چھوڑ چلن نیا  
جسجا پہ کہیں گے رہی وہ ہی وطن نیا

### غزل منیر

بہر گہری رہا ہی مجکو ڈرتی تلوار کا  
تا تہہ ہی اسکو لگاتا ہی کوئی بستیاب  
موتیوں کا مار تو پینا کری ہے تو سدا  
دیکھ کر صورت میری تڑپا اید تو

روز ہوتا ہے تصدق جبکہ دوچار کا  
دن بدن بدتر احوال اس کے بیمار کا  
دیکھو یہاں کرتا تماشا آنسو کی تار کا  
اک تیر کا سا عالم ہے درد دیوار کا

اشک مجھ پر لے لہو آنکھوں سے آتا ہے  
روئے روتے حال ہے یہ دیدار خونبار

غزل

کیونکہ کسب میں ہے ہمارا جہول  
کیونکہ کسب میں ہے ہمارا جہول  
کیونکہ کسب میں ہے ہمارا جہول  
کیونکہ کسب میں ہے ہمارا جہول

غزل

میں نے اس مطرب آگے منشا  
اس صبا باغ میں جہول  
تو میرے گلزار کا جہول  
تو میرے گلزار کا جہول  
تو میرے گلزار کا جہول  
تو میرے گلزار کا جہول



صرف پہونکے ہار کا جھولا  
ہے نسیم بہار کا جھولا  
مژہ قطرہ بار کا جھولا

تجسے نازک ہے چاہئے گو ہو  
نگہٹ گل کے جھوننے کیلئے  
چاہئے طفل اشک کو آن

## غزل حضرت عشق

خفا ہو ترے صدفے گیا نثار ہوا  
کہ ایک جیب رہا تھا سوتا تار ہوا  
کہہ جو ٹمک دل بیتاب کو قرار ہوا  
مجھے یہ غم ہے کہ چھوٹا کیوں نہ ہوا  
ادھر تو دیکھو وہ کیارات کا قرار ہوا  
کہ داغ داغ جیسے دیکھ لالہ زار ہوا  
ہزار حیف تو جہ پر رز دوستدار ہوا

لیا جو ایک میں بوسہ تو کیا اسی یار ہوا  
جنوں ضرور ہے اب مجھ دست بردار ہوا  
تمام قصہ غم تجھ کو میں سناؤں گا  
ترے گلے سے تو رہنا لگا ہوا گلہرو  
اب ایک بوسہ کے سینے پہ منہ بنائی ہو  
ہمارے سینے پہ داغوں سے ہے وہ گلکاری  
میں ترے عشق میں صبر قرار کہو بٹھا

## غزل عاجز

سجن کا رونا سجن کا ہنسنا  
غضب خدا کا گلے کا کھلنا  
سجن کی زلفیں سجن کی بانیں  
سدا ہی خونی سدا ہیں برجا  
ترے لبوں کو ترے سخن کو  
عقیق پایا میں خوب سمجھا  
مہر وں میں جنوتوں میں  
میں ہوں سیانامیں ہوں یوانا  
مرا تخلص خیال میرا  
ہے روز عاجز ہے نقش دریا

سجن کا آنا سجن کا جانا  
بہار گلشن نہٹ قیامت  
سجن کی آنکھیں سجن کی ملکین  
سدا ہیں کھنی سدا ہی برچہا  
تری لمر کو ترے دہن کو  
وہم سا سمجھا عدم ہو دیکھا  
سخنوروں میں قلندر نہیں  
میں ہوں سخنور میں ہوں قلندر  
مری رباعی مرا ممتنس  
ہے ریل مسکوں غم کا پنجہ

## غزل ایم

پھر ہمارے آہ و نالے میں اڑ بیدار ہوا  
پھر ہمارے آہ و نالے میں اڑ بیدار ہوا  
پھر ہمارے آہ و نالے میں اڑ بیدار ہوا  
پھر ہمارے آہ و نالے میں اڑ بیدار ہوا  
پھر ہمارے آہ و نالے میں اڑ بیدار ہوا  
پھر ہمارے آہ و نالے میں اڑ بیدار ہوا  
پھر ہمارے آہ و نالے میں اڑ بیدار ہوا  
پھر ہمارے آہ و نالے میں اڑ بیدار ہوا  
پھر ہمارے آہ و نالے میں اڑ بیدار ہوا  
پھر ہمارے آہ و نالے میں اڑ بیدار ہوا

سجن کا رونا سجن کا ہنسنا  
غضب خدا کا گلے کا کھلنا  
سجن کی زلفیں سجن کی بانیں  
سدا ہی خونی سدا ہیں برجا  
ترے لبوں کو ترے سخن کو  
عقیق پایا میں خوب سمجھا  
مہر وں میں جنوتوں میں  
میں ہوں سیانامیں ہوں یوانا  
مرا تخلص خیال میرا  
ہے روز عاجز ہے نقش دریا



## غزل سودا

تجھ قید سے دل ہو کر آزاد بہت رویا  
تصویر مری تجھ بن مانی نے جو چینی تھی  
مالی نے تری بلبل تم چشم نہ ملکی گل کی  
یاں تک مری صورت مری تپنے لگی پیدا  
جو میں پڑے بہتے ہیں جا دی گئی تائیں  
آئینہ جو پانی میں ہے غرق یہ کیا باعث  
سودا ہی میں یہ پوچھا دل میں ہی کیوں دیا

لذت کو ہیری کی کر یاد بہت رویا  
انداز سمجھ اس کا بہرہ بہت رویا  
فریاد مری سن کر صیاد بہت رویا  
اوسط جو ہو گزرا جلا دہت رویا  
تجھ قد سے نخل ہو کر شمشاد بہت رویا  
تجھ سنگ لی آگے فولاد بہت رویا  
وہ کر کے بیاں اپنی رو داد بہت رویا

## غزل احسان

کے گی خاک تو پیغام سے صبا میرا  
جو مر ہی جاؤں نہ کیجو مری وفا کا ذکر  
یہ غمزد کو گھلایا تو کیا ہوا اسے عشق  
یہ سیل گر یہ ہے ہرگز نہوگی بند سے بند  
جو بوسہ دیکھے فریکانہ بدل جاوے  
اندھیری رات کو میں روز عیش سمجھا تھا  
کہیں نہ ہو خفگی تیرے دل میں فکر ہے  
دو چند حسن ترا فطر خشم سے چپکا  
نہ درو سرو دوا سے دما بے درو  
تھاری زلف کا شامت زد کو سودا  
نہ کیونکہ روؤں کہ ہے حال جانکی میں آہ  
کسی پوچھا کہ احسان غلام کس کا ہے

ہوا سے یار میں دم ہی ہوا ہوا میرا  
وفا کے نام سے چڑتا ہے بیوفا میرا  
ذرا تو اور کر پورا ہونا شتا میرا  
بکا جو ناصح تو دو گنا ہوا بکا میرا  
کہ اندنوں میں بہت منہ ہی بنیرا میرا  
چراغ تو نے جلایا تو دل سجھایا میرا  
کہ خود بخود ہی کچھ سوخت جی خفا میرا  
بکڑ کے کام سن اسے نہ سوز گیا میرا  
دوا پذیر نہیں درو بے لاودا میرا  
بلانے عشق میں دل ناگہل ہنسایا میرا  
رفیق میرا جگر میرا لاڈلا میرا  
لبوں پہ لا کے تبسم کو یہ کہا میرا

## غزل تازہ از جوش

دیکھ وہ زلف پریشاں میں پریشان ہوا

فرقت یار میں گزشتہ و حیران ہوا

نیلانا کہ اگرچہ دل مجنون میرا  
بہت آوارہ بھرا دیباں ہوا  
اک جہلک دیکھ کے جانان کی ہو  
دل جیت زوہ شکران کا بیکان ہوا  
ساتھ غیور و وہ جانا تھا جو کس  
مجبور کیجئے بیکان کے انجان ہوا  
جیت کس طرح آنا ہے دل میں خیال  
بعدت کے جواب وصل سامان ہوا

میں نے تجھ کو

غزل فوجہ میر درد

دینا میں کون کون نہ کیا ہوا  
میں نے کو اس وقت نہ کیا ہوا  
چراغ کی ہے ہوا نہ کیا ہوا  
اساں ہم اس کا خیال صبا در بدایت  
اگلا اس جہان میں نہیں غم نہ کیا ہوا  
جاگا دی ابرو سے جو منہ نہ کیا ہوا



ملو فان لوح تخی کو دہانی زمین فقط  
مین سنگ خلق سا کھدائی ڈلو گیا  
برہم نہو کہیں گل و بلبل کے راستی  
ڈرتا ہوں آج باغین وہ تند خو گیا  
و اعظ کسی ڈرتا ہے یوم الحساب  
گریان مرا تو نامہ اعمال ڈھو گیا  
پہوگی اس زبان میں گلزار معرفت  
یان ہی زمین شمعین یہ تخم بو گیا  
آیا نہ اعتدال پہ برگز مزاج دہر  
دی گرچہ گرم و سرد زمانہ سمو گیا  
ای درجہ کی تاکہ کہی ہی سن جانین  
شبنم کی طرح جان کو اپنے وہ رو گیا

## غزل ناسخ

سمجھ کے خشن مجھے کو جہان پاک کیا  
نہار طور کو اوسنی اجلا کی خاک کیا  
ہوئی جو صبح شب وصل جان ڈوب گئی  
قضانی چشمہ خورشید کو ہلاک کیا  
گلہ نہ یار کا باقی رانا شکوہ غیر  
اجل نے خوب میر مجھلی کو پاک کیا  
عوض شراب کے انگور سے لہو ٹپکا  
جو بعد مرگ مجھے دفن زیر خاک کیا  
نہ خط جادہ سمجھ سکوں نے وحشت میں  
بزرگ حیات دامن وشت چاک کیا  
تیری جلانی کو بے سنگدل صنم بنے  
اک اور صاعقہ مستور سے تپاک کیا  
خبر کلال کو سرگشتگی کی تھی ناسخ  
جو میرے خاک سے تیار سے چاک کیا

## غزل سودا

لوئی تیری نگہ سے اگر دل جا بکا  
پانی ہی پہرین تو خزا ہے شراب کا  
دو رخ مجھے قبول ہے منکر و نکیر  
لیکن نہیں دماغ سوال و جواب کا  
زاہد سبھی ہے نعت حق جو اکل شہو  
لیکن عجیب مزہ ہی شراب و کیاب کا  
غافل غصب ہے ہو کی کرم پر نہ کہہ نظر  
پیر ہے شراب برق سودا من سجا بکا  
قطرہ گرا تھا جو کہ مرے شک گرم سے  
دریا میں ہے ہنوز پہلا جواب کا  
ای برق کسطح میں حیران ہو چکا  
نقشہ ہی ٹھیک دلی کے مضراب کا  
سودا نگاہ دیدہ تحقیق کے حضور  
جلوہ ہر ایک ذرہ میں ہے آفتاب کا

## غزل آتش

ہر حال میں ہے ایک مر یا در دل غریب  
گفتار و لغزیب ہے افتادہ دل غریب  
مژگان کی طرح گردن و پیکرین الٹ  
لے لے وہ مژگی ہے یار و لغزیب  
مژگان چشم یار کی تعریف کیا کر دے  
جانکاہ جان خراش دل آزار و لغزیب  
انداز حسن یار میں ایک ایک خوشنما  
لیکنا ہے ہر شکوہ یہ گلزار و لغزیب  
مستحق زخم کی ہیں آتش شبنم  
ابو سے تیری ہو تیری تلوار و لغزیب  
دیوانہ گرد شبنم کہیں بین یار کے  
چشم پری سے روزن دیوار و لغزیب  
زیبا میں آگے جی نہیں جانی کو چاہتا  
دکھش ایک مکان ہے بازار و لغزیب  
ایک عشق کے کو ہے خوش چال و لغزیب  
سودا چاہتی ہے خریدار و لغزیب  
پرخس چاہتی ہے خریدار و لغزیب



عالم میں مجھ کو قاتل خوش رو کی تو تلاش  
دیوان حسن میں ہے اک بیت انتخاب  
اس گل نے گوشت لیسنا ایک دن جفت

جلاد ہو مٹتا ہے گنہگار دلفریب  
کیونکر نہ ہو ابرو سے خمدار دلفریب  
آتش کیسی ہیں تیرے شعار دلفریب

### غزل سودا

کہولی گرہ جو غنچہ کی تو نے تو کیا تجب  
گلزار عندلیب کو پہنچا تو کیا ہوا  
اسلام چھوڑ سنے کیا کفر اختیار  
برگانہ دار آگے نہ چھا کہی ہمیں  
کی سیر ملک ملک سودا نے ہی ولے

یہ دل کہلی جو تجھے تو ہوا کھنبا  
فریاد کو مرے ہے ترا پہنچا عجب  
تو ہی وہ بت نہ رام ہوا انجدا  
تم ہی تو ہو کوئی مری جان شنایا  
اے شہر میکدی کی ہے آج ہوا عجب

### غزل سودا

نالہ سینے سے کرے عزم سفر آخر شب  
سانس ٹھنڈی کسی یوس کے درہم  
مژدہ وصل ترایا دمجھے یوں پہونچا  
دوست ہر چند ہمارا ہے مودن لیکن  
اس قدر شیفہ ہی شکل کا اپنے کہ سدا  
اتہا عیش جہان کا جو تو دیکھا چاہے  
صورت ماہ شب بیت و نیم سودا

راہ رو چلنے پر باندیو ہے کمر آخر شب  
کر کے ہے ترے کوچہ گزرا آخر شب  
جون عید کے صایم کو خبر آخر شب  
دشمن خج اب ہے جون مرغ سحر آخر شب  
آئینہ ماتہ میں مشرق کو نظر آخر شب  
بنرم مستان پر نظر غور سے کرا آخر  
کچھ ڈھلا دور سے آیا وہ نظر آخر شب

### غزل سوز

ہمارا پس بھی ہو گا ہی آئی صاحب  
کیسے لینے دین میں نہیں کو نہیں ملے ہیں  
پڑے تھے دل کی چھپے سو تو سکو پہچانی کیا  
یہ بھل جان بھی التذاکرم ہو رخصت  
قیامت تک ہسکی کہنے سننے کو فائز

نہیں کچھ راہ ملنی مجھے تلای صاحب  
تمہارا غم سا ہوا سچھائی صاحب  
اگر یہ جان بھی رکا ہو سستای صاحب  
تمہارا کام پورا ہو چکا اجائی صاحب  
کھڑے رہے بلال اس سوز کو گردا صاحب

### غزل مجاہدان

ست کز فغان تو باغمن ز نبار عندلیب  
صیاد ہو مبادا خبردار عندلیب  
سیرت چمن کو چھوڑ میرے گلبدن کو دیکھ  
سیرت بلال میں ہسکی گزرا عندلیب  
ہر سیرت جمع مجھ کو گلچین کے ہاتھ سے  
اتنا ہے جمع مجھ کو گلچین کے ہاتھ سے

### غزل مجاہدان

تہنا تو ہے خراب نہیں گلزار غلامانہ  
تباہان بلای ہے اسطرح سن خواہ عندلیب  
کے لیے تو تو کیسا صم غیب و غریب  
دست ہے تو ہی خدایا تم غیب و غریب  
لال عید میں ہے غم یہ غرت خورشید  
یہ تمنہ ہے برتری ابرو کا جم غیب و غریب



شغای چشم میں ہو جو کوہربانی عین  
بیاض کیوں جلے سیر مردنالم سے  
ہو کہ کیونکہ پھر اس گل ستم عجیب و غریب  
میں نور سو کروں ہوں غم عجیب و غریب

## غزل

دربان نے وہاں تو بند رکھی پٹ تمام شب  
خانہ خراب حبیبی زلفونیں میری دل  
چھاتی پہ مثل ماریہ لوٹتے رہے  
محفل میں دگر ضبط سے ساتی کو روبرو  
یان سر تھا اور نہ تری جو کھٹ تمام شب  
روح اپنے گھٹ سے رہتی ہی پر گھٹ تمام شب  
اس زلف غنبریں مکی وہ ہر گھٹ تمام شب  
آنسو پیا کیا جو میں غٹ غٹ تمام شب  
قطرہ نہی یا نہی ریزہ الماس جس سے آہ  
لخت جگر بہا کیے کٹ کٹ تمام شب  
مچھلا ہوں سے اس نے کیا ہٹ تمام شب

## غزل میر

کیسی مسجد کیسا منیخانہ کہاں کی شمع و شاد  
تو کہاں اسکی کرکید ہرن کر یوں صطراب  
موند رکھنا چشم کا ہستی میں عین دید  
تو ہو اور وہ نیا ہو ساتی میں ہو اور تھی آ  
ہے ملاست تیری عیش شور پر تھپے تک  
یہ خرابی کب سے تھی شایان آہوی دم  
کیا ہو رنگ رفتہ کیا قاصد ہو جسکو خط آیا  
وہ اسے اس جلتے پائے سستی دور چرخ میر  
خوب حرف بن الف بی کی نہیں پہچانتا  
مت دہکتے گان تو اب ہی سرشکا ابدار  
کچھ نہیں بھر جہان کے موج پر مت بھول  
ایک گردش میں تری چشم کیے سب خراب  
اے رگ گل دیکھئے کھاتی ہی جو تو پختیاب  
کچھ نظر آتا نہیں جب آنکھ کہو لے ہر حیا  
بربط صہبا نکالی اور چلی رنگ شراب  
ٹکے رہ میری چلی آتی ہے اے عہد شباب  
ریخ ہوتا تیغ سے یا آگ سے ہونا کباب  
خبر جواب صاف آئی کب کوئی لایا جواب  
جام پر تو گردش آوری اور منیخانہ خراب  
ہوں میں بید خوان شناسائی کو مجھے حساب  
سفت میں جاتی رہیگی تیری موتی کیسی آب  
زور سے دریا نظر آتا ہے لیکن ہے سراب

## غزل سراج

یا آہی اگر نظر آوے مرا محبوب خوب  
ہوش کے لشکر کو آکر کرے مغلوب خوب

پہلے گلشن آفرین ہے ذوق گل سے  
گر عین باغ میں یہ دو دن طلب و مطلوب ہیں  
یار کے جوہر و جہاں ہر فن و فن بیان ذکر ہے  
آرمانا ہوں کہ در دہر ہے فکر و فانی  
سب سے بے باور دیا ہو ہے عالم بخیر و خیر  
دیکھ بیکار کو میل کر لے کیوں ہو میں ہم  
جدول زخم و جفا ہے اسے اسباب ہیں  
چمن بنیطر

نہ خط خوشنما ہے نہ جھوٹے اس پر  
جو کب پائی کے سنارے پگی ہے خوب  
بوسہ سحر کا اب او گجاری پاس ہے سراج  
از سر نو ہو نور ویدہ بیغوب خوب

## غزل فاضل

میں خوب دیکھے آگے اگر آئے آفتاب  
خجست سے پھر نہیں میں سما جائے آفتاب



گردقت شام اُس مہتابان کو دیکھ لے  
اُس شمع و کے روبرو کتاب لے سکے  
کب سرخ و ہو روبرو اُس سرخ رنگ کے  
اُس پر جیس کے جلوہ پر نور کو اگر  
فاصل تو اُس کی آتش بھرا نہیں حل کھجا

تا صبح بچ و تاب پڑا کھا دے آفتاب  
سو سو طرح سے بن کے اگر آفتاب  
رنگ شفق ہزار بنا لائے آفتاب  
ذرہ بھی دیکھ لیوے تو گھراے آفتاب  
اڈرتا ہوں اس طرح سے نہ جلجا آفتاب

## غزل آتش

روشنی اُس گل کی کر جانی ہر کار آفتاب  
سامنا اُس آتشیں رخسار کا اندھیر  
ہجر کی شب میں بس اشتیاق روز و صبح  
نقش کس دل میں نہیں خیر روشن کا ترے  
منہ ملاتا ہے تھمارے چہرہ پر نور سے  
حسن مخلوقات سے اثر جمال یار  
یہ دعا کرتے ہیں اُس رخ کو ترقی خواہن  
کیف می سرخ جو وہ چہرہ روشن ہوا  
خانہ دل میں جگہ دیکھ خیال یار کو  
دم فنا اُس رخ و روشن کے نظار نے کیا  
روئے رونے پہلو کی گل میں گنہ جانی ہوتا  
پاؤں میرے میں آج محبوب ہم دہو یا کر  
صبح محشر کا ہوا نہ ہو نہیں انہو کے اشتیاق  
عور رہتی ہیں تصور سے شب سراپا گیم  
مرگئی پر ہی نہ ہو لے گا رخ زیب یار  
دل جلا ہی کر میوے اسلئے بے یار اب  
روی یار اپنی طرف سے چھپے آتش بینا

حسن سے پیدا کیا ہے اعتبار آفتاب  
رات بھر مٹی میں آنکھیں انتظار آفتاب  
ہم کہے کہتے ہیں آگے اختیار آفتاب  
کونسا گھر ہے نہیں جس میں گنہ آفتاب  
لیجے اپنے کف پا کو کر دو چار آفتاب  
بحساب ان عارضوں میں سے شمار آفتاب  
روشنی طور سے پروردگار آفتاب  
ہم بہار باغ ٹوٹی ہم بہار آفتاب  
دیکھئے برج شرف میں قند آفتاب  
طاہر جاں ہو گیا اپنا شکار آفتاب  
یاد آتا ہے جو شبنم کو کنار آفتاب  
ہاتھ آجائے جو طشت زرنگ آفتاب  
ہجر کی شب میں ہیں امیدوار آفتاب  
روی روشن یار کا ہی یادگار آفتاب  
ذریں پر خاک کے ہو گئے تار آفتاب  
بھاگیاؤں وان نہ ہو جھاگد آفتاب  
ہو جو ہاتھ اپنے عنان اختیار آفتاب

## غزل شادان

بہار آئی ہے ابل میں ہے ہوا شرب  
ختم کے ہاتھ فرات ہے نہیں سوا شرب  
عجب فرات ہے کہ اُس نے قبول کرے کیا  
جو اپنے ہاتھوں میں اپنی ہیں پائے کیا  
جو سو جو خدا چاہے ہے تو پیوں کیا  
بارش میں ساقی اگر کرے آئے شرب

## غزل شادان

ہو گیا شادان میں آئی ہے یاد و ہلم کی  
نقوش کتب ساقی نہیں پہلے شرب  
کہان شرب حقیقی میں دودھ نہی ہے  
نہیں ہے دودھ بہان اٹھاب صفای شرب  
نہیں سمائے میں پودے ہو جو شادان ہم  
گلاب پیٹے ہیں اس گل سے ہو جا شرب

## غزل شادان



غنچہ گل چمن میں تنگ آئی عندلیب  
 شاخ گل کو آہ سوزا سے جلا عندلیب  
 نو چکر سبب الہ پرانی اور ہے عندلیب  
 بس ہے صیاد سے ہی التجا ہی عندلیب  
 دیکھ لو گلشنی یادہ ہی بہائی عندلیب  
 نبرم میں گلگیر سے لکے صدک عندلیب  
 عارض صیاد ہے حاجت روا عندلیب  
 گل کہلے میں باغین خالی ہے جا عندلیب  
 ہے ہی ہر صبح گلشن میں دعا عندلیب  
 ہر صدک پای شک نغمہا عندلیب  
 آج ہم باطل کرنگے دعویٰ عندلیب  
 کہنچ گلشن میں شبیہ ہے برا عندلیب  
 عشق گل میں دیکھ ہے ناخ ہوا عندلیب

کرومان تنگ تیرا دیکھ پائی عندلیب  
 گرتی دست خانی دیکھ پائی عندلیب  
 پیر سننے کیا پرزے تو بہر دید گل  
 دج اس عیرت گلشن یہ مجاوار کر  
 عاشقوں کی قدر عشق تو نے تیرے سوا  
 شمع کے شعلہ کو اگر شبیہ دن گلگیر سے  
 کب نفس میں صید گلشن یاد آتا ہے  
 جام می لبریز میں ساقی فقط مطرب  
 جا گل دیکھوں الہی منہ او مجھو بکا  
 نقش تیرا جو ہر اک گل ہے وہ اخو غم  
 نالہ موزون یہ کہتے ہیں باواز بلند  
 موسم گل ہو چکا آئی خزان مرجائیں گے  
 بعد مردن اوڑھتی تیرے چمن دین

### غزل ذوق

لب پہ تو بہ تیرے دلین ہوسن جام شراب  
 جیسے ساقی طرب باز پس جام شراب  
 رشکست ایک صدک جرجم شراب  
 اگرچہ ٹوٹا دل آتش نفس جام شراب  
 نفس کے شیشے کو لگا کہنے جن جام شراب  
 تازہ مضمون ہے جو باندھوں بزم شراب  
 نام لکھد جو کوئی میرا پس جام شراب  
 رات بہر گشت کری ہے جس جام شراب  
 ساقیا شربت فریاد رس جام شراب

پہی ہج ذوق نکریش پس جام شراب  
 باز گشت اپنی ہے یوں جانب قسام روان  
 جوش مستی ہے عجب قافلہ جہین کہ نہیں  
 محتسب شعلہ آواز سے جل جاؤں گا  
 رات میخا نہیں ساقی جوشی میں ہیکا  
 مرغ دل تر گیس مسکوں کے ہر گانین سیر  
 شکستہ ہونین دہ ٹوٹ کی ہو ٹوٹ کر  
 ساقی اس دم میں کب آنکھ چرا سکتا ہے  
 نوش مارو سے ہی بہرے دم دگر خار

لے خبر قافلہ عیش گذر جاتا ہے  
 بے زبان ہے وہ دمان جس جام شراب  
 ابھی چشم بست کوڑاں دیکھ  
 درہ بند توڑاں دیکھ  
 گل میں توڑاں دیکھ  
 پیرا پیچاں شمشیر اس جام شراب  
 جلاواں دسودندان سینہ اس جام شراب  
 نقل تملکین یوں دیکھیں اس جام شراب  
 ہر صبح گلشن میں دعا عندلیب  
 ہر صدک پای شک نغمہا عندلیب  
 آج ہم باطل کرنگے دعویٰ عندلیب  
 کہنچ گلشن میں شبیہ ہے برا عندلیب  
 عشق گل میں دیکھ ہے ناخ ہوا عندلیب



توئی بیکانہ سمجھو ٹہایا ہے دور  
دام کامل عین مبادل تو ہوا ہے نچر  
شکل پرنے کی اس دلو جلا متاہوں سدا  
چاہنا پانکا مسی کی دھڑی پرفت  
ماگنی زلف کی جب ٹانگ نکالو صغ  
اس سلیمی کو صغ مہر و وفا سی ہر دم

اپنی خلوت میں یہ قیوہ نکا بلانا کیا خوب  
تسپہ ارشک پری محکوتا کیا خوب  
شمع روئے کے جانکا جانا کیا خوب  
لعل لب کہو لکی دانتو نکا دکھانا کیا خوب  
دل زخمی کامری شانابنا کیا خوب  
رات دن اپنے چہرہ کیٹ پہلانا کیا خوب

غزل ناسخ

مجھے ہیستی کو عشق ساقی کو شراب  
 ہے تصور کیسے چشم مست کا جوانِ نون  
 خونِ نظرِ اناصاف اوکے تنِ نازک لہو  
 ہے دلِ مجروح کی اس چشمِ میگونِ شفا  
 اگرچہ یونِ مکیشتی ای زائدِ نگرِ غیبت مر  
 کانپتے ہیں اہل عصیانِ حشمتِ تقدیر سے  
 گرمیِ خورشیدِ محشر سے نکلیے تاکرِ ریز  
 لذتِ عشرت ہوئی تلخِ کامی کبِ جھول  
 میکشی سے زائد و نکو سائے نکار ہے  
 ہیں جو عالیِ محبت اذکو میکشی سحرِ شوق ہے  
 ہے جنسِ ہر چند لیکن پاک کر دیا ہے

راندن پتیا ہونین کے شیشہ ساغر شراب  
 جاکشک انکو ہنسی ہے ہو کر اکثر شراب  
 جسطح مینا بلورین مین ہو احمر شراب  
 کام مرہم کاری کیونکر نہ زخموں پر شرب  
 گوشت کہانی سے برادر یہ ہے بہتر شراب  
 عرشہ از ہا نگو کردی ہے اکثر شراب  
 اسلئے کرتا ہر دم عظم مجکو دین شراب  
 ذائقہ مین دیکھتے رکھتی ہے تلخی شراب  
 سنا زان بد طینتوں کی کہو کہ جو شراب  
 آدمی عرش پر دازیکو ہے شہر شراب  
 جسکی نزدیکی سناخ ہو ہے طہر شراب

عزل سودا

اگرچہ ہونے پر فلک نالہ شکیہ نصیب  
جب تک اسکو ہر تری لہا اگر گیرے کام  
ٹوٹی دلوں نہ بناتی میں کسی کو دیکھا  
جرم کو غیر کرے تو بھی معاف ہوں نہیں

میرا دے کیا کروں یا رو نہیں تانہ نصیب  
 کس قدر ریل دیوانہ ہے زنجیر نصیب  
 ظاہر دہر میں گہر نہیں تعمیر نصیب  
 بیگنہ مجھسا کوئی دیکھا ہے تقدیر نصیب

کسی شاخک کوئی توشتہ ابرو ہے کوئی ترنگان کا  
شیخ قسمت بین کسیکے ہی کوئی تر نصیب  
در شاہ نجف ہے سودا  
کے اسطر کلی نصیب  
مشاہد ملی

حق تعالیٰ  
غرضِ مشائخِ کرام  
ہے وہ گریہ آپ  
لے آپ

کیا ہوا مجھے رشید  
ششوں کی دسی یا چھٹی اور آریو  
نظر

این عمل از آنرا که

یہاں لکھا ہے مراد دو بھر ہے

وہ چلا آئے اور جو باغ میں آئے اسے

علوی کرکے پڑھیں

این کتاب در علمای  
پایه



آتش شوق ہو اورتا ہے بزمگ سیاہ  
دل ہے راہ اگر دل کو تو ہو جاوگی  
دل کے آئینہ کو تو صاف تو کر دیکھو  
جیکہ ہو جاوگا اس لطف سے دل کا سوا  
اسے پر یوش تری آنکھیں بلاہین  
فکر و تدبیر سے کیا ہوگا کہ جو ہوتا ہے

لگ گئی ہیں دل بتیا کے پر آپ  
بیخبر تجھ کو محبت کی خبر آپ  
اوسکی صورت تجھے آوگی نظر آپ  
تمہ پہ کھلی ایمگا اب سود و ضرر آپ  
دیکھ کر ہوتا ہے دیوانہ شہر آپ  
وہی ہوتا ہے جو قسمت ہی ظفر آپ

### غزل ناسخ

تیرے کوچہ میں کھڑا ہوتا نہیں ہے چپ  
کارواں شہر غموشاں کے ہیں ہیر خندگ  
نیت اس شیریں بانی سے بیان یونے کی  
فاش ہو ہیں کمال عشق میں اسرار عشق  
یقین بت بیود الدنکو ہر کس کا خیال  
تیرے کوچہ میں جو کتا ہوں غمخور ہوں  
ہے قیامت صحبت ارباب غفلت کا اثر  
خواب میں بھی سیکر شکوہ گرا یا خیال  
زندوں نے دلی نہ ہرگز دیکھ ہوں لغزین  
خوش کلامی اسکی ہو جنہم میں حیرت  
کیوں نہیں مٹا سیکو تو جوابے سنگل  
لالا ہوتی ہیں زبانیں ناسخ اپنے سامنے

رائدن جس شکل میں ہو صورت دیوار چپ  
اس بے رہتے ہیں اور قاتل لبہ فار چپ  
ہلکیا حیرت سارا مھر کا بازار چپ  
جوش مستی میں نہیں مکن کہ ہو خواجہ چپ  
بچہ میں صحت مر کے ہو جاو اگر مہار چپ  
کس طرح گلزار میں ہو بلبل گلزار چپ  
پاس سوتا ہے جو کوئی رہتے ہیں بیدار چپ  
بول دیکھا پاس ادب اس کے اب اظہار چپ  
صبر سے گر پلا کالی میں ہو ہر خار چپ  
ہو دین انسانکی مثل و وزن دیوار چپ  
سینکے جب آواز کو رہتے نہیں کہار چپ  
بعض سو دشمن رہیں بس سنا کو یہ شہار چپ

### غزل آتش

بل کھا کے نہ صورت گیسو یار سانپ  
احول کی آنکھ سے ہوں میں سودا دیکھنا  
کیونکر نہ پھاڑ پھاڑ کے پھینکوں میں ہیں

توڑے مڑوڑے اپنے بدن کو ہر سانپ  
دو زلفین یار کی نظر آتی ہیں خار سانپ  
سودا زلف یار میں سے تار تار سانپ

افشان چمک کے یار کے زلف سیاہ پار  
دیکھا دیا وہ سنے پہنچے مال دار سانپ  
موزی ہی متفق آتش سن سے ہوں  
کے نہیں لگنے یار کے اور نثار سانپ  
ار عتدہ گانچہ نہر کی موزی بال بال  
کامل ہے ایک یار کی کالے ہزار سانپ  
اس زلف میں ہے جیسے مراد اعداد دل  
طاووس کو بھیجتے ہیں اپنا شمار سانپ  
چمن بیکر  
مردانے زلف میں جو کچھ حال کیا ہوں  
بتیا ہے رات دن کچھ سواریاں  
بیسے بیچ پر نہیں ہر رات وہ زلف  
جیسے باہیں کی ہے بے اختیار سانپ  
جیسے کو جا بجا ہے سلخ آسمان دون  
موزی کو جا بجا ہے بے شمار سانپ  
شہر بابا کرتا ہے یہ بے شمار سانپ  
مڑوڑے مڑوڑے کو گیسو یار سانپ  
خوش ہے نہ کو گیسو یار سانپ



## غزل انشا

پھرا جو آنکھ میں اس رلف عنبر کی ساپ  
 کچھری چوٹی یہ کیسی تھی جسکے دھوکے میں  
 لٹ اسکے بانو کی علفہ میں ٹک جیسے دیکھ  
 مگر وہ رلف مددگار چشم تھی کہ مرے  
 غامہ والے سے ایدل تو بچکے بجلا کر  
 شب فراق تو ایک ہی تھی اژدہا مثال  
 صبح کچھ زریں آفتاب کو دیکھ  
 گل ہی لینے کو نکلا ہے غار مشرق سے  
 عصائی حضرت موسیٰ ہوائی آہ انشا

کہ سوچ اشک ہو اپنی آستیں کا ساپ  
 جگر کو کاٹ گیا شوخ یا سیر کا ساپ  
 نہ ایسا ہو دیکھا صحرائے ملک چیر کا ساپ  
 دُٹ سے ہے دل نگہ سحر آفریں کا ساپ  
 کہ ہے یہ زاہد مکار راہ دین کا ساپ  
 کہ تھا خیال میں اس جعد عنبر کا ساپ  
 کہا یہ سینے یہ کافر نہیں میں کا ساپ  
 وہ مہین نکالے ہوئے خچ چاہیں کا ساپ  
 کہیں کہیں جو کرے میری قصد کیل ساپ

## غزل انش

دکھلائی ہے زینتی رخسار عجب روپ  
 کہتا ہے گل دلاہ کوئی کوئی مہر  
 نظارہ یوسف ہو زلیخا کو مبارک  
 شتاق نہ کیونکر ہوں تری دید کی نگہ پر  
 دلاوں کی قیمت کا یقین آنا ہے کہ کو  
 اس رشک مسحا کا جو کرتا ہے کوئی ذکر  
 جب دیکھتے کچھ اور ہی عالم ہے تمھارا  
 چلتے ہو جو تم ناز سے انکھیل کی چاہیں  
 کھل جائیں تجھی معنی تو حیدر اگر آتش

کہتا ہے ترے حسن کا گلزار عجب روپ  
 لایا ہے ترا جلوہ دیدار عجب روپ  
 بدلے ہوئے ہے مہر بازار عجب روپ  
 دیکھا نہیں سنتے میں مگر یار عجب روپ  
 پاتی ہیں تیرا تیری خریدار عجب روپ  
 ہوتا ہے مرا صورت بیمار عجب روپ  
 ہر بار عجب رنگ ہی ہر بار عجب روپ  
 ہر گام دکھا دیتی ہے رفتار عجب روپ  
 پھر دیکھ تو دکھلائیں گل رخسار عجب روپ

## غزل ناسخ

اس مہین میں ہیں بیشمار درخت  
 وہ ترا سر و قد ہے بے سایہ

پر کہاں مثل قد بار درخت  
 صدقہ ہیں لاکھ سایہ دار درخت

میرے سوز و غم سے کیا نسبت  
 میں ہوں انسان اور خیال و درخت  
 ہر روش پر ترے ہیں جگر کے کو  
 میں کھڑے باندہ کر قطار درخت  
 کہ نہیں باد ام میں زرخندان سیب  
 قد جانان ہے بیوہ دار درخت  
 سر شمشاد سدرہ و طوبی  
 صدقے اس قد پر پہا پہ چادر درخت

نہایت

ایک وہ دیو اسے زینت و دل ستار  
 سنگ لکھا ہے زینت و دل ستار  
 سوز دل سے زینت و دل ستار  
 سوز دل سے زینت و دل ستار  
 فتنی بیوہ ہر بار درخت  
 گل ہیں رات و دن بار درخت  
 بدل جو دل بھلا کی آہ درخت  
 سر و گلزار درخت



ہوں میں عاشق انار پتا نکا  
آدمی کیا کہ ترے فراموش  
ہو نہ ترست پہ جزا نار درخت  
دوڑے آتے ہیں لاکھ بار درخت  
نخل غم کا ہے پایدار درخت

## غزل شاہ نصیر

جلال کوچ میں فوج شک چشم ترسمیت  
کیوں شمشیر کو ٹپکین باغین ساغر سمیت  
ہاں شاہ ملک تن ہے تو نکل شکر سمیت  
توڑتا گلچین ہے غنچہ کو گل احمر سمیت  
کٹ گئی تپ کبکشان بنالہ دارا خرمیت  
آبرو ہی صد کی جبکہ ہو گوگر سمیت  
دیکھ لہو شوق افراتگشت پیغمبر سمیت  
عاقبت تو ٹوٹی رین طغیان بارگر سمیت  
ای قمر طلعت نکلتا ہی ہلال خرمیت  
ڈوبتی کشتی ہے گرداب میں لنگر سمیت  
گاڑی دنیا تھا آئینہ کو اسکندر سمیت  
رات کو خوبی ہے لالہ کی مہ نور سمیت  
رکتے ہیں خاک ستر فرسردہ کو خگر سمیت  
کئے سو ٹکڑی قباہر گل نے بالا بر سمیت  
رہے اسے دریا رو تو وہاں شکر سمیت  
دائے نیا تھا کہیں گلشن میں مال و سمیت  
گر نہاد تباہ سینہ میں دل مضطر سمیت  
دیکھتے ہیں صفائی تیغ کو جو ہر سمیت  
ساتھ ہے تھکوا لیکر تیغ اور خمر سمیت  
روبرو والد کے جائینگے ہم محضر سمیت  
ای میر سلطان خوبان شکوہ و فر سمیت

جلال کوچ میں فوج شک چشم ترسمیت  
کیوں شمشیر کو ٹپکین باغین ساغر سمیت  
ہاں شاہ ملک تن ہے تو نکل شکر سمیت  
توڑتا گلچین ہے غنچہ کو گل احمر سمیت  
کٹ گئی تپ کبکشان بنالہ دارا خرمیت  
آبرو ہی صد کی جبکہ ہو گوگر سمیت  
دیکھ لہو شوق افراتگشت پیغمبر سمیت  
عاقبت تو ٹوٹی رین طغیان بارگر سمیت  
ای قمر طلعت نکلتا ہی ہلال خرمیت  
ڈوبتی کشتی ہے گرداب میں لنگر سمیت  
گاڑی دنیا تھا آئینہ کو اسکندر سمیت  
رات کو خوبی ہے لالہ کی مہ نور سمیت  
رکتے ہیں خاک ستر فرسردہ کو خگر سمیت  
کئے سو ٹکڑی قباہر گل نے بالا بر سمیت  
رہے اسے دریا رو تو وہاں شکر سمیت  
دائے نیا تھا کہیں گلشن میں مال و سمیت  
گر نہاد تباہ سینہ میں دل مضطر سمیت  
دیکھتے ہیں صفائی تیغ کو جو ہر سمیت  
ساتھ ہے تھکوا لیکر تیغ اور خمر سمیت  
روبرو والد کے جائینگے ہم محضر سمیت  
ای میر سلطان خوبان شکوہ و فر سمیت

یہ کوئی بیکہ ہے مالہ حقہ و سمن سیماہ  
پاؤں پر دین کی جلم گردن کی سیماہ  
خرفہ و کشتی زور اب انار تر سمیت  
یار کے خال لب رنگ سیماہ  
تخم ز بجان دیکھتے مناب دینو ز سمیت  
ہم کو ترغیب طواف کعبہ سمیت  
نادارہ تو یہ کیا جا احرام کے جا در سمیت

## میرزا بک

ابو و منی سے اپنے خدیو کہلاتا ہے  
نقشہ حجاب و کبالت کر کے  
پاک کی سرخی کوئی ہی خالی نہیں  
سکے سو کرتا ہے ان میں آئینہ  
پیرہ یہ تبدیل تو افی اس میں آئینہ  
دوسری بجا وہ غزل مضمون غلام



قیامت سے کہا یا ایا تر شاہ قیامت  
دو دن سے علاقہ نرا چاہ کی تم کو  
و غلط سے تیری جلوہ نمای جو سی ہے  
اس مرحلہ میں خون جگر کہا نا پڑیگا  
شاعر ہوں یہی عرصہ حشر میں کہوں گا  
رحمت سے تری ڈر نہیں ہر حید کہ ہو  
کشتی تیری خلخال کی ادا کے ہیں ہم  
دو کام جو حشر میں چلے تم روش نماز  
ایداغ جنون حشر کا خورشید ہو تو ہی  
آتش نہیں پھر رہنے کی تم کو بھی کریگا

ہوا جہی ہونا ہی جو فردا کی قیامت  
 جنت کی نہ دوزخ کی ہو دے قیامت  
 دیدار کے ہو کون کہے صحرا کی قیامت  
 بے دانہ و بی آب ہے سودا کی قیامت  
 کیا مصرعہ جربہ ہے بالائے قیامت  
 فردا کی قیامت پس فردا کی قیامت  
 ہم سے نہ سنا جائیگا غوغائی قیامت  
 پامال ہوئے فتنہ صحرا کی قیامت  
 گرمی سے تیری ہوتی ہے انداز قیامت  
 صحبت میں شریک الخجن آرا کی قیامت

غزل سودا

ہندو میں بت پرست مسلمان خدا پرست  
اوس دیرین گئی بر موت کی آنکھ پہ پوٹ  
دیکھا ہی جب سے رنگ کفکیر پاؤں میں  
چاچہ کہ کس دوست رہی تجھ میں جلوہ گر  
آوارگی سے خوش ہو نہیں اتنا کہ بعد مر  
سودا سے شخص کے تئیں آزرہ کیجئے

ہم پوچتی ہیں اوسکو جو ہوشنا پرست  
معدوم ہے جہان میں چشم حیا پرست  
آتش کو چھوڑ کر ہوئے ہیں جنایا پرست  
آئینہ دار دل کو رکھنے صفا پرست  
ہرزہ خاک کا ہوئے ہوا پرست  
ایں خود پرست حیف نہیں تو وفا پرست

غزل میر

وصل دلبر نہ ٹک ہوا قسمت  
ایک بوسے پہ بھی نہ صلح ہوئی  
شیخ جنت تجھے مجھے دیدار  
پہول چن ماتھو نسے سپہو نکو دے  
کیا ازل میں طمانہ لوگوں کو

مرچکے ہجرین بھی یا قسمت  
 سننے دیکھی بہت لڑا قسمت  
 وان بھی ہر ایک ہے جدا قسمت  
 زخم تیغ اولے اپنے تھا قسمت  
 تھی باری بھی تمیر کیا قسمت

غزل شمس

غزل  
مہندی لال لال لال پودست وادوست  
خون شہید ناز ہوا ہے خنای دوست  
حصے میں دوستو کیوں خاکیا ی دوست  
دشمن خدا خواستم نہ جید منکشف  
دل کو پہنچنے تو جید منکشف  
آج سو ادوست

کتاب

لا تبن علیہ  
کیا کیا غل مجھ میں  
کیا مال ہے ہزار کوئی مالدار ہو  
میں یہی ہیں سائل درویش  
زندہ ہے تو مردہ ہو  
مردیکو زندہ

غزل سلیمی

غزل سلیمی



جو موتیا کی کھلی دیکھ رو می یار پہ دانت  
زمین نے کھولے ہیں بیلے کے خاکسار پہ دانت  
لگے جو عالم مستی میں گنگندار پہ دانت  
تمام عمر سے ہیں جانب مزار پہ دانت  
میں پیستار مارت اپنی تیرہ تار پہ دانت  
ہے کو کہن نے لگایا یہ کو ہمار پہ دانت  
اتنی ادسے لگیں وصل اور پیار کے دانت

نہ چپے کیونکہ خراں رشک بہار پہ دانت  
نہیں ہے خار مغیلان خراں مخدوں پر  
بہرگ گیا وہیں شب بے کلفی کے سبب  
کہ بے وفائی قسمت سے خلق عالم کے  
یہ بخت اولٹ گئے اک دن ہی کچھ اثر ہو  
مرا دل کی خدا پر ہے تو مٹے ہی گی  
شب وصال سلیبی کو جو نہ دیکھ سکے

### غزل سلیبی

مدام پیستار ہوتا ہے لالہ زار پہ دانت  
ہمارے رشک قمر کے گلے کو مار پہ دانت  
رکھے جو اپنی کوئی روز انتظار پہ دانت  
رکھے ہے نشتر و سوز کے دلفگار پہ دانت  
رکھوں ہوں عمر سے جس شوخ کی بہار پہ دانت  
یہ دیکھہ لو جو نہ کیسے ہوں تیغ یار پہ دانت  
نکات سے عری زلف تابدار پہ دانت  
مدام کھولی ہے رہتا ہی نور نار پہ دانت  
ہمارے جان و دل و عجز و انکسار پہ دانت

یہ وہ فلک ہے کہ میں اسکو ہر بہار پہ دانت  
فلک پہ چاندنی حسرت میں پستی ہو سدا  
شب وصال پر اس کے خدنگ آہ لگے  
غضب ہو ہر گھڑی جراح ہو فاطم  
اتنی کیونکہ ہوں بوس و کنار اس بیت  
ماس خون شہیدانے شکل نشتر کی  
سحر کو انھی نالہ رقیب کا اے جان  
یہ وہ فلک ہے کہ حاسد ہے ہر محسوم کا  
سلیبی غم کی ٹپری ہے پیالے آہ ہمد

### غزل جرات

بلائیں ہاتھوں کی لیتا رہا میں ساری رات  
جو یاد آتی ہے صورت پیاری پیاری رات  
کیسے وعدہ پہ حالت تھی یہ ہماری رات  
تیرے مریض پہ لاتی ہو سخت خوار رات  
تڑپ تڑپ کے یہ کی ہم نے بیقرار رات

بلائیں ہاتھوں کی لیتا رہا میں ساری رات  
پڑی ٹپٹی ہیں بستر پہ آہیں بھر بھر کے  
پناہ رات جھپکتی تھی دل دھڑکتا تھا  
اگرچہ دن ہی کٹے ہی جبری طرح سے  
سحر کو پارہ سبتر نظر پڑا نہ کہیں

اب اسکا وعدہ پیوں اور شب کو نہیں  
قدم تماری ہے دن کو تو دم ستماری رات  
اس سے ہے حال رہوں پر یہ آہ و ناز  
کہ لوگ کرتے ہیں گدسٹا شکاری رات  
اتنی پیسہ مرنے سے جی روانہ ہو  
کہ تارکے نہ کوئی وصل کی ستماری رات

شب وصال

جہاں سے ہوں جو اس سے کتبہ صبح  
میرا ہے ایسی ہی لاکھ بار سے رات  
پر پائے اب تو وہ محبت نہیں ہے خیر  
پہ چال سے ہم جانتے ہیں ساری رات  
شب وصال سے کس طرح سے اجڑات  
جرات وہ ہے کہ جتنے ہیں جکوبھاری رات

غزل مسافر



ہاے کس سے کہوں میں دلی بات  
پر نہ رحم آیا ہی تجھے ہر چند  
تجھے گالی دھڑکیاں کھائیں  
کیا بھلا ہو گیا ترے دل کو  
نہ کہی خط نہ گاہ پیغامے  
اب تو آمیری طرف لئے قائل  
ہر دو عالم سے کچھ نہیں مطلب

روتے روتے کٹی ہے ساری رات  
سُن کے احوال کو میرے مہیات  
الغرض لے گیا بسر اوقات  
چوڑ دی ہم سے تو نے رفد نکات  
کب تک اس طرح ہمارے سات  
جان جاتی ہے وقت ہے سگرات  
بس مسافر کو ایک تیری رات

### غزل اختر

عجب اچھے آئی بہار بسنت  
نشے میں ہے سرست آئی بسنت  
پلاہم کو ساقی بسنتی صبح  
میان قطب الدین کو مبارک ہو یہ  
ناشا بھلا دیکھ لے تو یہ اختر

جد ہر دیکھو ہے واں نگار بسنت  
کھلا اس سبب لالہ زار بسنت  
ہے آنکھوں میں انک خمار بسنت  
کہ اُس سے ہی میگا و فار بسنت  
کہاں ہم کہاں پر بہار بسنت

### غزل سودا

نگار سطر ابرو یا رسم اللہ کی صورت  
رلف و لیل رخ و الفجر گس چشمہ کوثر  
زنجیا کی نمط کرو و رول میں سودہ یوسف  
ہے شکر الحمد لہ بعد مدت میر منزل نے  
الم نشر ہوا عالم میں تیرا عشق ہو دوا

قد رعنہ سراپا ہے الف اللہ کی صورت  
نمایاں ہے سواد خط کلام اللہ کی صورت  
جو تجھ کو چاہ سے آ کرے دلخواہ کی صورت  
دکھائی عشق کی صحرا میں بکھو ماہ کی صورت  
نہ پنہاں ہو سکو دیا سے دلین ناہ کی صورت

### غزل سراج

ادا سے دلفریب سرو قامت  
شہید خنجر الفت ہوا ہوں  
نکرتا جی کو قرباں تجھ قدم پر

قیامت ہے قیامت ہے قیامت  
سلامت ہے سلامت ہے سلامت  
ندامت ہے ندامت ہے ندامت

جامعت میں ساری راتوں کی تھکاو  
امامت سے امامت ہے امامت  
سراج اب عشق کے دریا کا حقیقل  
ملا امت سے ملامت ہے ملامت

### غزل شمس

جیل کی شب بندیں عاشق سے سزا دے  
منہ کا حیدر نہ کو نہ اسے بار لے دے

### غزل شمس

مش گئی تو نے جو مہنی ہے فنا کی خوب  
لالہ کی طرح سے بائی است پتی دستار پیون  
جان بربندی کی بکھو جان سے اک بود  
دل کو یونہی ہی نہ آئے کیسے خدا پرست  
قتل ہوا میرے اوٹھایا جی جو بڑا تمن  
توب کی سزا کے نذر جفا کا پیون  
دل غم و غم کی ایک ہی لکھا سنا نہ کھلا اللہ  
ساقی اپنے ہی جا کو دل نہار پیون



چاند سے منہ کو دکھا ابرسیہ سوز لفظ  
 یہ ہڑسی بہتر بنا کرتی ہے درواز پر  
 خط مشکین سے رخ یار کے منہ پر کیلا  
 شان مریخ ہی دکھلا چکی قاتل مجھ کو  
 آمد آمد کی طبہ کی جوستے ہیں خبر  
 کافی ابرو کا اشارہ ہے بہت اعلیٰ قاتل  
 ابھی بازار چہا نہیں ہے تمنا آتش  
 کبک طاؤس کے بھی اپنی طرف یار لپیٹ  
 رکھے کس کس کو تیرے قصر کی دیوار لپیٹ  
 روز روشن کو بھی لیتی ہوتا لپیٹ  
 ایجو شام اندام بس اب جائے گلزار لپیٹ  
 منہ کو لیتے ہیں کفن سے تیری سجا لپیٹ  
 خون ناحق میں سے اپنی نہ تلو لپیٹ  
 جنس دل لے کوئی خوشمرو سا خردار لپیٹ

## غزل میر

نیا یاد دل ہوا روز سیہ جسکالٹ پٹ  
 تو کننیدون پڑا ستوتا ہوا درواز کو موٹو  
 چٹین لگتی ہیں لپریلوں کی باغبان تو جو  
 تیری پیراں کی پکار میں ہمیں نا تو انکو شب  
 کس کو زلف ڈھونڈے ہو کھل کو لپیٹ پٹ  
 میں چو کہٹ پیر کر تارا سر کو ٹپک کہٹ  
 چمن میں تو رہا ہی ہر کلینو کی تیرا چٹ پٹ  
 ہوئے خواب سے نا آہ اس کوٹ سے اوٹ کوٹ

## غزل سلیمی

بوسہ کی خیال آیا جو دین میر چٹ پٹ  
 ہنستے ہو پہلے سے کچھ بوجھ گرا تا تھا  
 کل تیرے قیہوں نے جھڑک کر کہا تجھے  
 ہر چند کہ میں عجز و تعلق سے رہا یا  
 کہیچا جو غم پھر سلیمی نے بیک عمر  
 تو آ کی صبا نے لین بلا میں میر چٹ پٹ  
 جھنجھلا کے لگا کہنے کہ چل در پہنٹ کہٹ  
 آنے سے لگی رہتی ہر روز کہٹ کہٹ  
 بولاہین بیاتی نہیں ہے آپکی سٹ پٹ  
 تو خوب ہوئی وصل کی شب یار لٹ پٹ

## غزل شا

آج کیا ٹھہری گیٹان پاکہ نہیں منہ سو تو پٹ  
 کوٹھی پر ٹھہریں میں یا آنکہ مندی لپو دہ  
 سہلائی سے بہر و سانہین پڑتا کس وقت  
 لوگوں کی چرچی کا زشا جو تجھے ڈر ہوا  
 ہوگی وہ بات دہان پاکہ نہیں منہ سے تو پٹ  
 صحن میں یوٹھی یا اور کہیں منہ سو تو پٹ  
 کس جگہ کب وہ کہہ رہا کہ دہین منہ سو تو پٹ  
 تیری کیون آنکھیں پہلا پٹ نہیں منہ سو تو پٹ

## غزل آتش

آتش کی پوری ہے کیا لوٹ  
 پل ہی پل پر لگی ہے لوٹ لوٹ  
 لاکھ بھولا ہے داغ سو داغ لوٹ  
 سامنے ترے بوجھ سے اس کی  
 اس میں کہیہ ہوا کیسا لوٹ

## غزل بک

چار دن ہے بہار اسے بک  
 زریں کا ہزار توڑا کوٹ  
 صف منظر گان سے کھینچے  
 دل میں ختم ہے دنیا کوٹ  
 دل میں سے مال دنیا کوٹ  
 مریخ جو ہے تو بک بک کوٹ  
 صاف دل ہو تو بک بک کوٹ  
 بک بک ہو تو بک بک کوٹ



نعمت خوان حسن جو ملجائے	یہ سمجھ لے ہے من سلوا لوٹ
کیا عجب جب وہ گیسوے سرنگ	لین متاع دل احبا لوٹ
جانتے ہیں کہ فوج جنگی سے	نہیں سردار پیر لیتا لوٹ
کام مرد نکا ہے یہ ای آئیں	رکھتی ہے جانکا ہی کھٹکا لوٹ

### غزل سہمی

پٹری جو کانیں میر تری کہیں ہٹ	تو فرش چشم نظر تک کروں میں کوٹ
ہمارا دلہہ جو کالی بلا سے لہرائے	دے نہ ناگنی زلف اسکی کیوں اپنی اوٹ
دیند بزرے ہے رشک باغ چہرہ یار	وہ خط حسن سے جسکی رہے بہار لپٹ
غم فراق میں کہانی جو ہم ہزاروں داغ	ہوا ہے رشک بہار چمن جگر بھی ہٹ
کوئی ہے قبلہ کوئی بت کے سامنے سجود	بجا گعبہ سہمی کو بس تری چوٹ

### غزل سہمی

پینے لگی جب ہم می تو حید غٹا غٹ	تب رمز معانی کے پہلے راز چٹا ہٹ
کل دیکھ شب وصل میں سند دلی ہڑا	لکرائی لگی سر کو بھی جو کہٹ کہٹا ہٹ
جب تیغ نگ تری د اسلام کو قوت	افواج میں کفار کے چڑھائے ہٹا ہٹ
دارا جو میں سر پر درنا یاب سخن کو	گردن میں لپٹ لینی لگی جو چٹا چٹا ہٹ
طفلی ہی مکتب میں تیرے دیباغین اگر	کہا تا آخون جج کی پید ہٹا ہٹ
ہمارے دیکھ خزان گ کی غافل ہنو ہوشیار	چہرے ہیں بر بزرگ شجر تری چٹا چٹا ہٹ
دعویٰ سخن کا ہنو شاگرد سلیمے	اوستادوں کے جو بامد مفاہین چٹا چٹا ہٹ

### غزل سودا

جسکی خطا و تر تو اس سے دل لگانا عجب	سیر کو وقت خزان گلشن میں جاننا عجب
ابرمین یار رہ سکتا ہے کتنا آفتاب	چہرہ کو اندر نقاب ہی چہا پانا عجب
پوچھے کیا ہو شب کس طرح گزری مجھ بغیر	گذری سو گزری جو کچھ کسا قبا عجب
ما صحا داغ جگر خون شمع پہونچا تا قدم	جل چکا سب کچھ تب تشریف لپٹا عجب

نعمت خوان حسن جو ملجائے  
یہ سمجھ لے ہے من سلوا لوٹ  
لین متاع دل احبا لوٹ  
نہیں سردار پیر لیتا لوٹ  
رکھتی ہے جانکا ہی کھٹکا لوٹ

پٹری جو کانیں میر تری کہیں ہٹ  
ہمارا دلہہ جو کالی بلا سے لہرائے  
دیند بزرے ہے رشک باغ چہرہ یار  
غم فراق میں کہانی جو ہم ہزاروں داغ  
کوئی ہے قبلہ کوئی بت کے سامنے سجود

تب رمز معانی کے پہلے راز چٹا ہٹ  
لکرائی لگی سر کو بھی جو کہٹ کہٹا ہٹ  
افواج میں کفار کے چڑھائے ہٹا ہٹ  
گردن میں لپٹ لینی لگی جو چٹا چٹا ہٹ  
کہا تا آخون جج کی پید ہٹا ہٹ  
چہرے ہیں بر بزرگ شجر تری چٹا چٹا ہٹ  
اوستادوں کے جو بامد مفاہین چٹا چٹا ہٹ

جسکی خطا و تر تو اس سے دل لگانا عجب  
ابرمین یار رہ سکتا ہے کتنا آفتاب  
پوچھے کیا ہو شب کس طرح گزری مجھ بغیر  
ما صحا داغ جگر خون شمع پہونچا تا قدم



## غزل سلیمی

رات جانان نے کیا ہے پیغام عبت	آگے کل رات مرے گہر میں شام عبت
ہاتھ سے اُس بُت پر فن کے پاسد وصال	رات صہبا کے لیے ہم کیے جام عبت
اہل گلشن کا بھی طور تھا کل گلشن میں	گالیاں دیتا ہے بلبل کو گل اندام عبت
رات دن سر پہ سلیمی کے انظام خونخوار	کہنچیا ہے گاسدا خنجر و صمصام عبت

## غزل آتش

نبیس گے کس کا زیور چاند سورج	گڑھا کرتے ہیں زر گر چار سورج
چہر میں کیا تری منہ پر چاند سورج	جواں ہے تو سحر چاند سورج
متم ہے سر کی جھکو اس رخ یار	نہیں تیرے برابر چاند سورج
جیسے ہوتے ہیں جب دیکھتے ہیں	ہر اسے یار کا در چاند سورج
وہ رخسارے جو موتے ہیں مثل	نکل جاتے ہیں بچکر چاند سورج
چراغوں میں جو تیری رستی کی	ریں روشن نہ کیونکر چاند سورج
تھکا رہے رو بہ رو ہو کر ہو کر ہیں	سفید و زرد اکثر چاند سورج
وہ بکار نور کا ہے توجہ دیکھ	ہیں جبران ہو کر چاند سورج
چڑھے میری طرح سے جو تیرے عشق	ہلال آسما ہوں لاغر چاند سورج
وہ بالوں میں اگر رکھو نہ باندھے	اوڑھیں پیدا کریں پر چاند سورج
ہم اس میخانہ کے میں آتش	کہ جکے ہیں دو ساغر چاند سورج

## غزل شجاعت

نہیں بھسا ہے کوئی دستان آج	غلام آسا تیرے پیرو جان آج
یہ قد سرد سہی پر چشم زر گس	ختم لبس کر گیا ہے باغباں آج
بہار بوستاں گلر ہے بر میں	نخل چل جاہاں سے انخیزان آج
مصور کھینچ لے تصویر اُس کی	کہ کیا حسن میں ہے مومیاں آج
در میں بولا ترش ہو چہیں جہیں ہو	ہوئی دشوار بخت سپر گیا زبان آج

ای طوطی طبع با شندہ بستان  
درا بو جا تو اب شاکر شان آج  
بجائے کی پٹا اُس عادیہ  
دلاد رہے دی شوکت شان آج

## غزل عالم

یہ دیکھ دو کس کس گرفتار  
یہ دیکھ دو کس کس گرفتار

## غزل

حال داند زلفت دام ابر کماں شکار  
دل ہمارا سب کچھ کہا نا ہے کار  
راندن جاری ہے عالم میں انہیں  
کوئی نہیں مٹا جاتا ہے انہیں  
یہ عالم ہے خط جابر دل میں  
یہ عالم ہے خط جابر دل میں  
یہ عالم ہے خط جابر دل میں  
یہ عالم ہے خط جابر دل میں



## غزل میر

حال بڑا ہی مکتوسے اتنی غفلت کیا ہو آج	کوئی گھڑی تو پاس ہو یاں پہرہ کی قس کیا آج
سنی ہو وہ آئینہ پر آنکھ نہیں کھل سکتی ہے	دلشادی سورت کی ہر دم کیا کئی صورت کیا ہو آج
فرق قریب جی رہتی ہیں دل کی لاگ لگی	اس ظلم بیزم کی میرا یہی صحبت کیا ہے آج
شیشہ صراحی سا غریبنا سب کلکت بہی حاضر ہے	کوئی بادہ فروشا نہیں میری شکر کیا ہے آج
میری گھڑی کی گستاخی میں عیش تم کرنے لگو ہو	تا نہیں کیا ضعف دل میں جی بیٹھا کیا آج

## غزل سراج

اپنا جمال مجھ کو دکھانا رسول اللہ	عاجز کی اتنا س کو کرنا قبول آج
اسے مہرباں طبیب شتابی علاج کر	تیر مڑہ کی درد سے ہر دل میں لکج
مریم ترے وصال کا لازم ہے اصرام	دل میں لگی ہے ہجر کی برہمی کی سوا آج
پیو باج بزم بلیل نالان خراب ہے	مڑھار ہا ہے صحن گلستا نہیں بھول آج
بفکر ہوں عذاب قیامت سے سراج	دین محمدی کو کیا ہے قبول آج

## غزل ترقی

ہے عجب لذت شکار افکن سے تیر ذکر و بیچ	جسکا چرچا ہو رہا ہے سارنچہ دیکھ کے بیچ
کل جو دیکھی شکل مجھ کو تصویر دیکھ کر بیچ	ایک مشت استخوان تھی لاکھ بخیر دیکھ کے بیچ
خون کی قطرہ کا عالم تو مرے اشکو نہیں دیکھ	لعل کے گڑے چمکتے ہیں پر ہیر دیکھ کے بیچ
بلیو ملک مبارک ہو یہ گلگشت چمن	لالہ و گل کا نیکو ذکر و گلیرن کے بیچ
آگے دل ہوتا تھا بیکل اسکا میری آہ سے	آگیا ہے فرق اب ہون کی تاثیر دیکھ کے بیچ
گر مرقعہ میں کہنچی ہو اس مسیحا کی شبیہ	جان پڑ جائے مصور ساری تصویر کے بیچ
وہ خمار می آنکھوں بکھر رہے ہوں بالوں دیکھ	سطح دوست جگر طے ہوئے زنجیروں کے بیچ
قاصد کیا خط لکھوں میں اسکو فراطشوق سے	فوت ہو جاتا ہے مطلب محسوس تحریر کے بیچ
لفٹگو یار کی کیا بات ہے کیا گھات ہے	ساری محفل کو لگا لیتا ہے تقریر کے بیچ
اور تو صورت ترقی کوئی بخشش کی نہیں	ہاں مگر باعث ہو یہ تقصیر تقصیر کے بیچ

غزل سودا

سو گزشتہ دل کو نہ گھڑی کے بیچ  
جون غنچہ سوز بہن حوا کے دہن کے بیچ  
بانی ہو بہی بہت اعضا میں کے بیچ  
بانی ہے جوں جناب نفس پرین کے بیچ  
میں نے نہ بھی شوق حسن کی بہار  
میں نے نہ بھی شوق حسن کے بیچ

غزل سحر

وہ خاندان فرہنگی اہل خون کی پاس  
پہلوں کو بونہو کا ہون کی پاس  
دل رخصت ہوا تھی بسیم صفت بی ادب  
دیا اہل دل کے گل لالہ جی کے بیچ  
آرام دل بھول کو نہیں ہے بے درد  
بعد از شباب لال یاری ایمان کی بیچ  
لو سنی اور کیف شادمانی کی بیچ



سودنے اپنے یار سے چاہا کہ کچھ کہے | ایسی کی اک نگاہ رہی منکے منکے چہ

## غزل شا

بیگمان چاہ کی دریا کے بڑی ٹالکو سوچ	بید بڑک پاؤں نہ کہہ سہلی تو کہہ گیا لکھو
بھی تہا میں پہاڑ سمیں کہاں تہل بڑا	دیار سلوار سے ہی تیز سے ہر کاٹکو سوچ
ای دایا لے چلی جاتو دے پاؤں ہی	دیکھ کہ نخت کہو لیکو نکچہ کہاٹ کو سوچ
ٹالکلی ٹکڑی پہنچا جو او نہیں تو بولیں	میر کر پڑو نکلی طرف دیکھ اور اس ٹالکو سوچ
سو تیونس اد نہیں انکھوں کی ترازو میں تول	ارے آشا نہ تو بنیوں کبطرح ٹالکو سوچ

## غزل کش

بلا اس لطف پہ چاں کا ہے ہر تیج	حم اندر خم ہے ہر مو تیج در تیج
ابھی خیر کچھ کہا رہی ہے	اد پر وہ زلف او ہر نازک کمر تیج
ہوئی بین لطف پہ چاں سے بھی طرے	تیری دستار کی بیداد گر تیج
نہو اس لطف پہ چاں کا جو سودا	سمجھ لے اپنی قسمت کا بشر تیج
جو اب خط خرداری سے لا نا	نہ پڑنے پائی کچھ ہے نامہ بر تیج
تیری زلفوں کا دھوکا ہم کو دلیگا	سرا سر خم ہے سنبل سر سر تیج
نہیں دم باز ہم ہم کو نہ دم دے	کری جو تیج اسی یار او سے کر تیج
فراق یاری کشتی پڑی ہے	پچھاڑا چل گیا آتش کا گر تیج

## غزل میر

عشق میں ہے طبیب بان ٹک سوچ	پانی جان در میان ہے بان ٹک سوچ
بے مائل ادا سے کین مت کر	قتل میں میرے مہربان ٹک سوچ
سر سرت جہان سے جاغا فل	پاؤں تیرا جہان پر ٹک سوچ
پہیل اتنا پڑا ہے کیوں یان تو	یار اگلے گئے کہاں ٹک سوچ
ہو نہ ہوا اپنا بلا نہ سمجھے بن	یعنے جب کہو لے تو زبان ٹک سوچ
گل رنگ بہار پردے میں	ہر عیان میں ہے وہ بہان ٹک سوچ

فائدہ سر چٹکے سے لکھتے ہیں میر  
بہری سے آگے اسے جو ان ٹک سوچ

## غزل سرت

کل بونہی سر سے آواز میر کا غنی تیج  
الگی سنائی بس جان میر کا غنی تیج  
سخت ہے خوف تیج دیکھا خدا جگر کا  
اک بہر کی دایا سینہ سوزا ملی تیج

## میر کا بیڑ

بان ملک رفتے تیرے غم میں کہہ دوں گے  
یام غم کا نہ دیرہ گریاں سے تیج  
ساربان محفل پہلے کو او دور تیج  
خاک مجنون کی بیگنی ہے بیابان تیج  
خاک محزون کی سیر کی کیا گل تیج  
واسے اسی فصل خزان سے تیج  
ادبیر ج رنگ بواغ کا اک ن سہ تیج  
اور دیکھ شاخ پہل بی بی بول تیج  
سرت شمع کو بیٹھے تیرے گل ناکے تیج



## غزل آتش

کہیں ہر چند مسک تجھ کو درخ	رہ الفت میں نقدگر خرچ
یہ دولت ہو چکی ہے بیشتر خرچ	کہاں اب بظاقت صبر و تحمل
تماشے میں ہو میں گنج زر خرچ	وہ کالے سانپ گیسو میں جنکے
نراکت کرتی ہے امکی کمر خرچ	نہیں یہ بار گیسو سے لچکتی
نہ حاتم نے کیا ہو اس قدر خرچ	خدادی دولت قارون تو کیجے
منون کرتا ہو جو رازق شکر خرچ	دی دیگا لب شیریں کا لوم
تیرا ہوتا ہی کیا ہے سب خرچ	ہم انہی نقد جان پر کہلاتے ہیں
کرے کیا عقلمندی یاں شہر خرچ	جنون عشق ہے عارت گر ہوش
کیا کرتے ہیں ہم خون جگر خرچ	رما کرتی تھی فکر شعر گوئی
یہی توشہ یہی بہر سفر خرچ	چلے دنیا سے داغ عشق لیکر
تو کل پر ریا شام و سحر خرچ	ملا جوا و سکو سچے من و سلو
ریا فرمایا شون سے خرچ پر خرچ	حسینوں نے ہے آتش کو ہے ٹپا

## غزل سودا

رنگین ہے جوانی کا گل سمن سوج بیا بیج	سیر چمن عمر جو کی بنے تو کیا بیج
عاشق کا دیل ہے کہ جو گڑے تو صلیج	شیشے کو ہی توڑو تو نکلتے ہے اک آواز
پوچھا جو میں کیا دیکھے ہو دیوانہ کیا بیج	اسباب جہاں دل نے کیا جب نظر انداز
بے عشق بتان جینی کی لذت بخدا بیج	ناصح تو نہیں چاشنی درد سے آگاہ
فرسودہ نکر خامہ کو افیادہ کیا بیج	مانی نہ بندھیگا کہیں نقش اسکی کمر کا
دیکھا جو انہیں جا کے تو عامرہ سوا بیج	ہم شیخ کی سنتے تھی مریدوں سے بزرگ
جو دیکھا تجھے آکے تو ہے بے مریا بیج	سودا سو کہا میں جو ترے شعر کو شکر
عالم ہمہ افسانہ مادارد و ما بیج	بولاکہ تجھے یاد ہے وہ مصرعہ بیدل

## غزل آتش

بہار آئی چمن میں جلی ہو آفتاب  
چرخ و دست جسے یاد ہو در آفتاب  
دیکھا رما ہے عجب آئینہ صفائی آفتاب  
سورسے ہے جو ہی صورت آشنائی آفتاب  
زیانے میں کوئی عجب نہیں ہے دریاؤں  
حباب دار ہے سر میں بہرے ہو آفتاب  
شکر بجا کرے گی بہار صوفی کو  
دیکھا ہی گی لب بیکانہ آشنائی آفتاب

## دیکھا ہی گی لب بیکانہ آشنائی آفتاب

عراجی دار ہے گردن نہیں فقط آدمی  
دو چشمہ مست کی آتش بی بی ہے کو بی بی  
منزل کے ساتھ ہو ہم یوں کہ کو بی بی  
شراب گرہ میں خندا ہے قدح  
دیکھا یا کرتا ہے کرتا ہوں سیر دریا  
بلند بعد فنا ہو گی قدر ستون کی  
بنی گشت سرخ کی خاک پائی آفتاب



کسی نے منہ نہ لگایا مجھے سوائے قدح  
دماغ رکھتے ہیں حبشہ کا گدا ئے قدح  
کہو نگانہ نشہ دورنگ میں طلکے قدح  
جڑائے خیر وے ساقی تجھے خدائے قدح  
کنایہ ہے یہ جو کرتے ہیں ہم ثنائے قدح  
کہ ابتدا میں ہوا حال انتہائے قدح  
رٹا کے شیشے سے ٹوڑوں سے ہر آئینہ قدح  
ہنوز باقی ہے دور فلک میں جاؤ قدح

جو دیشیشہ و خم کس کی نہ پا بوسی  
جہاں کی سیر دکھاتا ہے نشہ صہبا  
ان انکڑیوں میں جو کندہ سرخ ہوئی  
حجاب دور کیا کھینچنے نے اس بُت کا  
دو چشم مست کا ساقی کی صوف ہے مقصود  
شراب عشق کے پیٹے ہی ہوش اڑی ایسے  
فراق یار میں دوران سحر دور شراب  
یہ جلوہ مہ و خورشید سے کھلا آتش

### غزل ناسخ

ہے شفق سے مجھ پہ آتش بار صبح  
ہوتی ہے ہر رات سو سو بار صبح  
کیون شب قرت سے ہے بزار صبح  
ہے ہماری جان کو خوشخوار صبح  
شام سے گزشتہ تیرا صبح  
زلت جانان شام ہے رخسار صبح  
ہے دصال یار میں گزار صبح  
ہجر کی شب مجھ سے ہے بزار صبح  
دیکھ پاے اے پری رخسار صبح  
کار چوبی مہر کی دستار صبح  
نور سے ہیں سایہ دیوار صبح  
دیتی ہے ہر شب نیا آزار صبح  
ہو چکے ہو گی ہزاروں بار صبح  
شام کو کرتا ہے نور یار صبح

کیوں دکھائی اے فلک بے یار صبح  
یاں کسی خورشید رُو کی یاد میں  
زلت سے رخسار کو ہوتا ہے ربط  
کھینچ کر قرت میں تیغ آفتاب  
وصل کا سامان ہے آج ایفلک  
حسن کا عالم ہی کیا عالم ہے واہ  
سینہ پُر دماغ و چاک پیر میں  
وصل میں تھا صبح سے بزار میں  
تھر ہو کر شملہ پُر زریں تیرا  
چاک کرتی ہے گریبان دیکھ کر  
شام کیا ہو تیرے گھر میں باریاب  
وصل میں حاضر ہو تو غائب ہجر میں  
ہے یہاں کسا کو شب فرقتیں ہوش  
وصل کے شب کب ہوئی ہم کو نصیب

ہاں دعا سے خالق بل دہند  
یہ شام کامل و لدار صبح

### غزل مایان

ابو دیتی نے مجھ پر کیا دار بے طع  
دل میں اس سے لگی ہے یہ تلوار بے طع  
مگر نہیں کہ عشق کے ماتوں کی پیک  
بیدار ہوا ہے جھوک یہ آزار بے طع

### چمن بیٹھ

عالم تنہا رہ چکا میں آؤ گیاج جان  
واید کی جگہ میں ہے وہ بخوار بے طع  
کلمہ پڑی کو بیچ کے پیچے گشت بے طع  
نہ نہ سچا ہے چہرہ بیدار بے طع  
کیا جانے کج گشت کی شوق بے طع  
کینی ہوا ہے اب نور یار بے طع  
کمن نہیں ہے غصے رگن تیرے بے طع  
بید ہوئی اب گزشتہ رات بے طع



غارت خدا کرے یہ تیر ملک حسن کو  
تا بیاں بتا کہ یار کو کیونکر منائیے

ہے فوج خط کی گرد نمودار بے طرح  
ابکے ہوا ہے مجھ سے وہ ہزار بے طرح

### غزل ضیا

دل کو پسند ہے بت عیار کی طرح  
بارش ابھی ہو دور پراں کو ہونے اس قدر  
چیر کو بل جو دیکھ دیتی بیچ اسے چوڑ  
گر چہ فراق یار میں دل و نیم ہوا  
دو دن کی زندگی پہ مناسب کب غرور  
تجھ کو یہ کیا ہوا ہے ضیا کچھ تو حال کہہ

اقرار وصل کرتا ہے انکار کی طرح  
باندھا ہے تارونے کا بیمار کی طرح  
جس پر غضب ہے یہ تیزی رفتار کی طرح  
سنتا ہے کہ وہ ایسی ستمگار کی طرح  
بھاتی ہے اپنے دل کو طر حصار کی طرح  
کل پوچھتا تھا تجھ کو وہ غمخوار کی طرح

### غزل ناسخ

ہر ناز کی سرقامت جانان سمن کی شاخ  
دیکھی جو اس کی سلسلہ پر شکن کی شاخ  
ظالم کو بد مرگ ہی ہے ظالموں سے ربط  
ہم دشمنوں کی محبت جو برگشتہ ہیں سے ہیں  
کہی چھڑی جو ناز سے اُس نے نہ ذوق  
و کہیں یہ جو چھیلے کی کلیوں سی او گلیاں  
دکھلائے اپنے فندق پاکی جو تو بہار  
مرا ہوں میں کسی کی نزاکت پہ دوستو  
وصف صباحت رخ جانان اگر لکھوں  
اے غنڈ لیب جھڑتی ہیں کیا تیری منہ چھو  
معنی تھر حروف ورق صنعتیں ہیں کل

سوز درویش میں ہوں چاکر کس کی شاخ  
کھاتی ہے چچ و تاب غنہ ال ختن کی شاخ  
خنجر کا دستہ کیونش بنے کر گز کی شاخ  
سیدھی کی طرح نہو جیسے ہرن کی شاخ  
سکو گمان ہوا کہ ہے سیف قن کی شاخ  
وہ تر سے دست و پا کو کہیں یا سمن کی شاخ  
پابوس کو چمن کے چمکے نار دن کی شاخ  
بہر حریر تین ہونا زک بدن کی شاخ  
در کار ہو برائے قلم نثرن کی شاخ  
گو یا ہر ایک ناز ہے نخل چین کی شاخ  
ناسخ ہر ملک فکر نہال سخن کی شاخ

### غزل آتش

ہوا نہ حسن سے خال سیاہ جانان سرخ

نکر سکا رخ کافر کو نور ایمان سرخ

حلال ہو گیا ہے سب میں اپنے عم و جود  
وہ پان کھاکے کرین نوب اور دندان سرخ  
یہ شتیاق شہادت میں خون رونا ہوں  
بیدہ خلق سے ہے حلقہ گریباں سرخ  
موتے ہیں عقد سے کیا لال مال سرخ  
نظر ہے سبھی جو باس ترکان سرخ  
عجب عداوت اخوان دہر سے یہ نہیں  
کے جو خون یوسف کی گرگ دندان سرخ

بندگی

نار و مال ہے اس پر بکریاں و دولت  
فونی سے ہوتا ہے کندن سانگ سانگ  
ماہر کس کی ہے اس کی ہر گز نہایت  
و کا رنگ ہو کو ہر گز نہایت  
ان کا ہر گز نہایت نہایت نہایت  
نار و مال ہے اس پر بکریاں و دولت  
فونی سے ہوتا ہے کندن سانگ سانگ  
ماہر کس کی ہے اس کی ہر گز نہایت  
و کا رنگ ہو کو ہر گز نہایت  
ان کا ہر گز نہایت نہایت نہایت



چمن میں لالہ و گل رہتے ہیں گریبان چاک  
دکھا دیا کسی ننگین ادنی دامن سرخ  
شراب نئی میں وقفہ نہ کیجیو ساقی  
ہوا نہیں ابھی خسار یا چند ان سرخ  
اشرافیہ طبعیت ہی شرط ہوا تش  
نہ کیف مح سے ہوا نکھوں کی طرح گان سرخ

## غزل سودا

میر ماتہ ہو کے زلف اسکی سو کہاں گستاخ  
نسیم شاد مگر ہو تو ہو دمان گستاخ  
چمن کے سیر میں اسکا اگر سنہ دم صبح  
چلے نہ جاے صبا سو بوستان گستاخ  
سمجھ کے کوچہ میخانہ سے گذر زابد  
کہ زندہ ہوتے ہیں اکثر بزاہان گستاخ  
کچھ اسکی بی ادبی کا گلہ نہیں مجھ کو  
نظارہ بازو کی ہوتی ہیں مہوشان گستاخ  
نجا یو کیسی ہے شیخ بزم خوبان میں  
کہ تو وقار طلب انکی ہے زبان گستاخ  
نہیں ہے میرا سخن طبع زاد ہے سودا  
کسی بزرگ کیخ متین درجہ ان گستاخ

## غزل اش

کرتا ہے زندگی کو تمہارا حجاب تلخ  
التونہیں تو مجھے سو گال قلاب تلخ  
آغاز شر عشق کا انجام ہے بخیر  
کیفیت شراب ہے شیریں شراب تلخ  
شربت کی گہونٹ کا مزہ لیکے پیجے  
ہر چند تیغ کا ہو تمہارے لعاب تلخ  
سائل ہوں بوسہ شیریں نگار کے  
شان کریم ہے نہ اگر دی جواب تلخ  
عاشق ہی ہیں جو سنتی ہیں انوہا کر  
حاصل ہے میں جبرے سخن ماصو اب تلخ  
بیمار کا فراق ہوں میں بھریا میں  
سم ہے طعام میرے لئے اور آب تلخ  
سودا زلف یار سے نیندا ڈال گئی مرے  
اس درد سر سے کر دیا انکھوں کو خواب تلخ  
شیریں لبونکی کیوں نگوارا ہو گالیاں  
ملنے سے قدر کے نہیں ہوتا گلاب تلخ  
بہشتا ہے جبکہ عشق کی تشریفی مرا  
ٹپکے میں شک صورت اشک کباب تلخ  
شیریں دایوں سے جو محفوظ تو کرے  
شکر کو مور شہد کو سچے ذباب تلخ  
وصلت کی شب میں ہوتا ہے ہر بار پھر شر  
عیش و نشاط کرتا ہے انکا عتاب تلخ  
غافل نہ ہو مزہ سے محبت کی آشنا  
یہ چاشنی ہی آتش خانہ خراب تلخ

## غزل کور

غمرہ یار سے ہے میرا سب طرین سورج  
جیسے کرتا ہو کوئی نعل و کمر میں سورج  
بزم بزم گان سے ہوا میرے نظر میں سورج  
جیسے ہو سورج فو لادے زمین میں سورج  
اس دل تفتہ سے برلاؤں المیہ سورج  
چچ پڑ ہو دوسرا بین کشتہ دوزخ میں سورج

## مکتبہ

مکتبہ شریفہ جگہ مہوش سورج  
روز و شب کیوں ہوں میں سے رگدین سورج  
بن گیا شیر سے فرگان سے مر سنیو سورج  
ہو کے جسطرح سے زبور سے کہیں سورج  
کرت گدی سے ڈرتا ہوں مبادا ہو سورج  
روشنے روئے یہ سہیں دیدہ تیریں سورج  
کے کسی غمزہ کی آہ کا شاہد یہ سورج  
دیکھتا ہوں جو عیان کہے ہیں سورج



دل مرا شکستہ مرا غم بھرے یوں

جس طرح تیرے بڑے چائیں سیریں سوراخ

دل مرا یوں ہے کتنو تیرا لگا ہونے لگا

بہر خرم کرے کوئی تجم ترین سوراخ

## غزل ضیا

دل رہا ہے مڑا بڑا گستاخ

میں نے اتنا نہ سمجھا تھا گستاخ

اب تو وہ شوخیان لگا کر نے

یک بیک ایسا ہو گیا گستاخ

نازیجا کہی نہ کرتا تھا

کیا رقیبوں نے کر دیا گستاخ

جانفشانی ہم سپہ کرتے ہیں

رام ہرگز نہ وہ ہوا گستاخ

ای ضیا کچھو سمجھ کے کلام

وہ صنم تو ہے بے وفا گستاخ

## غزل شمس

پیری پسند طبیعت پر ہے نہ خور پسند

تمہارا بندے ہیں ہم ہیکو میں حضور پسند

ہر ایک شہر خریدار ہے دل جان سے

دہ جنس حسن کے تو جو ہے دور دور پسند

اوتار پرزے اوڑا کر ہار میں ابکے

بر سنگی کی قبا ہے جنوں غور پسند

نگاہ اپنی ہے دل بستگی کے سود میں

مبصرون کی نہیں آئیں کچھ ضرور پسند

نگہ میں اپنے سماتا نہیں ہر ایک حسین

ہر یکے چہرے کے اوپر ہے چشم دور پسند

ہوا ہے جیسے کہ ساقین یار کا سودا

زیادہ تر مجھے ہیرے ہے بلور پسند

ہوئی ہے خانہ دلین جو روشنی منظور

کیا ہے نکہون نے اپنے چراغ دور پسند

گناہ عشق کا جیسے کہ مرکب دل ہے

زبان کو مرے ذکر یا غفور پسند

خیال یار کا رہنے لگا اس میں یہی

ہو ہے دلو ہی انکھوں کی طرح نور پسند

نہ طفل بن نہ لاجوس صورت ہو

کہلونی مٹی کی کرتے ہیں بے شعور پسند

دل ایک نگاہ کے اوپر ہے بیتا آتش

کرین جو آپس بے حرف وہی قصور پسند

## غزل ناسخ

یار آیا تو ہوے دیدہ ناکام سفید

جیسے ہوا آمد سلطان میں بی روام سفید

پٹری عکس کی لب سرخ کا گرساغرین

ہو خجالت دہن بادہ کا غلام سفید

دیدار چشم سید کی نیکی ہو  
دیکھ نہ نہ ہوں شل گل با دام سفید  
سوچو مضمون بیاض رخ جانان جو  
یو گیا رنگ مرے دم ارقام سفید  
منج لویش آنے نظر شوخ زینت  
پہنچے پوشاک جو وہ سر گل اندام سفید  
کو نہ تھانا نہیں جز جالبہ بکین تواج

کفن ایک روز کا بیٹے کو زکام سفید  
غور کر حسن دور دراز پر اس سے کام سفید  
انک سب رنگوں میں یارو تھے بہت خام سفید  
ایسا رخسار پرچہ دور سے نکلی تو ہو نقاب  
ہوے اس صبر پرچہ دور سے نکلی تو ہو نقاب  
حرف مطلب جو لکھوں صاف وہ دیتا پاجوا  
پہی ہے مجھے کاغذ وہ دلا لام سفید  
شرف و کرامت کا قاصد نہ لکھا کلام سفید  
تو گیا منہ ہو تراشتی ہی پیغام سفید



## غزل میر

زینیں پر میں جو پھینکا خط کو کر بند  
 گرفت دل سے نا چاری ہے ورنہ  
 پھنسا دل زلف و کامل میں جو چھو  
 سب اسکی چشم پر نیزنگ کے محو  
 چین میں کیونکہ ہم پرستہ جادیں  
 بہت پیکان تیر یار توڑے  
 ہوئیں رو نیکی مانع میری پلکیں  
 کہا کیا جان ان ہونٹوں کے آگے  
 کھلے بندوں نہ آیا یاں وہ او بار  
 یہی اوقات ہیں گے دید کے میاں  
 بچار رہتا تھا چہرہ جس سے سواب  
 فن اشعار میں ہوں پہلوں میرا  
 بہت مٹا یا کیا جوں مرغ پر بند  
 رہا ہوں پیٹھ میں ہی کر کے گہر بند  
 پڑا ہے ناگہ آکر بند پر بند  
 مگر کی اس نے عالم کی نظر بند  
 بلند از بس کہ ہے دیوار در بند  
 تمام آہن ہے اب میرا جگر بند  
 بند باخشاں سے سیلاب پر بند  
 ہمارے لب کرے ہے یہ شکر بند  
 پہر اموند ہی یہ ڈالے بیشتر بند  
 رکھ اپنے چشم کو شام و سحر بند  
 گریباں میں ہے وہ دست نہر بند  
 مجھے ہے یاد اس کشتی کا سر بند

## غزل انشا

نہ لگی جب اس یار طرح دار کی گیند  
 دسترس ہو تو تیری سبب فن پر مارا  
 جھٹ پٹ آن لگی پچھ چھانی کو مری  
 رکھی یہ ماہ شب چار دم دلیں ہوں  
 کیجئے اس کی بدل آپ جرمیانیں  
 گرد مقیش طلائی کی کرن ٹکوا کر  
 گولہ و لہر نہت ڈانک ستاروں کی سمیت  
 شالی رومال کی تو چوٹ مجھے کچھ نہ لگی  
 لگی فرمانے وہ پڑھ پڑھ کے غزل انشا کو  
 اس نے محرم کو سنبھال اور ہی تیار کی گیند  
 قرص خورشید کی اور لمعہ انوار کی گیند  
 تہی یہ رکھ ہو کس محرم اسرار کی گیند  
 کہ وہ قالبت اور ہوتری دستار کی گیند  
 گم ہوئی مجھے جو کلرات کو سرکار کی گیند  
 میں یہ لایا ہوں طلسم گلزار کی گیند  
 ادایا یک جھنجیکہ زربفت نمودار کی گیند  
 اب بنا پینکے ہے کخواب کی شلواری گیند  
 واہ کیا خوب بنی کاغذ اشعار کی گیند

## غزل نظر

چھوٹا بڑا نہ کم نہ بیشو لا ازار بند  
 ہے اس بیری کا سبب امولا ازار بند  
 ہر اک قدم پہ شوق کے زانو کے درمیان  
 کھاتا ہے لک بھلاکے جھکولا ازار بند  
 گو ناگہاری باد لا مقیش کے سوا  
 تھا چاروں کے موتی جو نولا ازار بند

## چمن بلیط

منہ سے من غم میرا کہیں لگ گیا تو وہ  
 لڑائی سے بولے جام اور مولا ازار بند  
 نوٹ دی سے بولے جام اور مولا ازار بند  
 اور نہ نہیں تو پھینک دے ناپاک ہو گیا  
 وہ دوسرا جو ہے سو پر دلا ازار بند  
 اک دن کہا بیٹے کہ اسے جان آپ کا  
 کہہ دو کہ میں یہ کھولا ازار بند  
 سنا کہ چہ کہنے کیا خوب خوش  
 سپاہی سپاہی کی ہوں بولا ازار بند



ایک رات میرے ساتھ وہ عید مکر باز  
جب سو گئی تو میں نے بھی دھڑکائی  
آخر بڑی تلاش سے اس شوخ کا نظیر

لیٹے چھپا کے اپنا مھولا ازار بند  
پہلے تو چپکے چپکے مٹولا ازار بند  
جب آدھی رات گزری تو کھولا ازار بند

## غزل خاشاک

کاکل یار کی دیکھی جو میں تنویر سفید  
کالامتہ کو تے ہیں مجرم کا یہ رسم بلاد  
سادہ کاغذ عوض نامہ دیا قاصد نے  
دونوں رخسار و پنہ یکس نہیں تو بیک  
دل غ فرقت نہیں جاتا کسی صورت دے  
لاکھ تدبیر کی کچھ بس نہیں چلتا میرا  
کوئے جاناں کا تہس کیا مینے یا تنک  
سکے آواز مری ہوتا ہے بخود ایسا  
بوسہ لیتے تو لیا پھر جو میں تیوری ٹلی  
رنگ چہر کا مرے دیکھ کے فن ہوتا ہے  
آسمان پر یہ نمایاں نہیں سیارے ہیں

ہو گیا سکتا مجھے بن گئی تصویر سفید  
منہ کیا یار نے میرا دم تغیر سفید  
ہوئی شاید مری تقدیر سے تکریر سفید  
گرد و خورشید کی یہ کہنچی ہے تکریر سفید  
زنگی ہوتا نہیں ہرگز کسی تدبیر سفید  
کروں کسطح یار و خط تقدیر سفید  
کوچہ گردی سے ہوئی پاؤں کی برنجیر سفید  
جسطح ہوتا ہے کافروں کی بکیر سفید  
رنگ رومیرا ہوا باعث تفصیر سفید  
پیدا کی آہ نے شاید مرے تاثیر سفید  
دیکھو خاشاک کی میں نار شاہیر سفید

## غزل خان

آکے سجادہ نشین تیس ہوا میرے بعد  
کیا عجب قدیلے سے جو نکلے یہ صدا  
تیز رکھو سر ہر خار کو اسے دشت جنون  
وہ ہوا خواہ چمن ہوں کہ چمن میں صبح  
منہ پہ کچھ دھن گل و دینگے مرغان چمن  
اس لیے کرتا ہوں میں طاق کفن کو اپنے  
جیتے جی قدر بشر کی نہیں ہوتی پیکر

نرمی وشت میں خالی کوئی جا میرے بعد  
میرے محبوں تیرا کیا حال ہوا میرے بعد  
شاید آجادے کوئی آبلہ پاس میرے بعد  
پہلے میں جاتا ہوں اور باد صبا میرے بعد  
ہر روش خاک اور آئینگی صبا میرے بعد  
کوں کھولیں گے تیرے بند قبا میرے بعد  
یاد آو گی تجھے میری وفا میرے بعد

لاش کچھ کشتہ کا کل کی شکایت کو کہیں  
بہار و سحر کے کوئی مجھ سے بلا میرے بعد  
دیکھ کر سانس ہلانا ہے مرد و عورت  
کون سوچے گا تیری زلف و دوا کبیر بعد  
جا کے کہہ دے کوئی خان کے زبانی تیری  
رب نہیں آئی ہو بجز ارے کیا میرے بعد  
غزل فنیج السودا

دکھو

اشک کو کہ ہے ششاسانی لہر ہے بیرون  
صاحب درد کی ہے اشک کو نظر ہے بیرون  
دل کو بھر سنا نہ جدا دل سے کہ اپنے ظلم  
میں کیا ہے یہ بہت خون جگر ہے بیرون  
دامن ابر پر نہ ہے جو اشک ہے بیرون  
کے عاشق کے ہنودیدہ دشت ہے بیرون  
کون ایسا ہے جسے دست ہوا دل یابی  
بیشہ نوٹے تو کر لے آئی ہنر ہے بیرون



کہنیت کیوں ہے عبت ناز طبیب کے سوا  
درد کو دل کو نہیں درد جگر سے پیوند

غزل شمس

رتبہ کہتے ہیں تیرے ابرو کے خم دار بلند  
 کیا کہوں کہتے ہیں مضمون قدیر بلند  
 دیکھئے کس کو شرف ہو تیرے بالوں کا  
 گوش گل تک ہو نفس میں سے رسائی ہے  
 تیری درگاہ کی الدے رفت اسی دست  
 گوش عارف سے تو تو ہر اک قبر میں  
 سیکڑوں مصرحبت میں ہم کنگان سے  
 تخت بریڈیہ کے کر سیر جمین ہے محبوب  
 فہم و یار شب بحر میں جو یاد آیا  
 تشنہ زخم ہی دل دیکھئے کب کرتی ہے

طاق کعبہ سے ہیں طاق خوش اثار بلند  
سروش مشاد سے ہیں مصرعہ شعار بلند  
کہتے ہیں دست دعا کا فرد دیندار بلند  
تیری آواز ہوئے مرغ گرفتار بلند  
آستانے کسی گہر کی نہیں دیوار بلند  
نعرہ فاعتر و آیا اولے الالبصار بلند  
چاہئے اختر اقبال خریدار بلند  
پایہ رکھتا ہے تیرے حسن کا گلزار بلند  
شعلہ کی طرح ہوئے آہ شہر یار بلند  
پانی اپنا مری سر سے تیری دیوار بلند

غزل

لڑکے پھر آئے ڈر گئے شاید  
سب پریشان دلی میں شب گزری  
ہیں مکان سرا و جا خالی  
کچھ خبر ہوتی تو نہوتی خیر  
انکھیں آئینہ رو چہ پاتی ہیں  
گو ہوا انکھوں میں اب بہنیں آتا  
اب کہیں جنگلوں میں ملے بہنیں  
بیکلی بھی قفس میں ہے دشوار  
شور بازار سے نہیں اٹھتا

بگڑے تپے کچے سنور گئے شاید  
 ہال اسکی بکھر گئے شاید  
 یار سب کوچ کر گئے شاید  
 صوفی بخیر گئے شاید  
 دلوں میں مگر گئے شاید  
 زخم اب دیکھے پیر گئے شاید  
 حضرت خضر مر گئے شاید  
 کھام سے بال و پیر گئے شاید  
 رات کو تیر مر گئے شاید

غزل اش

فروغ نہر کا پیدار کرتے ہمارا چاند  
 بلال سامنے سے اسکی ہوا دس سارا چاند  
 تمام رات ہوتی لگی لٹکانا چاند  
 لودا تو وہاں سے تم جیتے اور سارا چاند  
 نقاب اولٹ کے رخ رشک ماہ و کھلا د  
 اندھیری رات میں ہے ایک ایک تارا چاند  
 وہ ماہ آج ہوا یا تو کل کیا غزہ  
 منشا عیش میں گذرا بھی نہ سارا چاند

**محبوبہ**

وہی ہے خوب جی جو بہ منظر  
 نگاہ شکر بین سوچ ہے ہر سیاہ چاند  
 ہلال بلب سے ہر چاند میں ہوا چاند  
 مسکاتی تری ابرو کا یا رخسار چاند  
 شراب کیلے کوئے رخ مہج کو چاند  
 شراب لاویگا خورشید کا تہہ چاند  
 حرارہ لاویگا حسین نہیں بہا چاند  
 فراق یا زین کوئی میں نہ گوارا چاند  
 جہانناں پہ گوارا چاند



مقابلہ جو رخ آتشین بار سے ہو  
تری غلامی کا دعویٰ پیار و سکوی  
زمانہ یار کا آیا گد رگیا یوسف  
ہمارے دلیں نہیں نقشِ روروشن  
ملا دیگا تیری پاؤں کے ستاروں کے  
رخ حبیب کے ممکن نہیں فروغِ آتش

یہ سب قرار ہوا درجائے تارا چاند  
جبیں کے داغ کو کہتا ہے شکار چاند  
طلوعِ نیر اعظم ہوا سدا راجا چاند  
پری کی بک ہے اس شیشہ میں اتارا چاند  
کبھی دہرے کر گیا نہ کیا گدارا چاند  
اگر وہ جس سے شعلہ ہے تو تارا چاند

### غزل سودا

لے آئے در پہ تیرے جو ستم کشان فریاد  
کیا ہے قد کو مر شاخِ ارغوان کا رشک  
میں دیکھتا ہوں جسے وہ آپ ہی نالان  
تم نے جو سے مت سمجھو کہ نالان ہوں  
نہ میری دلکی خموشی ہے موجبِ آرام  
قسم ہے گل کے تجھے عند لب سودا کی

ہونی کیسے نہ اوہیں سے را لگان فریاد  
تمہارے ہاتھ سے اسی چشمِ خون نشان فریاد  
تمہارے کچے کس پاس سے بتان فریاد  
یہ دوستوں کی ہے دور سے دشمنان فریاد  
کہہ ہو ہوا کری مرغِ نیمجان فریاد  
جو تو کیا نکرے ملے ہر زمان فریاد

### غزل سجاد

وارثِ تختِ نشینِ قلین ہو میرے بعد  
دشتِ کربت میں مرا حال سنا ہو فریاد  
خارِ حرا جنونِ پینک کی چن چن کھسبا  
اسلئے سرخ میں کہتا ہوں گریبانِ کفن  
یہ جی تنانہ تر ساد کرو گے پہریاد  
داوس کا کل زینا کی میرے سینے میں  
ماقِ ابرو میں پڑ ہو میرے جناز کی نماز  
اشکی دہلیز یہ سجاد کا کر لو مدفن

حسید کس سر کو کیا دام بلا میرے بعد  
تیشہ سرانے پہ مارا سو پہرا میرے بعد  
سا کوئی آتا نہوا بلکہ با میرے بعد  
یہ شہادت کی گواہی ہو پہلا میرے بعد  
گرچہ یاد آئی وفا میری تو کیا میرے بعد  
سانپ کا ٹیگا مرقد میں بھی میرے بعد  
سا کوئی دیر و حرم بھول بخا میرے بعد  
سا کوئی کہاؤے نہ ہو کر سے دغا میرے بعد

### غزل آتش

غزل کے لیے زستان میں جگہ لانا  
غزل کے سو دیا وہ گل کے کلیجہ  
پہا ہے حبیب سے دم سرت سے ہے بالا  
بیکو دنیا ہے از کی کی کی انداز  
بہشت پر ہے میں جاؤں سے میں تیرے دیوار  
عینے دینے نہیں کرو داغ سودا  
دیکھتی ہے گل رنگ و سبز مینا  
فراقِ یار میں ہے جو منے پہنکی

### غزل نیر

غزل نیر کی میں جاؤں طبعِ ایزد  
نہ کر سکے گا لڑائی سے سر دہریے  
کرو نکلا سوزِ درون سے جوانِ یار  
پہا کی دہلیز میں آتش کنا دریا

### غزل نظر



ہو کچھ آسپہن واں چاہئے گنڈا تعویذ	اور جو ہو عشق کا سایہ تو کرے کیا تعویذ
دل کو جس وقت یہ جن عشق کا لپٹا ہر تو	کیا کریں واں وہ جو کہتے ہیں پتیا تعویذ
ہر توجہ ہو شیں آویں تو کہیں سے پاویں	یار کے ہاتھ کے بازو کا گلے کا تعویذ
زور تعویذ کا چلتا تو عرب میں یارو	کیا کوئی ایک ہی محنوں کو نہ تیا تعویذ
کوہ کن کوہ کو کس واسطے کاٹا کرتا	دیتے غمخوار نہ کیا اسکے تیں لا تعویذ
آخر اسکی بھی گیا دل کا دھڑکنا اسروز	قبر کا تیشے نے جب اسکے تراشا تعویذ
سکو بھی کتنے ہی لوگوں نے دی اہ نظر	پر کسی کا کوئی کچھ کام نہ آیا تعویذ

### غزل سودا

دقت و ہر کا ہے پیش نظر ہر کا غنہ	لکھے اپنے کا نہیں علم ہے کیونکر کا غنہ
لکھ رکھا ہے نہ ملی گو تیری باں ظلم کی داد	دونگا حاکم کو ہنگامہ محشر کا غنہ
کہتے سے وصف بنا گوش کے تیرے لے بار	پاؤں سے ہر ملک میں اب قیمت گو ہر کا غنہ
اسکی میں رستی قد کی ثنا کہتے وقت	نہیں پایا کہ ہو محتاج یہ مسطر کا غنہ
نامے اس شوخ کو میں کر کے رقم ای یاد	اتنا رو یا ہوں کہ بجاؤے شناد کا غنہ
وہ تو مجھ میں طرح عود کے دی ہر تیش	جب اسے بھیجوں ہونیں کر کے معطر کا غنہ
بسکہ رنگینی معنی ہیں مرے دیوان کے	ہر ورق کا ہے گلستان کے برابر کا غنہ

### غزل ہشت

مرغوب طبع کیوں نہوا ایسی چشک لذت	چکھا تو حسن کا ہے تمھارے نمک لذت
اے حور اپنی سبب فن کا مزا پنو چھ	جنت کا میوہ مغر سے ہے پوست لذت
مستی میں بوسے اس سب بعلین کے یے	کیفیت شراب میں ہے یہ گزک لذت
کس کس طرح کے ذائقہ دل پذیر ہیں	کیا کیا طعام رکھتا ہے خوان فلک لذت
شیریں کلام کا بھی مزا ہوتا نہیں	شیر و شکر سے ہے یہ بلا شبہ شک لذت
شیرین وہ لب ہیا نکین جو خوب ہے	شکر نمک سے ہو تو شکر سے نمک لذت
بریاں ہو سوز غم اسی محنت کیا دل	آتش کباب کرتا ہے دخل نمک لذت

### غزل اش

کلمہ و آخون بی صاحب کوئی ایسا تعویذ  
کہ ہم سے نہ سے لگا اسکے گلے کا تعویذ  
چھ فوڈے اپنی شالی بیٹھے ہند مال  
نور از بنیس کہ اقول کا یہ ہلا تعویذ  
دل دہر ملک پرت سے عاشق کا بخا دی ہرگز  
گرچہ سولا کہ طرح لکھ سے سبجا تعویذ

### غزل ج

عشق ہوئے کو تو اجی مہر خاں کا فکا  
لکھناڑ سے میں بندھا مانے وہ نیا تعویذ  
کے بالوں سے منک جھکے ایسا تعویذ  
اب گلا جکبو ستانے یہ جگہ تعویذ  
خیر ان کی جو جا ہو تو بلا وود تعویذ  
اس کے بازو کا دھنسا رہو پیا تعویذ



قند و نبات و شہد و شکر ہیں کہاں لذیذ  
ہیں ہوز غم سے بسکہ یہ جلتی بزرگ شمع  
ساقی ہو میر باغ ہو اور گلغدار بھی  
ہو کیوں نہ موج شربت عیسے مری زبان  
ہر سوہ و مٹھائی کی لذت سے دل پھرے

شیریں لبونکی جیسے کہ ہو گلابیاں لذیذ  
کام ہمائیں میرے نہیں استخوان لذیذ  
مشراب میں اپنی تب ہوئی ارغوان لذیذ  
نام اسکا لیتی ہے ہوا میرا وہاں لذیذ  
پر ہے مدام بوسہ شیریں زباں لذیذ

### طرح غزل شاہ ظفر او خلد السہ فی الجنت

تیری پایب و سر کا جھوم زمین پہ گوہر فلک پہ اختر  
ہوئے ہیں جلوہ نما، چمک کر زمین پہ گوہر فلک پہ اختر  
و فور اشکوں کا ہے ہمارے نخلتے آہو نہیں میں شرارے  
نہ کیونکہ ہوں عرش پر سچا و زمین پہ گوہر فلک پہ اختر  
پھپھو لے پاؤں میں ہیں نمایاں تو سر پہ داغ جنوں فروزاں  
نہ کہیں دیوانے تیرے کیونکہ زمین پہ گوہر فلک پہ اختر  
وزاجبین عرق نشاں پہ تو اپنے افشان رکھا ہے جنک  
کہ تا نظر آویں ماہ و پیکر زمین پہ گوہر فلک پہ اختر  
نہ سبزہ گل نہ جوش شبنم نہ چکے جگنو ہوا پہ صرور  
نظر شب آتی تھی محکوم کیس زمین پہ گوہر فلک پہ اختر  
او ہر تو فوارے چھٹتے ہیں وہاں ادرہ ہیں اشجار پر چراغاں  
نئی ہے سیراک چمن کے اندر زمین پہ گوہر فلک پہ اختر  
زمین نہایت ہی تھی یہ مشکل ظفر ہے استاد پردہ کامل  
غرض دکھا ہی دیئے بنا کر زمین پہ گوہر فلک پہ اختر

### غزل درد

مہربانی اسقدر نامہربانی اسقدر

اسقدر تھا یا کرم یا ظلم رانی اسقدر

جان کو آنے دو لب بکثرت میں کب تک  
شہنی مجھے نہ کر اسے ناگہانی اسقدر  
کیا کہوں دل کا جو ہوئی ہے کہانی اسقدر  
کوئی بھی رابطہ ہوئی ہے نہیں صورت پذیر  
درد تو نہ رہا ہے نہ ہی اب پر دو دلی اسقدر  
غزل  
دلکھائے حسن کی اپنے جسے دیا رہا ہے  
یہ عشق ہو کہ پکارا کہے بہار بہار  
ظہور ہوا غنیمت ہے یوں اس قدر  
چمن کی جیسے ہو پروردہ کن رہا ہے  
ذوق یار مبدل وصال سے ہو دوس  
لگا لگاے دل سے خزاں کا یہ خار خار بہار  
چمن کی بہر میں مجھ مست کو دلائی ہو بار  
دلکھائے حسن کی اب خوشگوار بہار



شباب کی ترے آیار رنگ لکھی ہوئی	بلائی عالم شوب روزگار بہار
شگفتہ غنچہ سے اس گل کو آتی چو پیا	ترے خداترے صد تری نثار بہار
پیادہ پاہون پر کی تلاش میں پرتا	جنون کو کہتی ہے سر پر مر سوار بہار
نمود کی خط مشکین نے لالہ رخ پر	یہ داغ چھوڑ چلے اپنا یادگار بہار
کنارے جوی چین چو متی میں مست ترے	بط شراب کا کہلو آتی ہے شکار بہار
وہ رنگ بوبدن یار میں جو ہو کیا ہر	شگونی ایسے کہلا یا کرے ہزار بہار
کرم سے ابر کرم کے تیری فیض بھرا	ترا دیا ہوا کہتی ہے اعتبار بہار
تصور رخ رنگین میں بند کہتا ہوں	چار فصل میں آنکھوں سے ہو دو چار بہار
شگفتہ ہو کے نیم سحر سے غنچہ ہون گل	اوٹھائی پردہ دے نقاب دار بہار
نظارہ دیدہ بلب سے کیجئے اب کے	خدا جو چاہے تو آتش ہو ساز دار بہار

### غزل نظیر

ہرگز نہ پلا می مجھے تو آنکھ بد لکر	ساتی ترے کوچے سے نہ جاؤنگا سنبھل کر
میں کشتہ ابرو ہوں ترا امر کے قاتل	آئے ہوئے ماتہ میں کیوں تیغ محل کر
تمنے تو دل اپنے سے کیا قتل ہے مجھ کو	بٹھے ہو لبین باندہ کی باہر جو نکل کر
جب ہمے خفا ہو کے وہ چاہے شمع د	خاموش ہو رہا ہوں پروانہ جل کر
میں عاشق بیدل ہوں ترا میرے جانے	مت آنکھ چورامیے تو ایسا نہ نکل کر
کہتا ہے نظیر اسکو ذرا پیار سے سو جا	تب اوٹکے کھڑا ہوتا ہے وہ شوخ اوچل کر

### غزل میر تقی

دیکھو اسکو نہتے سب کے گم سے گم او کھڑ کر	ٹھہری ہے آری ہی دانتوں زمین بکڑ کر
کیا کیا نیاز طینت کے آواز پیشہ تجھ میں	مرے ہنچا کے وہ سی گوری رگڑا رگڑ کر
قد کش چمن کے اپنی خوبی کو پوچھ میں	پایا پہل سے آخر کیا سرنے اکڑ کر
وہ سر چڑھا ہی اتنا اپنی فروتنی سے	کہو یا میں نے اسکو بچنے پاؤں بڑ کر
پانی ثبات ہی ہے نام اور کیو لازم	شہر ہے نگین جو مٹی ہے گہر میں گڑ کر

دور میں دیکھ کر دیکھ کر دیکھ کر  
ادب میں دیکھ کر دیکھ کر دیکھ کر  
اب کیسے زینت رہا ہوں میں نے  
نیت العتب نے اپنا سب کیا دیکھ کر  
دیکھ کر نہ چھوٹے گم سے گم دیکھ کر  
بنتا ہے ایک لکڑیاں سو سو دیکھ کر  
اس شے سے لکڑیاں سو سو دیکھ کر  
ماون سی رکی دیکھ کر دیکھ کر  
دیکھ کر دیکھ کر دیکھ کر

### میر تقی

فاسان نگاری اپنی طالع کی کیا بین  
ایک بے زبان تک غنچوں سے بار بار  
انہی مزاج میں بھی ہے بیخند نہایت  
پہر مری کے اوٹکے بیٹے کے جو ہر

### غزل سورا

اوٹھ جائیں ہر روز زاری سے رگڑ کر  
ملنے ہیں تو آواز صاف کو چاہیے گڑ کر



پو چون چون بر تلو خدا کا ہر تراشا  
خود کردہ کا دران کہو کیا کروں یارو  
کہتا تہا یہ سودا دہ چاہیگا کہانستک  
مادان ہو سچو کہ محبت نہیں دہ شے

اگر نہیں لایا وہ میرے واسطے گھر کر  
دل دے لیا مجھے لڑ کر نہ جھگڑا کر  
جا بیٹھو نگار درواز پر با دسکی میں لڑ کر  
در پر سکی سیٹھے جکے لئے اڑا کر

## غزل ناسخ

جیتے جی جاؤں میں کیوں کر کوئی جان چوڑ کر  
چاہئے حشت میں جا چاک ہونا روٹکا  
جس جانان میں نظر آیا شمع بیاں مجھے  
کاوش غم دور ہو میرے دل ویرانے کیا  
روح لیلے کا عیش ہو تجھ کو عجبوں انتظار  
جس جانان کی قسمت میں ہے ہیشہ ہر دلا  
میں نے جب آنکھوں کی مضمون کا پڑا حشت میں  
حور ہے ساقی مرا کیونکر ہے مجھ پرے حرام  
ہو آہی صلی حنت میں ہی مجھ کو یار کا  
سام کو قابو میں لاکر چوڑ دیا جیل کے  
سہل گئی پھر ہیں رواج سنگ و حشت کے  
اعتبار اصلا نہیں کرے جہان زینگرین  
عابد کیونکر کرے نہیں ترک یہ نیا دہ ہے  
آج تو لپٹا ک پر مرتا ہے کل تو دیکھو  
موشنی کی سیر جب میں شب فرقت میں کہ  
دیکھ لو فرقت ہدیہ کی ہو جو برق ابر کے  
عیش تہائی ہوا مود کی کثرت سی حال  
مہو وطن میں خاک میرے گو ہر مضمون کی قدر

بلیں نالان کہان جاو گلستان چوڑ کر  
دہن قاتل کو یوں اپنا گریبان چوڑ کر  
سبزہ کیا دیکھوں خطر خسار جا چوڑ کر  
خارا تی ہیں کہیں صحر کا دامان چوڑ کر  
بوی گل کب دے کر تھی ہے گلستان چوڑ کر  
جاتی ہے اگر و ز آخر جسم کو جان چوڑ کر  
کوئی جانان کو چلے آہو بیابان چوڑ کر  
و غل کرنا ہے کیا باتیں تو ایمان چوڑ کر  
کب انسان ہو جاو فلی حور انسان چوڑ کر  
جانے مالوس ہو نہیں لفت جانان چوڑ کر  
چل جو میں جسم کیا قصدا یوان چوڑ کر  
اوٹھ گیا دنیا سی خاتم کو سلیمان چوڑ کر  
سیر کو آئی تھی آدم باغ رضوان چوڑ کر  
جائیکا نباش تیرے لاش عریان چوڑ کر  
شعلے آٹھے مجھے سرو چراغان چوڑ کر  
خندہ زن جاتا ہی ظالم مجھ کو گریبان چوڑ کر  
جھاؤں یار باب کہان شہر خوشان چوڑ کر  
سعل قیمت کو ہر پختا ہر خوشان چوڑ کر

## غزل نصیر

دست انداز نہ گلچین بونہ مرغان میں  
لیکھ پہلو میں بونہ شاخ گل آتش ملوار  
لہڑا سبب وصل کی اگر قتل بیتے تو دیکھ  
ہوئے ہر گریبان سگر سے ملو  
کیا ایسی عفت ک قابل یہ گھنٹا تہا آہ  
مغر سے قتل کو لای جو سفر سے ملوار

کوئی قاتل کو چلے حشت میں لایا  
جیتے جی جاؤں میں کیوں کر کوئی جان چوڑ کر  
چاہئے حشت میں جا چاک ہونا روٹکا  
جس جانان میں نظر آیا شمع بیاں مجھے  
کاوش غم دور ہو میرے دل ویرانے کیا  
روح لیلے کا عیش ہو تجھ کو عجبوں انتظار  
جس جانان کی قسمت میں ہے ہیشہ ہر دلا  
میں نے جب آنکھوں کی مضمون کا پڑا حشت میں  
حور ہے ساقی مرا کیونکر ہے مجھ پرے حرام  
ہو آہی صلی حنت میں ہی مجھ کو یار کا  
سام کو قابو میں لاکر چوڑ دیا جیل کے  
سہل گئی پھر ہیں رواج سنگ و حشت کے  
اعتبار اصلا نہیں کرے جہان زینگرین  
عابد کیونکر کرے نہیں ترک یہ نیا دہ ہے  
آج تو لپٹا ک پر مرتا ہے کل تو دیکھو  
موشنی کی سیر جب میں شب فرقت میں کہ  
دیکھ لو فرقت ہدیہ کی ہو جو برق ابر کے  
عیش تہائی ہوا مود کی کثرت سی حال  
مہو وطن میں خاک میرے گو ہر مضمون کی قدر



# غزل دوق

جب چلا وہ بھوکا بیل بوئیں غلط ہو کر  
کیا ہی چٹیا یا غصا میں قاتل کا داماں ہو کر  
کیونکہ کھانا نہ ملا اس کا دل میں پیکار ہو کر  
چھوڑ دو غصے کو چھوڑ کر گریبان ہو کر  
طفل اشک بیاگرا داماں در گان ہو کر  
جائے بیٹھے کو کہاں یہ لہو پڑاں ہو کر

# مثنوی

کام نہ تیرا تھا محنت ہی اسے اب  
وزیر جانے داغ و عیاں میرا داماں ہو کر  
جیکو مولدات اوٹھامے ختم تیغ عشق  
بباده مہم دان کو دیکھو نہ کوئی  
عید لکھو نہ کہ چور سے جبکہ کہلاوے نہ تو  
مچلیاں دست خنائی میں اسے جی سر دے  
سرمہری کے کسی کی آگے سے جی سر دے  
یاں سے ہٹ جاؤ ہو لے ابر باراں چور کر

لطف بن اسکے ہے کیا بادہ کشتی الیاتی  
قتل ہو نیکو نہ بانہ ہر اگر عشاق کمر  
دیکھتا کیا ہے کہ ہے معرکہ آرائی آج  
چاہتا ہوں کہ ہے ابرو نہ نیچے ہے  
استحالی ہوس ابتک ہی ہر اس ظالم کو  
دم چرائی کا گمان ہے یہ کہ کرتا ہے تیر  
نحت دل یہ نہیں تار شرہ برفل شک  
فتیس و فرما دکھاں میں سر با تھ عشق  
خار حراے جنوں خیرینے ہے بر بھی

لب ساغر کی نہیں کم یہ تر سے تلوار  
قطرہ خون کو سنگ تر تر سے تلوار  
برق چمکائے ہے انداز دگر سے تلوار  
موج ہر اشک کی تلوار پہ سے تلوار  
مرگیا تا بہ کمر کھا کے میں سر سے تلوار  
سیری تربت کی سد لوح حجر سے تلوار  
پانوں میں باندھے پھرتا ہے سر سے تلوار  
کاش لیں راہ عدم پار کے سر سے تلوار  
کمر کوہ میں ہے سبز تر سے تلوار

## غزل بادشاہ

بیل شیدا نے پوچھا گل سے یوں نہ بہتا  
کیا نازک سے گراں سر سے چشم یار کو  
مطرب مینا دسا تیغ و چنگ و بابا  
جو گل رخسار جانا کی نہ آئی انکو تاب  
گل نے کرچاک گریباں یوں کہ رور و زار  
تیرے مقدم کیلئے امی سیمبر گلزار میں  
تیغ ابرو دیکھ کر آئی ندا اسے بادشاہ

ای گل رعنا تری ہو من کو کیون پیش خا  
بار کا گل سے کمر کو نہ لکھ چکے بار بار  
سب مہیا میں نے تیرا فقط ہے انتظار  
چمپ رہی غنچہ گل غیر سے ہو کر شرمسار  
چشم گل کو نوک خرکانی جگہ ہے نوک خار  
گل گریباں چاک کر آیا نخل بے اختیار  
لافتے الاعلیٰ لاسیف الاف و انفقار

## غزل سودا

پھینکے جو کماندار مرا تیر ہوا پر  
مرقد پہ مروج نسیم آوے تو یوں جان  
مگر خانہ گردوں پہ نظر چشم فنا سے  
تو سن پہ تجھے دیکھ کہے معنی و بہاد  
سودا کی درود جو یارب نہ کہی خاک

سیمرغ بچے پھر نہ عصا فیر ہوا پر  
دیوانہ تہ خاک ہے زنجیر ہوا پر  
ہے شکل حباب اسکی ہی تعمیر ہوا پر  
الد نے کھینچی ہے یہ تصویر ہوا پر  
اس جرم کی تو کیچنو تغیر ہوا پر



دیکھئے کیا ہو کہ ہوا جان کچھ پڑے  
ایدل لہکے تیر کے ہمراہ سینے سے نکل  
کیونکہ رم کر جائیں ہوا ایسے وحشی سے  
سرخ پان کچھ لے زاہد جو دنداں پر سے  
پیش خمیہ یکے نکلا گرد بار دور دور  
اٹھ گیا وہ آج سب ہنسی کا سامان چوڑا کر  
گر خدا دیوے قناعت ماہ یکہ ہفتہ کی طرح  
ساغر دل بچپا آیا ہوں کہ موت مانتے  
پڑ غل لے ذوق کوئی گرم سے اب تو بجا

دل کو ایکافر تری زلف پریشاں چوڑا کر  
ورنہ پچھتاؤ گا تو یہ ساتھ نادان چوڑا کر  
شیر بھاگیں جسکے نالوں سے نیتان چوڑا کر  
اٹھ کھڑا ہوا تھ سے تسبیح مرجاں چوڑا کر  
ہے جو سر گرم سفر تن کو مریجاں چوڑا کر  
تم گئے تھے کل جسے بیمار ہجراں چوڑا کر  
دوڑے سار کو کہی آدھی نہ انسان چوڑا کر  
چوکتا ہے کیوں یہ جس دست گردان چوڑا کر  
جانب مضمون طراز تفتہ جانان چوڑا کر

## غل آتش

پڑ گئی آکھ جو ان چاند سے رخسار و پیر  
ابر و یار کا سر میں ہے جنہوں کے سودا  
روز و شب رہتے ہیں بلبل کی طرح نالاں  
باد کے جھونکے کے لگنے سے میں بے ہوتے  
موسم گل میں جو ہوتا ہے زیادہ سوا  
شور نالے کا مرے جب سے سنا ہوا آتش

لوہتی کبک نظر آن گئے اگلا رو پیر  
رقص وہ لوگ کیا کرتے ہیں تلوار و پیر  
لوہتی پھولنگی چھتری سے گنہگار و پیر  
ناز کی ختم ہے اُن پھول سے رخسار و پیر  
دوڑتے پھرتے ہیں ہم باغی دیوار و پیر  
قفل مرغان چمن رکھتے ہیں سفار و پیر

## غل مطلب

ماتا ہوں تمھاری میں ہر بار  
تم کو لازم ہے پکڑو گے میرا  
مجھ کو پیاری لگی تمھاری آج  
خوب کروایا اب تو مت کروا  
اک ذرا بھی تو مجھ کو کرنے دے  
حکم ہووے تو آج ماروں میں

آشنا نہیں شب بڑائی یار  
ہاتھ میں ہاتھ با محبت و پیار  
چال دہمی اے سرو خوش رفتار  
مجھ کو رسوا بوجہ و بازار  
یار من درد دل کی اب تکرار  
کھینچ کر سیٹ میں عکس کٹار

مرچ طلب کا خوش گھر  
نوعیوں رنجین لکھار

غل غیور  
نخسب جی شریں کچھ نیشہ زلیبا  
پچھتے ہیں مگر مصلحت بازار کیا ست  
میں اب نے ایک حقیق سنی

دلچسپ

ادن زلف کا غنم کے تیل دیکھا ہوا خواہ  
مرد لاش دھوا ناز مشک خشی  
اک رانی کے نام کی چیتا ہو غنم کی یاد  
دل جس سے گرفتار ہے اک رام جی پر  
کیوں سینہ دسر اپنا پس بچھڑے ہونوں  
وہ وعدہ شکن ہے مرے اب درخانی پر  
کیوں فتنہ کی نائنڈ گریباں نازوں چال  
گل لکھا جو ہاتھوں پہ وہ اس گلبدنی پر



شاہباش عبور آفرین صدمہ جاتا مگر  
کیا خوب غزل کہتے ہو اس کم سخن پر

## غزل خلیق

ہے حسن ترا مہر درخشان کے برابر  
دندان درو لب لعل بدخشان کے برابر  
کیا چاہئے عاشق کی تجھے قتل کو خنجر  
ابرو میں ترے خنجر بران کے برابر  
اوس دست خانی کی تصویر میں خلیق آ  
جی ڈوب چلا پنجہ مرجان کے برابر  
کشت پرچم غل کے اپنے جیتا چاہی  
نفع یان رکھی ہے سودا آبیا رشتہ

## غزل حسین

کس کی رنگ سون بکی آتی ہے بہار  
حسن کو اپنے عجب سحر سے دہتی ہے بہار  
چاندنی ہے سیر ہے اور بادہ گل رنگ ہے  
گر نہیں ساقی تو کس کا فر کو بیات ہے بہار  
ماہتابی کے فرین کا وہ مہتاب نے  
حیف اسکی بحر میں کیا مفت جا ہے بہار  
جہو متی جیکے چمکتے چمکتے چاند سے  
چاندنی کی رنگ میں کیا دل لہاتی ہے بہار  
واہ واہ تحسین بیٹا یہ صرغہ موزون ہوا  
جو وہ گل رویاں نہیں کس کو خوش آتی ہے بہار

## غزل نسا

جاسکتے تھے جیکے چہر کھٹ کے برابر  
خشب اوسے سلایا ہمیں کج و کج کے برابر  
اس ملکی پوشاک پسکی ہوئی چولی  
ہے بگڑی ادالا کہہ نباوٹ کی برابر  
اس موسم برسات میں کیوں گہر نہر میں ہم  
آنکھیں بھی برستی ہیں مہاوٹ کی برابر  
وہ پردہ اوٹھا گہر سے جو باہر نکلا یا  
غش کہا کی گرا پڑی وہ جو کھٹ کے برابر  
کب اسکو اشک تری میں نسا کے دعائیں  
تعوذ لٹکاتا ہے پڑا لٹ کے برابر

## غزل راقم

کس چہان تران کہیں ابرو دلبر چوڑ کر  
کسکی سودا کی سنن زلف مغرب چوڑ کر  
ہم چلے ملک عدم کو پائی قاتل کے تلے  
تن تڑپتا چوڑ کر اور لوٹتا چوڑ کر  
آج تم نے کر دیا اندھیر عالم میں سیا  
رو رشک مہر ہر زلف مغرب چوڑ کر  
رشتہ لفت ہی باہم ہو جدا ممکن نہیں  
تیغ سر کو چوڑ کر اور تیغ کو سر چوڑ کر

خانہ اصلی سے نزدیکی اور  
کیسے کیسے نہ تو ان دنیا کی بات  
زیر کیا کر سکتے ہیں گلابان  
کس کو راقم پائی بہا کی سے گلابان  
اوس پری پری کی تیغ ناز پر دروڑ  
غزل نسا

مہر

ایک عجیب کی اسکی زلف و تاج  
کنجست کیا ہے نہ کالی بلکوب  
غش جو پردہ گل کو صبا کو  
لیکن اسکی عقدہ بند قبا کو  
میں فنزین جو ادب کی راقم  
بولی کہ چلے میرے چہرے کو  
یا وے میرے زمری استنا کو



اے ہنشینِ پیچ موسمِ ہولی ہے اندون  
لیکن تو اور سانگ نہ لاسر پہ اپنے ایک  
شورِ نیرنگانِ عشق سے باتو نہیں ہنت اولجہ  
چمکانہ میرے سامنی ہے مہر آئینہ  
اک بواہوئے انکے جو آنا سے کچھ کہا  
برقعِ اولٹ کی منہ سی ہ کہنے لگی کہنے  
دیکھے ہی ہے کسیکو دوا تا تو کچھ نہیں  
لیجا کے چپکے چپکے دھالے کے نیچے ماتہ  
اشا جو ہونی ہو سو سہول کہو ہے یوں

منطور ہے جو سیر تو اس شاد کو چھیڑ  
نیلا قضا بہ باندیکے انکد کو چھیڑ  
اسی ہے ادب پری گردہ خدا کو چھیڑ  
کہتا ہوں بات مان اہل صفا کو چھیڑ  
ستے میں ہے تو سن حص ہوا کو چھیڑ  
بہینا کو اپنی چھیڑ اور اپنی بوا کو چھیڑ  
بیٹا کسی جوان سے ساز وفا کو چھیڑ  
فاخر گرو کی جھکی لے نگشت پا کو چھیڑ  
تا چند ضبط آج تو اوس لربا کو چھیڑ

### غزل سودا

ہے دیکھ نخل وادائیں ہر ایک جھاڑ  
تیری نگہ نے تیری لون کو اولت دیا  
کتنا شگفتہ روی کہ مانند آرسی  
منعم نہ منبائی عمارت کے فکر میں  
بدتر ہے می کے پیسے سی رشوت کلا لکی  
تہا نہ شمع روئے نہ سودا کی خاک سپر

روڑا ہے کونسا جو نہیں طور کا پیار  
مترگانِ ترنی دی میں صفوں کی صفیں بچھاڑ  
چہاتی کے جسکے سامنے کہلجاتی ہیں کو اڑ  
یہ سب حویلیاں تہیں جہانک ہے اجاڑ  
کچھ محنت سے دختر زر کے ٹکھائی پیار  
گل بھی تو لوٹتے ہیں گریبا نکو پیار پیار

### غزل رنگین

کروں میں کہاننگ مدارات روز  
مرا تیرا چرچا ہے سب شہر میں  
کہا ننگ سنون کان تو اوڑ گئے  
گئے ہیں مرے گہر میں سب تجھ کو تار  
مجھے گہر کے لوگوں کا ڈر ہے کمال  
ماس باجی فی حب میر بڑائی پشوار

تہیں چاہی جی دی بات روز  
بہلا آون کیونکر میں ہرات روز  
ترے سنتے سنتے حکایات روز  
کیا کر نہ رنگین اشارات روز  
کروں کسطح میں ملاقات روز  
لیجئے تب پیر سے وہ مگڑی اورانی پشوار

ہر سہرا و جلے فی اک ن کے قصہ بانڈا  
اوس سہندی نے وہ دانی جو دہائی پشوار  
کرتی جالی کی مجھے سیانی ہے بلکی بلکی  
کیونکر واسطے باجی نے سلامی پشوار  
تو دوا ایک ہے اندر سے اور حرفت باز  
قادر ہے مانگی تھی تو دور کے لائی پشوار  
بوجہ سے اوسکے مگر جلیبی ہے پشوری مرے  
کیونکر مجھے میرے انا یہ نہائی پشوار

بہارِ بکری

غزل مشق

کچھ نہائی میں پہا جت اغیار عزیز  
جیسے بیمار کو بر پیز ہو ناچار عزیز  
ایسا عریان کا یون دیکھو توں ایلاطف  
جس طرح شمع کو بوجہ دسار عزیز



دل سے تاحشر اس کی نگہ کا نہ گیا  
اپنے عاشق سے کلفت نہیں اتنا لازم  
عشق سے میں بجا کہاؤں قسم ہے عشق  
جان کو تھا تیر مرزہ سو فار عزیز  
تجھے تو جان ہی مج کو نہیں یا عزیز  
ترک الفت کو نہ سمجھے کوئی دشوار عزیز

### غزل سودا

بال و پرنے نبالی تھی نمودار منور  
ہونگے پامال نہ کر حکور ہا اے صیاد  
رخم شمشیر ستمگر نے کیا اپنا کام  
حق تعالیٰ اسی جیتا رکھی اس نیامین  
قیس و فریاد کے ماتم میں تو جگ میں تک  
تیری دور سی عجیب حال ہو اس دعا کا  
تب سے ہم کچھ قفس میں ہیں قفا منور  
عشق پر دوار نہیں تاسر دیوار منور  
یار و تم ڈھونڈتے ہو مرہم رنگار منور  
اس قیامت تک نہیں ہو تو خیر وار منور  
دشت مر خاک بسر و تے میں کہار منور  
میں تو دیکھا نہیں ایسا کوئی تیار منور

### غزل یقین

خوش نہیں آتا ہے بن مجنوں میں صبح منور  
ابتلا کرتا ہے تیشہ کام میں تھکرے خل  
موت کا لے پر ہی سستی حسن کی اتری نہیں  
باوجود اسکے کہ ہے زخمی مار خونیں غرق  
ہے یقین کا عشق میں ہر موزان احتیاج  
ان غزالوں سے ہمارا جی نہیں لگتا منور  
مانتا ہے کو کہن کے نقش کو خارا منور  
بہر رہا ہے می سے یہ عشق کی مینا منور  
آب خیر کو ترستا ہے جگر سیرا منور  
اس پہ کم ہوتی نہیں اسکی یہ تعفا منور

### غزل اسد اللہ

نہ گل نغمہ ہوں نہ پردہ ساز  
تو اور آراش حسم کا کل  
لافت تمکین فریبادہ دے  
ہوں گرفت رافت صیاد  
وہ بھی دن ہو کہ اس ستمگر سے  
اے ترا غمزہ یک قلم انگینہ  
میں ہوں اپنی شکست کی آواز  
میں اور اندیشہاے دور و راز  
ہم ہیں اور زار ہائے سپنہ گزار  
ورنہ باقی ہے طاقت پرواز  
ناز کھینچوں بجائے حسرت و ناز  
اے ترا ظلم سرسبز انداز

اسد اللہ خاں ملت مہاروا  
اسے دروغا وہ رند نہ ہر باز

### غزل انیس

اپنی آنکھوں کی بھڑکیاں  
نیچ سے جتا ہو سانس میں لپکتی ہیں  
اشک کا قطرہ تو نگاہوں میں  
کیا جب گرا تو اسے ایسا ہو اسٹل

### غزل غائب

عشق میں مجھ نہیں بابے کسی عنوان  
غیت دعا و دعا و شمع و عار و سراج  
کیوں نہ ہو سبز زناش عشق و سیرج  
سبز و خیز سانی سبز و سیرج

### غزل غائب

کب رہا ہے اب ہیں عورت و شکر کا امتیاز  
دیکھ جا تار یا کچھو نظر کا امتیاز



اُسکا کو چہ چوڑ کر کے جاوے ہر گلشن کی طرت  
ناز کی جس نے رگ گل کی ندیکھی ہو کہی  
ہے یہ سودائے محبت ہر کہ یاں بس نالگو  
جست است اغیار کی پہلو میں ٹھہری یار  
اہل مہمت پوچھتے ہیں خاک جب اکیر کو  
آگے اپنے یاں کی غالب ہیں معیوب میں

ہو گیا معلوم بس بادِ سحر کا امتیاز  
ہو میاں کیونکر اوسے تیری کمر کا امتیاز  
کچھ نہیں رہتا میان نفع ضرر کا امتیاز  
تب ہمارا رہ گیا پرواں کدھر کا امتیاز  
انکو کب ہوتا ہے صرف سیم و زر کا امتیاز  
ورنہ ہے کسکے اسی عیب ہر کا امتیاز

### غزل میر

ہوتا نہیں ہے بابا جابت کا دا ہنوز  
دورات کینچتا ہے قیامت کا اور میں  
خط گاڑ لاکے تلو منڈا ہی چلے دلی  
غنجے چمن چمن کھلے اس باغ و ہر میں  
احوال نامہ بر سے مرا سنکے کہہ اوٹھا  
غنجے پنوچھے دل ہے کسی مجھے زار کا  
توڑا تھا کس کا شیشہ دل تو نے بگول  
چلو میں اُٹکی میرا ہو تھا سو پی چکا  
بے بال و پر میر ہوں کنج قفس میں

بسل پڑی ہے خج پہ میری دعا ہنوز  
پہر تا ہوں منہ پہ خاک ملے جا بجا ہنوز  
ہوتی نہیں تمھاری ہمارے صفا ہنوز  
دل ہے مرا ہی جو نہیں ہوتا ہنوز  
جیتا ہے وہ ستمزدہ ہجور کیا ہنوز  
کہلتا نہیں جو سچی سے تیری صبا ہنوز  
ہے دل خراش کو چریں تیری صدا ہنوز  
اوڑتا نہیں ہے طائر رنگ خنہ ہنوز  
جاتے نہیں سر سے چمن کی ہوا ہنوز

### غزل انشا

بھنس گئی عندلیب ہو بیکس  
فتیس یلے سے مل گیا شاید  
شب جو میں اُن سے راہ میں لپٹا  
ہاتھ پائی ہوئی کچھ ایسی بس  
لگے کہنے کہ میرے دامن کو  
سفت جل جائیگا پرے ہی ہر ک

وائے تنہائی اور کنج قفس  
نہیں آتی ہے آج بانگ جرس  
خوفِ حاکم رہا نہ بیمِ عس  
انکی اذیت کی چڑھ گئی جھٹلس  
نہیں اب تک کیا کونے بس  
ارے میں آگ ہوئی تو ہے خس

بہت ہے کچھ کہ چوڑنا ہے نہیں  
بہت ہے کچھ کہ چوڑنا ہے نہیں  
بہت ہے کچھ کہ چوڑنا ہے نہیں  
بہت ہے کچھ کہ چوڑنا ہے نہیں  
بہت ہے کچھ کہ چوڑنا ہے نہیں  
بہت ہے کچھ کہ چوڑنا ہے نہیں  
بہت ہے کچھ کہ چوڑنا ہے نہیں  
بہت ہے کچھ کہ چوڑنا ہے نہیں  
بہت ہے کچھ کہ چوڑنا ہے نہیں  
بہت ہے کچھ کہ چوڑنا ہے نہیں

غزل شوق

کوئی کہتا ہے

پیشانی چھوٹا تھا جو اس اہل کے پاس  
وہ ہمیشہ رہتا ہے بالائیکہ سر کے پاس  
دوری سے دیکھ کے دریاں خفا ہونے لگا  
کافوں میں ہوئی غمِ جہم تھا در کے پاس  
کیا ہی روئی دشت سے تھا در کے پاس  
اور ہی غمور بیم بار ہو جانے میں دست  
میکے میں شیشہ جب آجاتا ہے سہانے چاند



نہ ایک دن تفریق ہی ایک میری رہنمائی کی  
بہشتیاری رہا میں جس سے مائت نام سو سو کو  
غضب سے حالی اپنے نہیں واقف زدہ ایک  
شہید جس کے خاطر سے ہو بدنام سو سو کو  
غزل حاجی  
مختار

تم خضایو بیسے تو زمین ہی علی پدا القیاس  
ایلی خوبی دی میرے علی پدا القیاس

کون تو میرا تیرا کون جو ہم کرتے ہو  
 کچھ کر دین ہی باب ہو چلی علی نذا القیام  
 کوئی امید وفا پرست لگا واس کس دل  
 ہو گئی اک محبے نادانی علی نذا القیام  
 بیٹھے ہیں جسطح نزدیک تیری آنکھیں  
 ہلو گلا میرا پس ہی کوئی علی نذا القیام



کیجئے بدنام محکو خوب لیکن میری سات  
 پہنچتے کیا ہو کہ اس جانے دلو جھڑ  
 ہو گئے صاحب کی یہی سوئے علی ہذا القیاس  
 کہو یا تھا جان ہی کہوئی علی ہذا القیاس

## غزل غزل شاہ طغرل سد ملکہ

جو کہ سینے میں داغ دل سوزا نکلی طیش  
 خاک پر میرے خس و خوار نہ کیونکر جل جائیں  
 ہنسنے گواں کہو سے روز کے یہاں دریا  
 نبض پر کہتی ہی نگشت پیولا پڑ جائے  
 نہایت معلوم یہ کیا عشق نے بھر کائی اگ  
 لکھہ بہ تبدیل ردیف او غزل گرم طغر  
 وہ نہو شکر کے دن مہر و خشاں کی طیش  
 اب تلک لیں ہے سوز غم نہاں کی طیش  
 نہ بچے نہ بچے مان غم جاناں کی طیش  
 اے طیبہ وہ بلا ہے غم سحر انکی طیش  
 پہونک دیشی ہے مجھے میرے دل جانکی طیش  
 جسکو ہونکے زیادہ دل یار انکی طیش

## غزل میر

اسکا خیال آوے ہے عیار کی روش  
 کیا چال ہیگی زہر بھری روگاری  
 وہ وقت خیز گرم تو مدت سے ہو چکی  
 جاتے ہیں نگاہ بولے گل و آب جو چلے  
 مالک ہوا ہے سر و گلستان پہ دلہرا  
 زندان میں جہان کی بہت خیر چال  
 یوں سہر بکھیرے عشق میں پھر نہیں پڑا  
 کچھ اسکی ہنسنے پانی نرفتار کی روش  
 سب اس گزند کی ہے سیدار کی روش  
 رہتے ہیں اب گری بڑی بجا کی روش  
 انی نہ خوش ہیں تو یہ گلزار کی روش  
 کچھ اگنی ہے آہن قدیار کی روش  
 کرتے ہیں ہم معاش گنہگار کی روش  
 اظہار یہی کرین تو میں اظہار کی روش

## غزل شاہ طغر

ساقی نہ کہا بزم میں تو جام کی گردش  
 پہرتی ہے میری خاک بگولی میں ہمیشہ  
 اک شربت مرے پاس وہ آیا نہ تابان  
 آنکہ ہونکی تصویر میں تیر صاف ہے لکھا  
 می چہر ہی ساقی کی طغر ٹوٹ گیا جام  
 یاد آتی ہے چشم بت خود کام کی گردش  
 اب تک ہی مر سنا تہہ ہے ایام کی گردش  
 گرد و نمنے کی ایک مر کام کی گردش  
 خامے نکی جیے مرقام کی گردش  
 قسمت ہی میں تہی زند اشام کی گردش

## غزل سواد

دین شکر و برکت نے کیا یار فراموش  
 یہ بچہ فراموش وہ زنا فراموش  
 دیکھا جو حرم کو نہیں وہ دیکھی و سبت  
 اس کے کھنکھارے گویا معمار فراموش  
 جھوٹے زمرے دے مارے فراموش  
 مارے بیکرے مرغ گزشتار فراموش

## غزل بیکر

دل نہ کی آہ ہوس سیم جہن کی  
 اور پھر کیا رخ دیوار فراموش  
 یہاں لکھ ہے کہ منہ کو تیار فراموش  
 دہر نہ نہ عاشق سے ہو بیکار فراموش  
 بلو لا بلو دن یوں ایک ایک فراموش  
 تجھ کو نہ کیا دل سے من زہار فراموش  
 دل دردے کسطح مرا خالی ہو فراموش  
 وہ ناشتہ احسن میں گفتار فراموش



## غزل سوز

کسی صحبت میں تو ہوا اوباش	آفریں میرے من چلے شاباش
میں اگر جانتا کہ بانگاہے	دل نہ دیتا تجھے میں پہلے کاش
کوئی منصف نہیں کہوں ستر	کیونکہ گزریگی اس میری معاش
ناخن پا نظر پڑا تھا کہیں	ابنک سیر دل میں وہ خراش
حسب و دیکھا سوچو وہ رشک پر ہی	سوز تو دیکھ صنعت نقاش

## غزل انشا

کیوں ساقیانہ لعل ہو اپنا یہ رنگ فرشتہ	شیشے شرب سُرخ کے ہیں جامی رنگ فرشتہ
جوں آئینہ ہو اسکی جہاں چاندنی	واں عرشینوں کی بالون کا ہے سایہ لنگ فرشتہ
تسے پلنگے در پہچایا تو کیا ہوا	تم جانتے ہو مجھ کو کہ میں ں پلنگے فرشتہ
شیخ دراز قد نے جو مجلس میں دہرے	پھبتی ہی سبھوں نے کہ میں ہو کلنگ فرشتہ
ٹک فرہی کو شیخ کے دیکھو کہ ہے زیاد	دریا کی چھ نہنگ سے ہی یہ نہنگ فرشتہ
جو مجھ میں اور نہیں ہما چو کڑی نجی	خراش بولے زور ہوئی یہ تو جنگ فرشتہ
دہنیا پڑا جو پاؤں سند پہ بولے آپ	کیا سخت بے لحاظ ہو ہے ہے پتنگ فرشتہ

## غزل یقین

رات من خواب کو ہر دہکا مفتوح کا لاش	روز شب بیلا کو تھا در پیش مخمور کا تلاش
اشک نگیسے گلے کو تو نے مشہد کردیا	مرگئے ہیں یکہراس چشم پر خون کا تلاش
حسب جسے ڈھونڈتی ہیں لوگ خاطر شادی	اسطرح ہوتا ہے انیونی کو افیون کا تلاش
حبیب میری لگ ہی ہے سناور و گلی	اسطرح رہتا ہی مجھ کو جان مخرون کا تلاش
شاعری ہی لفظ و معنی سے بیکار یقین	کون سمجھے یہاں تو ہوا ہمام مخمور کا تلاش

## غزل ناسخ

کیا شراب محبت نے دیکھے خم میں ش	عجب نہیں جو قیامتیک ہموں نہ ہوش
صنم کے حسن کی خوشید کی خبار سے	ہوا ہے چاند نقاب عجب میں روپوش

نہیں علاج بجز فرہم نوازش و لطافت  
جھانکے زخم سے کرتا ہے دل فغان و زور  
نہو و صورتیاست کے شور سے بیدار  
جو کوئی خیال میں اس چشم کے ہوا می لونی  
تری دوبارہ ہوسر کو دیکھ جیران ہو  
سنا نہیں ہوں کہیں وہاں دوش بدو  
فرودہ دل ہوں رہنے کی سر دہری سے  
عجب نہیں آگراں شمع ہوں غلوں

شعبہ

کند و غفلت سے آزاد ہے مثال سے  
بہر اس کی لاف کی زنا کا ہے حلقہ بستی

غزل ناسخ

مفتوحہ نہنگ سے سر و گل اندام قیاس  
کر یا ہے لورے سر و دل کو ہے آرام قیاس  
میرے دل کے غم کو بھونک کر کیا  
میرے دل کے غم کو بھونک کر کیا



مرغ خوشخوان چمن کا ہون کہ جسکے سخن میں  
لگتی ہیں مینا گردن ہزاروں ٹھوکر  
چکلیا ہونچال تیرقص سے محفل میں  
ہو گیا پیر میں عیش نیا جوئے سے دو چند  
خالین صوفی اگر ناچی ہے خامی کے دلیل  
دور دامن ہو گیا ہے مجھ کو مثل سیا  
مگر عوض ناقوس کے جا کر میں اگلا کروں  
تو ہے وہ صیاد اور ظالم کہ تجھ کو دیکھ کر  
جلی وہی مرد ہزاروں سنگی گنگوڑی  
ناچنے گانی کا کیا رتبہ ہے اسکی سامنے

آسمان سا کرتا ہے صبح و شام قصر  
کرتی ہیں سی ہین جبرندان کے شام قصر  
سب لگے کرنے درو دیوار شفق بام قصر  
تا تیر میں عیش کرتا ہے جومی کا جام قصر  
کرتے ہیں گلشن پہ جیسے اہنای خام قصر  
پیتا ہی دل کو تیرا آب گلغام قصر  
بتکد میں ہر طرف کرتی پیریں ام قصر  
کرتے ہیں بد نظمی کی اسیر ام قصر  
واسطے زرد و نیلا موت کا پیغام قصر  
ہر سخن سے کا ہے ناسخ عناصر کا قصر

### غزل سودا

آرام پیر کیا ہے جو ہو لیکن جاہل  
ممکن نہیں ہے یہ کہ ہرے کا سہ طبع  
انسان ہنوز ذلیل زمانہ کی تاتہ سے  
نادان سلاش طرہ زر کے تو باز آ  
اپنے سوا کسی کو نہ پایا حریص میں  
سودا بسر ہو خوبی سے اوقات طرح

آسودہ زیر چرخ نہیں شنایا  
دین کرو کر جو پیر اوگدا کر  
ذلت کسی کو کوئی نیکو سو کر  
جون شمع یہ نہ ہو کہ ترا سیر کٹایا  
کے قطع روزگار نے مجھ پر قباہی  
پیر در میان نہ ہو کہ بشر طیکہ پا کر

### غزل میر تقی

شاعری شیوہ ہے شعار اخلاص  
اب کہاں وہ موت قبلے  
صورت اخلاص کے پڑی برسوں

دین مذہب مرا ہے پیار اخلاص  
ہو کے ظاہر میں دین ہزار خلاص  
میر کہتا نہیں ہے یار اخلاص

### غزل رنگ

مرتبہ حق نے کیا خاصا لخاص

تم سے کہتا ہے دل مرا اخلاص

غزل کی بومرے داغ نہیں  
افت دل عجب ہے خاصا لخاص  
حال تقلید طالب زب  
آپ آنا تھا ہو وہ خاص  
مصحف میں غزل ہو گا عجب  
بہ تیرا یا سخن کا ہو عواص

### غزل کفر

بن پند دے ہوں تیرا خلص  
عزب باطن سے با صفا خلص  
دل کو زرق بن گیا ہے بیابی  
عرض سب سے کرے وہ کیا خلص  
منظر آس دید کے بن سب  
برقع منہ سے کہیں اوٹا خلص



بس کا غبار راہ لباس شہنشی  
سلطان بخود کو عمل سے کیا مرفی  
جام سے الست سے بخود ہون کا ہوا  
دور شربا بیشہ پہل سے کیا مرفی

غزل مہین

کب سنی زبیر غمہ بزم ہوا بانی غم  
پوچھی تھی کان تک اس نعل شانی غم

مہینہ

گر حایل زبیر است کرین تو تار ہون غم  
شمع کی غمہ بزم ہوا بانی غم  
شیشہ مجیدل سانپا اور ترانہ غم  
ساقی ہزاران سال سنجانی کی غم  
کرت ساقی ہزاران سال سنجانی کی غم  
فضل جانی ہے یقین اور باغبان کی غم  
کوئی کرتا نہیں ہے باغبان جانی کی غم

غزل شا

بے سبب رہتے ہو خفا ہے  
شکر حق اب کنورہ ہوا یا

آپ کا میں ہوں بے ریا مخلص  
حسن عا میں ہمیشہ تھا مخلص

### غزل شا

نہ ہے نام فیضان مبداء فیاض  
مدام ماصیہ ساہن حضور میں جسکی  
بدیع فطرت و خیاط علیہ تنویر  
حکیم حاکم و حکام و ہر جس سے ہیں  
ریاضی اور طبعی سے حاصل یہ ہے  
کہ تیری ذات کو مخلوق نے سوا کیا  
خفا اب اسنی تصدق سے اپنی محکو  
وگرد و کیہ کے نشانی نہیں ہوتا تھا

نمود جس سے ہوئی جنب ہر اعراض  
سوا چشم شب و گردن سحر کی بیاض  
ہو چکے ماتہ گریبان صجلی مقرر  
ہمیشہ خلق جہا نگو ہزار نا اعراض  
الہیات سے ناہم کو ہوا اعراض  
سیاست بدنی سیکہ جادین تا مرثاض  
ہزار شکر کہ سب فہم ہو گئی امراض  
غریق بحر تحریح سے سانباض

### غزل سودا

چشم بیا ہو تو لیکر گل سے ہوا خافض  
فیض ہے وابستہ تار عقیدت ورنہ یار  
بخشی ہے یون تقویت دل کو و شام یار  
مہر ہے جون میں کو پہنچی ہے ضیا جو خور  
جی بھی دون بہتوں سے تو غنیت جانو  
ہر کصاف آئینہ دل میں تو دیکھ آہ کو  
توئی وہ سودا زبان ریختہ ایجاد کی

بخشے یار و نگو ہر صورت جہاں یار فیض  
نفع نے تسبیح میں ہے اور نہ کچھ زنا فیض  
جون دوا تلخ سے یاد کوئی بیمار فیض  
میر سنگمہ ہو تو پہنچا و کتر خسار فیض  
کسکو گنج اپنے سے پہنچا و ہے یار بار فیض  
بخشے گاے یار تیرا ہی تجھی دیدار فیض  
بڑھ کی اک عالم اوٹھا تا ہی تری شعار فیض

### غزل سراج

مائل ہوں گلبدن مجھے اس گل ہو کیا غرض  
خونی دلونکی قتل کو سید ہی نگاہ بر  
رسوا جہاں ہے مجھے فکر کچھ نہیں

کامل میں اس کے بند ہوں سنبل کی غرض  
اس تیغ کو فسان تغافل سے کیا غرض  
دیوانہ جنو مکو مائل سے کیا غرض



کیا دخل تیرے غم میں رہتی رہتی میں غلط  
دو چار دن جو مجھے بنوئی تو کیا ہوا  
میں اور ترک عشق بہلا کچھ ہی ربط ہے  
تصمیم عزم کعبہ نہ تو یہ ہے زاید  
ایمیر حاج چپ ہو خدا کا بہی نام لے  
آوارہ دشت شوقی میں مانند گرد باد  
انسا سے اب خیال یہ فشا راز کا

حاشا غلط غلط غلط غلط غلط  
یہ چاہیے ہمیشہ نہیں یہ کہاں غلط  
ایمیر بان غلط غلط القدر دان غلط  
گوئی ہے کی ہے ہورہ کوئی تباہ غلط  
مجھے ہو ترک صحبت پیر معان غلط  
بہشکا پیردن ہون کر کے رہکار دان غلط  
ہے وہ جو کچھ کہ آپکی خاطر شان غلط

### غزل میر تقی

جسکو ہوا ہے اس صنم پر فاسی ربط  
گل ہو برگ برگ ہو اور ہوا ہو  
زہار شبت پاسے نہیں اڑھتی سبکی ٹکیر  
شاید اسی کے ماتھ میں دن امن ہو بار کا  
کرتی ہی آدمی کو دے صحبت فقیر

اسکو خدا ہی ہو تو کچھ خدا سے ربط  
کہتے ہیں اس جھپکی جو غنچہ ہو ربط  
اس چشم شرمین کو بہت ہو جھنکار ربط  
ہو جس ستم رسیدہ کو دست دعا ربط  
اچھا نہیں ہے میر سے بے تگداس ربط

### غزل سودا

تو جو ہو پاس تو ہے صبح پر شام نشاط  
فضل حق جسکی طرف ہو تو اسی بخش ہے  
دل جنبہ نکا ہے اسیری کے فریے گاہ  
عکس تاروں کے نگہ کا نہ پڑی جام کونج  
دیکھتے ہو ہے تجھے قمری و بلبل شان  
شیشہ ہی زیر نعل آئینہ دل سودا

دیکھنا تجھ کو ہے جان دل رام نشاط  
دور ساغر کی طرح گردش ایاں نشاط  
ہے قفس سحر او نہیں عیش و نہ دام نشاط  
ہو سکے نشہ مے سی نہ سمر انجام نشاط  
تو ہی ہن بان میں ہے سر و گل ہدام نشاط  
میں سے ہم کو نہیں ہے ساقی گلخام نشاط

### غزل سوز

بھر کر دے لگا دلو تباہ کا اختلاط  
اب کوئی دم میں مچاویگی خزان میں

سچ تو ہے ان پر فانی کسی ہا کا اختلاط  
عندلیبو چوڑو دم گلستان کا اختلاط

غزل خواجہ

غزل خواجہ

ہاں کوئی دوستی دین کا کوئی جادو  
پوچھو جو کار گلستان کے شہزاد کا اختلاط  
خاک سے جسے بنایا حضرت بنامو  
نفیس اگر چاہیے تو کر اس بانغ بان کا اختلاط  
سوز سے مست دل لگاؤ شفق و تجلیاؤ  
ہاں شہزادان ہے عزیز و مہربان کا اختلاط

میں نے اپنے تہا اس پر وفا نہ  
میں نے دیکھی تو کیا لایا بجا شہزاد  
بہلا اب بچہ سے کیا بازی لگاؤں  
دیا میں مار پیسا دل لگاؤں  
غرض ہے فانی کو تار بیاں  
آر بیاں نہیں جاننا زلف دل  
تمنا یہ دیکھاؤں بی بی ہوا نہ



لگا کہنے یہ باتیں غیر سے کر  
رضا اُس کے رضا پر رہ تو راضی

کرے ہے تجسے جامیرے بلا شرط  
کہ راہ عاشقی میں ہے ضابطہ شرط

غزل سودا

رہے وہ معنے قرآن کہے جو تو دعا  
بتوں کی حسن پرستی سے کیا ظلم و ستم  
ثبوت حق کی کیری سبھونہ ہے لیکن  
دشمن ہونین نگیرین مدد داریا  
سخن ہے وہ کہ موثر یہ نو لکھنا ہونا  
کہا تو مان لے سودا کا تو بہ کر اس سے

چہ دہن کے تین نیچے کر فودا عطا  
 خلائی دست کہا ہے رخ نکو و عطا  
 تری تو نفی کرم پرچہ گفتگو و عطا  
 تبرکات میں ازل ہر ایک مودا عطا  
 یہ بچ گوئی ہے جس سے تجکو خود و عطا  
 رب دہن کے تین کر کے شست و عطا

غزل میر تقی

لطفت جوانی کے ساتھ کئے پیری کے کیا ہے کیا محفوظ  
کیونکہ جبین یا رب حیرت ہے بیزہ ایسے نا محفوظ  
رونے کڑھنے کو عیش کہو ہو ہم تو تمہارے دعا گو ہیں  
یونہیں ہمیشہ عشق میں اسکی رکھی ایسا خدا محفوظ  
زردے منہ کے اشک کی سرخی دونوں باتوں رنگ پیر  
شاید میر بہت رہتی ہو اس سے ہو کے جدا محفوظ

فمنزل

کسکو سنا کر کہا آپ نے اولے لحاظ  
گریہ کنان کیلک کر محکو کہا شوخ نے  
ہونٹ ہے ملالتی ہے یہ ہنسی دلین خیر  
آج جو کچھ دلین ہے یار سے کہہ بیٹھے  
پاؤں لگا دانے میں دھو غصہ ہو رہا  
سیکھارہ دیک کہہ یار ہم نے کہا بات مان

مجھے نہ اتنے اچھے ہو رہے لحاظ  
ماری ہیں لوگ حسب ہنر و بی لحاظ  
اسکو مجھے تم کہنے تو دو بے لحاظ  
ایک گھڑیکے لئے ہو عیے گو بی لحاظ  
کہنے لگا چونک کر چوڑیہ خوبی لحاظ  
پہر ہی کرنے لگا کرتے ہیں جی بی لحاظ

یہ تھوڑے اب انشا کوئی پتا دے  
اور یہی دو لایا اور کہو ہے لحاظ

غزل مرآج

عمل سے ہی پرستوئی کی بجائے کیا کام اور عطا  
خیرات شوق کا دینے پر کیا بن جاؤں عطا  
لگے گا سنگ خجالت شیت نامور پر عطا  
عبت نام بیگنا ہوں کو نکر بدنام سے عطا

سید

نہ ہیں ہا امتیاز نیک و بد تحقیق میں  
 محض کیسیان ہوا ہے کفر اور اسلام اور  
 نیاز بخودی بہتر نماز خود نامی سے  
 نیک و بد و کم و بیش میں ساقی ہے  
 پرست کلمہ ہے علم مختصر میں  
 نہیں ہے نزدیکی طوکار کو انجام ہے  
 وہ ہیں لبیب کفر و بات نہیں ہے  
 معلوم کیا، لذت و شام ہے



سراج اس کو جانیں تصور کو کیا سمن

یہی درد سحری اور دعا کشام عطا

## غزل حاجی

سرخ جو اس کے نکلا سی دلبر الحفیظ  
تیری یہ طیر سی مژدہ اور تیغ ابرو دیکھ کر  
اوسکی کوچی کی تو کراہیل سکونہ اختیار  
دیکھے ہوتا ہی کیا رہتی ہے یا چاہے جان  
حاجی اس نا شناسی دیکھے کیسی بنے

اگر کہتا ہی کس کی جگر پر الحفیظ  
اچھی اچھی بول دہی ہیں اور الحفیظ  
ساکن کوئی صنم کہتے ہیں اکثر الحفیظ  
ان لون بکڑی ہیں ہم سے کینہ پرور الحفیظ  
آج کہتے ہیں پکار نیلے ہم پر الحفیظ

## غزل کنور

جاتا ہے مرکبے دلبر کا خدا حافظ  
کوچی میں تملک کی سترک ہی تو ہم کہوئے  
یک عمر قفس میں ہے بال و پرے آئی  
صحرا آفت میں ہے عشق کے یہ جولاں  
ہے ڈر یہ کنور ہم کو فوراً نہ کہیں ٹوٹی

دل بیکہ شوش ہے مضطر کا خدا حافظ  
و اد طلب میں اب بے سمر کا خدا حافظ  
زندہ ان میں عزیز و اب بے سمر کا خدا حافظ  
کیا کیجئے اس دل کو بی ڈر کا خدا حافظ  
ان تیر نگاہوں کی خنجر کا خدا حافظ

## غزل ناسخ

ایسا پروانہ زانی میں کہی دیکھا نہ شمع  
جل رہے ہیں جو ہر آئینہ پروانوں کی طرح  
مجھے ہے نفرت غیر سے اس شعلہ رو کو تپاک  
بیٹھے دیکھا نہیں اسکو کسی ایکدم  
گر نقاب دلی وہ روکشین سے باغین  
سپرہ سوزان داغ سوایا زونین زنجیر غلک  
لنگ ہے اسکو بھانپتے کہ تجھ کو دیکھ کر  
منہ دکھا دیتا ہی پروانوں کو گردہ شعلہ رو  
شاہ ملک عشق ہوں لبتا یوں ہر سی باج

طور کا شعلہ ہے پروانہ رخ جانانہ شمع  
آئینہ فانوس عکس عارض جانانہ شمع  
اس گس سے آشنا پروانے سے بگائے شمع  
کہتی ہے اس ندم کو ایسا مسافر خانہ شمع  
ہے یقین تجاوی بلبل شاخ گل پرانہ شمع  
تیری محفلین کھڑی بھورت پرانہ شمع  
بہر پاوشی دھڑی آئی بتیا بانہ شمع  
بہول جاتی ہے ابھی سنا ز معشوقانہ شمع  
گل چڑا جاتی ہے بلبل قریہ وارانہ شمع

ہر جاوید شمع کی طہی میں پروانوں کی طرح  
صمدین ہر ایک شریک عارض جانانہ شمع  
نکچہ فقط تو ہی نہیں ناسخ دل و جانے شمع  
بزم میں پروانے میں سب اوصاف خانہ شمع

غزل ناسخ  
کون مجھ پر ہے بالین آئے شمع  
دل کے کا مجھ سے جلی ہے جا شمع

پروانہ کے پوینے اثر عشق کی جلی  
کیون منفصل ہوئے نہیں لڑی دفا شمع  
آتا ہے جلی میں یہ کہ قدم تری پتھر کو  
کرہا ہے یوں پتنگ باہم ہوئی پائے شمع  
بیگانہ تری چہرے سے چھوڑ کر  
جلنے سے اسکی ایکوا کے جھاس شمع

غزل ناسخ



لے داغ سپر جو آئی تھی شمع	سمیر تک سب استی کہا ہی تھی شمع
تینگے کے حق میں تو پھر ہوئی	اگر موم کی بھی بنائی تھی شمع
نہایت سی روشن تھے شب بزم میں	نکالا تھا اسکو چھپاتی تھی شمع
وہ ہی ساتھ میری شب تیرہ میں	کہ تاب اسکی رخی نہ لائی تھی شمع
تینگ اور وہ کیوں نہ باہم چلین	کہیں سے مگر ٹک لگائی تھی شمع
فروغ اسکے چہری کا تھا پودہ در	ہوا کیا جو مہنے بچھائی تھی شمع
تف دل سے تیرا کف خاک ہے	میری خاک پر کیوں جلائی تھی شمع

## غزل عاش

ملقت صبح ہو پونہ شہ شراب طلوع	کر جیسے شمع سے کراہی آفتاب طلوع
یکایک برے خیتے کی ہو گیا ساتی	دور نور سے خورشید ذرہ تاب طلوع
جو دیکھی شمع لمعات کی جھلک اسکی	شعاع شمس کے ٹک لاسکے نہ تاب طلوع
افق سے زیر طفلی کے ناگہان ان تو	بسان زیر عظم ہوا شباب طلوع
شب فراق کی ظلمت سے ہی تنگ آنا	خدا کی واسطے مہر کر شباب طلوع

## غزل فاسخ

عیرانی جو نہیں مر کا مائی داغ	طاووس کی طرح سے بد سپر قبائی داغ
سو داگران مشک ملتا نہیں داغ	مریم کی ہے تلاش جو بھکو بر آ داغ
جلتا ہوں سر پاؤں تلک مثل آفتاب	حاصل ہوا خاک سے نہ بھکو سو داغ
ہوتا ہی کرم خوردہ گل لالہ جسطرح	ماسو یون ہن میر گلہ من بجا داغ
جی داغ آسمان نے کہا یا یک سیکو بیان	ہر ایک رحبہ نے چھپک کے پائی داغ
شکوہ نہیں ہے جو شش سودا عشق کا	مانند شمع سر سے ہمارا برے داغ
سودا ہی بن ہم ایسے کہ ہر سال لالہ سان	ہو گا ہمار خاک سے نشو و نما کر داغ
جراح اپنے پینہ و مریم کو دور رکھ	بہر گن گے اس سے اور مر شعلہا داغ
کیونکر گلو مکی خاطر نازک کو توڑ دو	گلشن میں غنڈ لیب سے میں نے چھپا داغ

مرنے کا غم نہیں ہے مگر داغ ہے پتھر  
دامن سے اسے پھر سے ہلکی ہوتی دامن  
جنت کو جاننے کے لئے دو رخ: نسلین داغ  
داغ: دو زبان جو صدقہا ہی بقا داغ

## غزل مٹی

ہم اور تیری لگی سے سفر دروغ دروغ  
کیا نہ داغ ہیں اس قدر دروغ دروغ

## میرزا

نہم اور مجھے محبت نہیں خلاف خلاف  
ہم اور الفت خوب دروغ دروغ  
غلط غلط کہہ رہے ہیں ہم ایک غافل  
نہم اور جو چہو ہمارے خبر دروغ دروغ  
نہم اور جو نہیں دعو کیوں صبح دروغ  
نہم اور فراق کو کب سے بھوکا ہو گیا  
نہم اور کہہ رہے ہیں مست بھگان ہو گیا  
وہ اور اسکو نہ نظر دروغ دروغ



# غزل انشا

ای آتش فراق مرا بلے سوز داغ	چلکے ہی میں دور سے جون دیر کا چراغ
آنکھوں میں بنا کہ نشہ وحدت کا ہو طلوع	ساتی می مغانہ سے پہرے مرا اباغ
بیٹھا ہو آج مجلسِ رندانینِ شجرِ یون	طوطی کے پاس چسپو کوئی فہم سوز داغ
پیدا لگاوٹ آہ کسی ساتھ کچھ	میکن دل و مانع کہاں کسکو یہ فراغ
پلوچھو نہیں کسلی کتہ حقیقت کو جبک	انشا مجھے ملا نہیں مانیہا ہی کچھ سراغ

# غزل سودا

سحر مہری، بتو نکلی مٹ گیا ہر سوز داغ	کردمانِ ظالموں نے ملک لکابی چراغ
وہ اس پیشہ پر بے بس کہ جسکے ہو پندر	خارین کو چہ بکو چہ تو ہی سو اباغ داغ
ملکت سارین بادکر سلیمان کو نہ تھا	گوشہ خاطر میں ہے اپنی مچھو جو کچھ فراغ
بیل خوش نغمہ ہوں بیک گلستینِ حیا	نالہ و مرغ چمن کے کم نہیں فریاد ز داغ
خوش کہی اس نرم میں دہل نہ کیگی لکجا	دم بدم مینا ہے روتا ہے تو نہ تھا ہوا باغ
حیف اس گلشن میں عاشقِ طہر وین قبول	گل سدا بیل سے ناخوش مجھے ہے ہر سید داغ
دل اگر کہو پاک سودا چو پرت و نبال شک	شاید اس یونیکا لفظان کے تو پاؤں سراغ

# غزل میر تقی

میلانِ دل ہے زلفِ سیہ خام کی طرف	جاتا ہی صیدا آیسے اس دام کی طرف
دل اپنا عدل اور محشر سے جمع ہے	کرتا ہے کون عاشقِ بدنام کی طرف
اس پہ کو نگار کو بستر سے کام کیا	مدت ہوئی کہ چوٹی ہے آرام کی طرف
یک شب نظر اڑھا کہیں تو سو بامِ آب	رہتی ہے کون چشمِ تری بام کی طرف
آنکھیں جنہو نکلی زلف رخ بارہو لگین	وہ دیکھتے نہیں سحر و شام کی طرف
جون چشمِ بارہو میں اگلا سو پہر کا آج	ٹکٹ بیکہ شجر می کے بہرے جام کی طرف
طاو شگاف سینہ خراش ایک سی نہیں	لیکن نظر نہیں ہے تجھ کو کام کی طرف
دل پک رہی ہیں جکے لوہیں سے ہو شوق	میلانِ طبع کہ ہے کسو خام کی طرف

دیکھ کر جو جیسے اس سے تباہی کا فتنہ نکلی نکلی  
جاتا ہے جی نہیں تنک سلام کی طرف

نہیں گئی آخر میں کی آیا زندہ دلدار حیف  
میں نے بھی نہ تھا اگر ملتے تو کیا اسما حیل

دل کو دینا ہے ہم ارمانِ بخت و صل کا  
حسن صورت کو کہ لازم ہے ہر پاس حسن خلق

نہیں گئی آخر میں کی آیا زندہ دلدار حیف  
میں نے بھی نہ تھا اگر ملتے تو کیا اسما حیل



دیکھو ہون موٹا ہنر اس ستم ایجاد کھٹ  
بے مشورت نگہ کے تری طبع روزگار  
نے دانہ ہم قیاس کیا نہ لحاظ دم  
غیر و مکی بات پر نکھون ست کہو خیال  
طریکی تیرے واسطے صد چو شبا نہ وار  
جو رستم تعدی اندوہ و درد و غم  
سامان مالہ سب میں مہیا ہے اثر  
ثابت نہ ہو و خون ملاروز باز پرس  
خون کر رہا ہے جوش رگ جانین تیرے

غزل

لکھہ مر قتل کے محض یہ وہ شخرف کی حرف  
یا علی سوزن خرگان میں پڑا دلبر تو  
نوش جان کے جو پیر جام بلورین کہدا  
پنجتن پاک کے جو نام میں سب گردا گرد  
قتل قبل قتل ہے پڑے ہے قاتل  
تیس فونین سہی کپہی پڑا ہے

غزل

دیکھا جو سین ترے تصویر کا ورق  
مضمون سرد مہر جانان تم کروں  
کیوں سطر کتبثاں سے مزین نہ ہو فلک  
دیکھے دولب کو جس نے نہ کیا ہوا کھبا  
تعریف تیر روی محظ کی کس سے ہو  
لیلی نے خط کو کہو لگی قاصد کوں کہا

جون صید وقت ذبح کے صیاد کھٹ  
آوی نہ تارہ جو رکی ایجاد کھٹ  
پہنسن گئے قفس میں دیکھنے صیاد کھٹ  
لیکن کہو تو میری بھی فریاد کھٹ  
قمری گئی ہے کاٹنے شمشاد کھٹ  
مائل ہو ہیں احسن دل ناشاد کھٹ  
میں دیکھتا ہوں تیرے ہی امداد کھٹ  
بولین گے اہل حشر ہی جلا د کھٹ  
سودا نہ دیکھہ شتر فضا د کھٹ

مادہ سب یاد رہیں لو ہو ہر حرف  
بگئے رشتہ تازنگہ زرف کی حرف  
اسکے گویا کہ ترا شیدہ ہیں سب بر فکی حرف  
زیبہ تیری گلی کے ہیں یہ دھڑک حرف  
کہی دچارہ سنتا ہے جو کلمہ حرف  
پس ہے بچو لگی ہیں حرف ہی حرف

سمجھا دل سکو نسخہ کیر کا ورق  
گرا تہہ آئے کاغذ کشمیر کا ورق  
ہے یہ کتاب کا تب تقدیر کا ورق  
برگ گل رخ بت بی پیر کا ورق  
ہے مصحف مجید کی تفسیر کا ورق  
ہے کیسی کے عاشق و لکیر کا ورق

ب ادنیٰ عرض کی کہ یہ کیا ہے  
میں نے کچھ نہ کہا سب باز پڑ کا ورق  
دیکھتا ہے یہ غلام نہ ہی ہر حرف کا ورق  
دوہڑی یانج دیکھ بوجھ ہے ہر حرف کا ورق  
دھولا دس آب تر م سے تصور کا ورق  
خط پر نظر پڑے تو رزم و رقص کا ورق  
سو ٹکڑے اپنی مائتہ کے پیر کا ورق

میرزا باقر

لیکھنے جب موقع عالم کی سیر کی  
دیکھا ہے ایک عالم دیکھ کا ورق  
چچان کر گایا چچانی پاں کا ورق  
مضمون پر دیکھتے تیرے دروازہ کا ورق  
سودا نے دیکھتے تیرے دروازہ کا ورق  
پہلو اسباق منتخب میر کا ورق

غزل



نگوئی ہو جویاں مجھسا بتلائے فراق  
غریب عاشق و بیدل فقیر گردان  
مے فراق مجھے گرتو جان سے ماروں  
فراق تیرے کو فرقت کا مبتلا نہ کروں  
کہ ہر فراق کہاں میں کہہ کر کے رنج و تعب  
میں داد پاؤں کہاں کیا کروں کہوں کس سے  
یہ بیدلی ہے کہ حافظ کی اور مرثیہ سے

گذر گئی ہے مرے عمر در بلائے فراق  
اوٹھا چکے ہیں سہی رنج و دہنہای فراق  
سر شک دیدہ سے ہر دو نہیں ہنای فراق  
کہ صرف خون جگر روئیں دیدہ ہای فراق  
فلک کے ہاتھ سے بٹ جاپای فراق  
فراق کو کوئی ہیگا جو دی سر فراق  
برنگ مرغ سحری نکلے ہر صد فراق

### غزل سودا

رنگ سے چہرے رسوا ہو گئے بیمار عشق  
گماہ اشک نہ گئے خوں گاہ ہے نخت جگر  
کیا کروں اس نے مجھے ہی کر دیا بے خانمان  
تھا سکنہ طالع اسدم تک دل تھا تیری پاس  
اس چمن میں طرح بیل کے وہ مالان کون تھا

عشق کو یار و چہا سکنہ نہیں کار عشق  
اس طرح جاری ہی ان کہوں کار دبار  
سریہ کا فرکی نہ پڑیو سایہ دیو ار عشق  
کہا گیا افسوس اس آئینہ کو زگار عشق  
روز و شب کہہ کا کر سینیہ میں چلے کار عشق

### غزل میر تقی

گر باد یہ میں مچھکو صبا لیکے جامی شوق  
وصل جدائی سے ہی میرا وہ کام جان  
ہر چار اور اڑتی پھر ہے جلدی خاک  
دیر و حرم میں سکو بھراتا ہے دیر تک  
افسوس ایسے کوچے سے تم آشتا نہیں  
درد اور آہ بھی جو کرے ہے دم سحر  
کیا پوچھتے ہو شوق کہاں تک ہی ہو کو تیر

مجنوں کو مری اور کہیو دے عاشق شوق  
معلوم کچھ ہو انہ میں یاں سو شوق  
سے گئی نہ جی سے گئی پر ہوا شوق  
پھر بھی ہمارے ساتھ ہی وہ ہی ادا شوق  
کیا دردناک میں ہی کوئی ہی نو شوق  
اک مشت پر ہی مرغ گلستان کا شوق  
مرا ہی اہل درد کا ہی انتہا سے شوق

### غزل انشا

عشق سچ ہو تو نہ معشوق ہو کیونکر عاشق

جس پیش ہم ہیں جی وہ ہی ہی ہم عاشق

مجھے روک کر کہیں تو وہ بولے اسے واہ  
ایک سہرا ہے وہ لاکھوں کے برابر عاشق  
نصیب سے بڑے مجھے دیتا ہے نام  
تیری نصیب سے بڑے مجھے دیتا ہے نام  
شیخ سعدی کی کڑی نہ بھلی اور نہ  
حبیب دروازے کی کڑی نہ بھلی اور نہ  
سیارک کو چھوٹ سے کب کب سے  
میکہ زعفران کی دیر کو شیبہ صیل میں  
عشق ہے پاس ہے زنجیر

بیکار

یہ اس شکل میں کہوں نہیں تو کہنے کا  
پیکار کی اس میں ہم سے سہرا عاشق  
فانی و مہنت کی ہوا تو دوس  
نار و خاک در معشوق بھندرا عاشق  
فکر و فتنہ میں بیا لاش و لبتم عاشق  
بادشاہت ہے اگر ہندہ و بیالی میں  
ہر دس معشوق کے دروازے نوک عاشق



ماجلیت پہ تر ہو سکندر عاشق  
قلزم علم کے ہون نچتہ شاد عاشق  
عربی جو تو ہو روم میں فیصیر عاشق  
دھونکی خیر کے دولہ بہادر عاشق  
سک رہے تھے طرف غرقہ منظر عاشق  
چہوڑ کر گل کو پہلا ورنہ صنوبر عاشق  
جسکے مطلع پہ ہوا نشا شہ خاد عاشق

ادب آموز ہو ماندار سطا طالیس  
سیکھہ تقریر تو دہشتہ درختہ جس  
فارسی پر تری او کشتہ ایران کو عشر  
نہ کہ صحبت ہو زانو کی جویں تجھ کو کہیں  
دیکھتا تجھ کو جو میں آ تو کن انکھوں سے  
شرط تھا عشق کو اگر حسن تو یہ کیوں ہے  
کہ یہ تبدیل قوافی غزل سی درم

## غزل نسخ

کہ من غنچہ ہر اردن میں لیں ہیا چاک  
ہو آج کے شاربیسے ماہ نمابان چاک  
ہر ایک گل ہے چمن میں تیرا گریبان چاک  
گستاخی طرح گریبان ماہ کنگان چاک  
نہ میری غم سی ہو پیراں عزیزان چاک  
صدا کے سینے کو کرتے ہیں بکھیراں چاک  
میری فراق میں ہے سینہ بیابان چاک  
یہ مہر و ماہ پیالی میں چرخ گردان چاک

ہر نگ گل مجھے کیا چاہی گریبا چاک  
تصوراوس دل صد چاک میں ماور کا  
ہر ایک لالہ صحرا ہے تیرا داغ بدل  
تو ایسا ماہ نقاہی کہ تیری سامنے ہو  
یہی دعا خدا سے رہوں بیابانین  
جو زیست چاہی کری مال سے تھی پہلو  
نہیں ہے جادہ میں جشی ہنسنا جو زندین  
کیا کلال قضائے خمیر خاک بتان

## غزل تھی

پاس جا تا ہوں تو کہتا ہی کہ ٹیہو دور تک  
اس فانی کی تین ہونے تو دوشہوڑ تک  
دیکھو تو یا نکا خدا کیو سٹے دستور تک  
عشق کز نیکیو کیسے چاہئے مقدور تک  
حوصلہ کبات کرتا کاشکے منصور تک  
حق ہی اسکی اور وہ انکھوں سے معذور تک

عزت اپنی اب نہیں بھیا رو منظور تک  
حال میرا شہر میں کہتے رنگے لوگ دیر  
پشت پامار میں شاہی پر گدے کو عشق  
چاہی گا مجھے بے قدرت کا کیا ہے اعتبار  
حق تو سب کچھ تھا ہی ناحق جان کسوا  
منکر حسن بتان کیونکر نہ ہو شیخ شہر

پہلے کہیں کیا دل لگایا میرا تو ہے آرزو  
منہ پہ اتنا تہا ترس دو چاروں نے ڈرنگ  
غزل انیت

گر ہوں افلاک دعوت اور نظر بیوں ایک  
مدحیات اور معقولات عشق بیوں ایک  
عدد و برق و شفق دلالہ اور اداسی ایک  
چار سمت اور قلقل شام و صبح بیوں ایک

## محبوبہ

اسطفاست و موالید و جوابین  
سبقت اقلیم جہان معدن از بیوں ایک  
سبعہ تیار ہا کہین جہات و العباد  
ہو دین گوئل کے بیوں شہر و شہر  
چودہ کلیم اور سب جہاں بیوں ایک  
نے امثل ہو دین جہاں بیوں ایک  
جسکے بینا دن میں نامحدود بیوں ایک  
کب ہوں پایا تہ و دم نہ بیوں ایک



حامل وحی خضر چاک کسب بار ہوں اس  
دشمن صبح آب ہوا و گیارہ تمام اہستہ  
سات دن اور شب جمعہ مہینے بارہ  
پنجتن چودہ ہوں معصوم حق نشانہ

نہج میں انکی میں با شرد قمر بیون ایک  
جس پر شفاق کرین منہ یاد ہر بیون ایک  
کہتے ہیں اسکی طاعت کا ہر بیون ایک  
کہیں لطافت کی سب تجھ پر نظر بیون ایک

### غزل سودا

شمع ادھل کر کے سبب ہیں پہونچی نور  
بس چلے تو دیکھنے ہرگز تجھے تھیکو مدون  
آنکھ اس سیکدی کی بچہ جز چشم پر آب  
رہیوست غافل نگاہ حسرت لگاؤ سکو سے  
کوئی سے عارف کو یان دعویٰ انا الحق کا ہر  
ہجوم ہے اور لہن کی تشبیہ دنیا مشک سے  
یہ غزل سودا کہی ہے تونی اس انداز سے

ہے جو پوچھی کوئی ہے فتنہ شمع طور  
آئینہ گہر میں تیرے رہنے مدون مقدور  
قسمت اپنی ہم نہ پانی ساغر معرکہ  
پہونچی وقت جان کنی گرا پی تو رنجور  
یہ ترانہ ختم لیکن ہو چکا منصور  
شاعر و یہ بات پہونچی گی دراز دور  
ہند پہونچی گی تہوں تہہ ہشتیا پور

### غزل سوز

مجھ کو تہمت مت لگا بہ خدا تو اسی فلک  
مان مگر تقصیر کی ہی کہ ایک شب باغین  
اس گنہ پر جو نثر ہے دہلین ہو سو تو کر سلوک  
اور یہی اک یاد آئی ہے کہ میں جو ہوا ہنیر  
دیکھ کر مجھ کو مہابت طیش سے بولا کہ وہ  
رہ گیا اپنا سامو نہ لیکر قدم پیچھے ہیرا  
اس گنہ پر جو میرے دہلین ہوا چرخ کہن

ما تہتہ ہی پہونچا نہیں اتنا بمر لدا من  
خندہ دیوار سی مکی ہی قاتل کی جلیک  
لیکھا تھا اس شرابی کے لہی میں دل گز  
جون گیا میں پاس کے اوگیا جھٹک  
اپنے رتبہ سے نہ کہ تو یادوں کے جل سرک  
ہر قدم پر مار گجالت کی میں تہا تہا جیک  
اپنے اس سوز کو تو ما تہتہ میں لکھیا جیک

### غزل سلیمی

ایک تو وقت تھا جس کا نامی بہا کی  
و قیامت اور وہی میری دنیا کی ہے جو  
سوزش وقت میں جان ناتوان گردن  
بہا اوہا سکتی ہے داغ دیکھی جو با کی  
شوق میں شعلہ رو کی خامان اعدا دن  
پہونکے جو والی ہے اپنی آتش میں بالیکے جو  
ست لگا جائے میں اس کی فخر جانتا  
بتیج است ہو ترور میں کہ ہے بالیکے جو

میں

ایک تہتہ میں ساز جنت بزم میں نادوس تو خلی  
ایک تہتہ میں عالم سینا چو تالی کی ہونک  
پڑ گیا ماسور سا شیدا کہ دہلین کوئی کا  
روز و شب جاسے ہو یک فانی ہر پہونک



پرنہ سنبھالیں کہ کیا ہر دلی تخیل کے جہوں  
وصل کی شب کے جو اپنی مست و متوکی کی  
جس گھڑی پڑتی ہر اسکی کانکی باہکی جہوں  
وہ اوٹھا سکتے نہیں یک غنچہ لایکی جہوں

آہیں بھر بھر سوز غم سے آن کلیجہ جل گیا  
مرہی جاتا ہوں جو یاد آتی ہر ذرہ ہجر میں  
ناز کی اتنی کہ جہک جاتی ہے گردن ناز سے  
مار پوز کی سلیمی جسکو لاتی ہے صبا

### غزل ناسخ

جب نالہ کیا عالم امکان میں لگے آگ  
جب سالن بہری روضہ رضوان میں لگے آگ  
دیکھو گے کہ خجاندہ فرکان میں لگے آگ  
سمجھو نہ شفق گبندہ گدا میں لگے آگ  
اگر ہوئی یا قوت بخشائیں لگی آگ  
عالم نے کہا چشمہ حیا میں لگے آگ  
سمجھا ہوں ہی صحن گلستاں میں لگی آگ  
مشعل کی طرح پنچہ مرجان میں لگی آگ  
ناسخ جو کہی کوچہ جانان میں لگی آگ

ایسے تپ غم سے دل نالان میں لگے آگ  
یہ سوزش غم ہے پس مردن ہی کہ میں نے  
ساتھ مشک کی آنے لگی نخت دل سوزان  
ہے صبح شب وصل ہوئے گرم فغان ہم  
یہ آتش رنگ لب جانان نے جلایا  
تیرے لب جان بخش ہوئے بے خبر  
آیا ہے نظر ہجر میں جب رنگ گلوں کا  
وریا میں لگا دھونے جو تو دست خنائی  
بدنام ہوئی آہ شہر بار ہمارے

### غزل میر تقی

حالانکہ رفتی ہیں سب سے کاروانی لوگ  
مرنے پہ جی ہی دیتے ہیں اس خاندانی لوگ  
اس خضم جانکی سار دوانے میں یاںکی لوگ  
اب کیا رہا ہر اوٹھ گئی سب سے جہان کے لوگ  
ہوتے ہیں فتنہ ساز بھی درمیان کے لوگ  
کم آشنا ہیں طور سے اس کام جان کی لوگ  
جو محرم و دشمن میں کچھ اس گمان کی لوگ  
خوش اعتقاد کہتے ہیں ہندوؤں کے لوگ

غافل میں ایسی تھو ہیں ساری یہاں کے لوگ  
مجنون کو کہن نہ تلف عشق میں ہو  
کیونکہ کہیں شہر و دفا میں جنون نہیں  
ردق تھی دل میں جب نہیں بستی تھی ہر  
توہم میں او تاپ میں مست دی کی کو دخل  
مرتے ہیں اسکی واسطے یوں تو بہت دل  
پتی کو اس چین کے نہیں دیکھتے میں گرم  
بت چیر کیا ہے کہ جسکو خدا مانتے ہیں لوگ

فردوس کو طبعی آنکھ سے نظر دیکھتے ہیں  
کس درجہ پر چشم میں کوئی بتانے والا  
یہ عشق بیتکان ہیں اتنی کہاں کے لوگ  
منہ نکلتی ہی ہیں سدا جگر و بیاں  
گویا کہ ہر کوئی ہر سے بتانے والا

### غزل ناسخ

### چمن بے بیخ

ایک سے ایک سے تماشہ رنگ  
ویدنی ہے جہاں رنگا رنگ  
سامنے تیری روئے رنگیں کے  
لالہ گل نے جی نہ بکھڑا رنگ  
چشمیں میں اور زلف یار کا دیمان  
لکھنے نہ کہہ لاوے گلا یہ سودا رنگ  
نہ چہ نہ خفا نہ میں نہیں مرے  
نہ چہ نہ خفا نہ میں نہیں مرے



زلف و رخ سے تیرے کھلا کہ نہیں  
جس نے گیسوؤں کو تیرے دیا  
فکر رنگیں نے تیرے اے تہش

ایسا کالا ایسا گورا رنگ  
مشک کی بو کے ساتھ کالا رنگ  
کیسے کیسے کئے ہیں بیدارنگ

### غزل انشا اللہ خان

جو نکدی عشق نے حبس دل بتیاب میں لگ  
جیسے وہ شعلہ برق آنکھوں میں پھرتا ہو  
جی یہ چاہی سبھی شیشہ صہبا کو اذیت  
تجھ میں آماہ شب چار دم برب جو  
یاد مسجد میں جو آیا ختم ابرو تیرا

غل بٹایا کہ پڑی معدن سیاب میں لگ  
چونک چوٹ نکٹھو میں دیکھ اجی خوانی لگ  
شمع سے دیکھی بس چادر بہتا پ میں لگ  
پڑ رہی ہے مرے اس دیدہ برب میں لگ  
لگے انشا کی دم گرم سے محراب میں آگ

### غزل سودا

دل سحر کر نہیں سکتی بہ تیغ و تیرد جنگ  
یہ مگر مہر و محبت سے جو ماتھ آوری تو آئے  
جنش ابرو نے مارا لشکر صبر و قرار  
سامنے چہرے تیرے مہر و مہر کا ہی حال  
کب سپاہی کام میں آئے دے ہے اپنا جی  
یہ نہیں ممکن کہ وہ وحشی کسی کا ہو درام  
رو برد آیا تھا جو سودا کی قسمت کا لکھا

ملک تو کچھ یہ نہیں جسکو کری تخیر جنگ  
اسکی ماتھ آئی کی اسی سپاہ نہیں تیر جنگ  
ہو دے فیصل کہ جب ہو پختی ہو تاشیر جنگ  
رنگ و نام رکا کرتی ہی چون تغیر جنگ  
ہو کھ سے کرتا ہے ہو کر زندگی سیر جنگ  
کرتے ہیں اسپر عبت باہم جو بن ویر جنگ  
کر چکی اسکی قلم باخامہ تقدیر جنگ

### غزل شیدا

جی نخل جاوے گا سن او گلبدن  
عاشق زار کا طور  
مثل گل غم سے ترے غنچہ دہن  
می کشی کا جو مزا  
یار ہو ساقی ہو اور سیر چین

جو ہوا ہے تو یک آن الگ  
اندنوں ہے کچھ اور  
چاک دامن ہے گزیر بان الگ  
ہے ہی تام خدا  
پیو میں خلوت میں مرجبان الگ

خدا جو بچوں کو دلا + ٹیپی باتوں پر بجا  
دل کو لے لیتے ہیں کر سیکڑوں فن  
ان سے رہنا تو کہا مان الگ  
رہنا تو کہا مان الگ  
خون کرتا ہے اور ہر بان الگ  
شیدا مانگے ترے باتوں کی چھین +  
مجبوری ہے زلف بہشتان الگ

غزل حسن

غزل دوزخ

دل سے یوں دل عاشق ہے دوزخ کی فزین  
کہ بیچے اس خدا سے غفور کی فزین  
سجھو وہ دوزخ کوشش دوزخ کی فزین  
خجیل ہے اختر منور کی فزین



ہمارے کبیل میں ہمیشہ روشن ہے  
 جہان ہو خانہ عشرت جسے ہوا فروغ  
 ہے ہر چون قمر مخضف سدا بے نور  
 پڑی جو عکس ترا خام میں تو ہو روشن  
 عیان کا یون مرا روز سیہ میں اختر دل  
 سو ادل کی ہو تاریخ بلخ خلد سی ہی  
 اور جو آہ کی بھرا نکل کے بارہ دل  
 وہ تیز ہیں یہ تیرے مالہ قیامت زرا  
 نسیم کرتی ہے رخسہ میں نفتہ جانو ملک  
 سمجھتا قدر ہی ناقص کب اس غزل کی فوق

کسکے تاب کمال ظہور کی قندیل  
 کہ لٹکے اوسپہ سر بر غرور کی قندیل  
 سیاہ بختو مکی بالین گور کی قندیل  
 حیا پادہ تجلی ہے طور کے قندیل  
 کہ جیسے شب کو نظر آوی دور کی قندیل  
 کبھی پسند نہا دس شک حور کی قندیل  
 ہوئی ہوا میں بصورت طہور کے قندیل  
 کہ انکی رکھنے کو لازم ہے صور کی قندیل  
 نہ گل ہو باد سے آواز صور کی قندیل  
 یہ روشن اپنے کیوں پیش گور کی قندیل

## غزل عارف

فلک جو دیکھے میرے شک حور کی قندیل  
 جہاں بحر میں گر عکس خ پڑی تیرا  
 سوانہ حد سے کہیں شعلہ زن ہو شر غم  
 وہی تو ہے در و ابر العدا لت یزدان  
 تمہارے تیرا کرتے تھی مرے دلیں  
 فروغ حسن کے روشن ہو سکی لٹکا دے  
 ہوا کو دخل کہاں بازو خام حمت میں  
 یہ شجر جی کا عامہ تو دیکھئے گویا  
 جہاں عیش کا اک آسمان مجھے کہے  
 ہمارا گہر ہے بہت تنگ بہر آسائش  
 ستار سا جو چمکتا ہے ادنی کوٹھی پر  
 ہزار تیرے چلتے ہیں جو اک پل میں

نہا قتاب کو پھر مجھے نور کی قندیل  
 اثر سے اوسکی وہ ہو جا نور کی قندیل  
 بہر کہ اوٹھینگے دل نا صبور کی قندیل  
 جہاں کہ لٹکی سر بر غرور کی قندیل  
 پیرا دسکو توڑ کی کسوں جو چور کے قندیل  
 وہ بی چراغ جو گہر میں بلور کی قندیل  
 بچھینگے کب مرے بالین گور کی قندیل  
 منڈھی ہوئی ہے کسی بے شور کے قندیل  
 کہے ہے یہ تیری بزم سرور کی قندیل  
 ہمیں جو بھیجی تو چہ غم مور کی قندیل  
 او نہیں نے رات کو روشن ضرور کی قندیل  
 نہاں ہے چشم میں کیا شک حور کی قندیل

ہمارا آئینہ دل کو پاس سے دیکھو  
 دکھائی دیو سے پہچانوں سے دور کی قندیل  
 بچاؤ کچھ تو ہے ہر دامن کا لٹکے ہوا  
 قدیم سے ہے کسی یا شور کی قندیل  
 سبوی می نظر آئی جو نسیم میں عادت  
 تو بچے ہم کو یہ بزم سرور کی قندیل

## غزل انیس

میں نے

کا تو نہیں تیرے دیکھے ہو کر میں  
 ہے سرور دان بچل جی میں ہیں  
 پیدار کے سورج کے گواہ ہیں ہیں  
 لیکن نہیں رختے ترے انجید ہیں ہیں  
 ساتھی یہ بہار چنیاں جو در ہفتہ  
 دم سادگی یار کے اوپر ہے کلنا  
 جہم کا ہے نہ نظر انیا نہ کر میں



زلفو ملی ٹنگ لیکے سودا ہو سبیل  
سنستے ہیں جو شہرت تیری نازک فلکی کے  
دکھلائیگی کیا شام غریبا نکی شگونی  
عشرت کردہ عاشق و معشوق نہیں مانغ  
ملو و ملی ملے رکبہ کے ملی یار نے سجھا  
بیفایده قمری کاہی یہ درد مر عشق  
قرا ملی عوض جلی پڑ مو مطلع رنگین

نازک بدنی پر تر کہانی نہ سمن ہول  
ہوتے ہے خوشی لسی کہ جاتے ہیں ن ہول  
ہر چند کہ غنچہ نکو کرے صبح وطن ہول  
دولہ بی بلبل نہ تو یک شب دولہن ہول  
سونگہی ہو بلبل کے جو وہ غنچہ دہن ہول  
پہل ہی نہیں رکھتا ہے مکچہ مرن ہول  
آتش سے خشک کو کہن یہ اہل سخن ہول

### غزل کثر شاہ

لیگیا وہ دل ربا دل آہ دل فوس دل  
مین نکھتا تھا پریشان ہو گا در سودا  
نقد کو دلی سچا کہ قلب اس لبرنی آج  
لگ گئی کسی نظر جو ہو گیا یون مضمحل  
مین نکھتا تھا تو نے دل کمر نہ مل

یہ گیا دل آہ گیا دل آہ دل فوس دل  
ای گرفتار بلا دل آہ دل فوس دل  
بے درم سستایا دل آہ دل فوس دل  
تھا پہلا چنگام دل آہ دل فوس دل  
پہر خدا کی جو خدا دل آہ دل فوس دل

### غزل شہید

ایگل اندام چمن میں تیرے دل بر سر گل  
کان تو پوٹ گئی شور و فغان سے بلبل  
کچھ تو شبنم کو محبت ہے کہ ہرات نثار  
عرق اس حیرہ گل رنگ پر یون لہرایا  
ہو رہے آمد گلشن کی حمد امین شہید

دھیر ہو تی ہیں ابھی ٹوٹ کی گل بر سر گل  
ایسا بیہودہ تو کیوں کرتی ہے گل بر سر گل  
ایدہراد دہر یہ آ رہتی ہے ڈہل بر سر گل  
جیسے شبنم ہے بیتابی سے ڈہل بر سر گل  
عند لیون نکو پڑا چاہے قل بر سر گل

### غزل سودا

اس چمن کے سیر میں آیا پیوین ملکی مل  
یہ نہ وہ دریا کہ جسمین گزری بل بامدہر  
قتل کا لکے کیا ہے آج ان نکھونے عزم

کیا بنا صانع قدرت فی رنگین گلگی گل  
ہو ج چشم عاشقان کے توڑ پل میں پل  
کھینچ کر تیغ رہے ہیں بروں قل لکے حل

عبد بن تحفہ حسن کہ جو ہو سنا عشق  
منج رہے ہیں شوق سے غریب جان کا غل  
حل مشکل کس سے ہو سودا کی عمر باغی  
کہو کہ مشکل کشا عقدی مری مشکل حل

### غزل علی محمد

انچہ پائی عشق سے آپ ہی صاحبین حل  
دو دنوں پہان میں جیسا جلی سے تیار

دہ افتاب حسن نظر میں بیابان حل  
جلیل پہاڑ سے محل چلے ہیں آج  
بہار و بہار میں اب خفا کی پیا کو بلا میں حل  
فن سے اسی کی پہلو سیمین رجا میں حل  
دم کا سرد دل کے ارادے کا تار بامدہ  
سرسدا کا مورینا کہ سنائیں مگر حل



اصوت سرگندہ کتفح سے بالعلیم  
لاہوت کی مکائیں سدا غل محائیں چل

## غزل مومنان

مٹانی تہی دل میں اب ملینگے گنج ہم  
ہنستے جو دیکھتے ہیں کیگو کسی سے ہم  
مجھے نہ بولو تم اسی کیا کہتے ہیں بھلا  
بیرار جان سے جو نہ ہوتے تو مانگتے  
اس کو میں مرینگے سدا سے جو ہم عشق  
صاحب نے کس غلام کو آزاد کر دیا  
بے رکوشل ابر نہ نکلا غبار دل  
ان ناتوانیوں پہ تہی خارا غیر  
کیا گل کھلے گا دیکھئے ہے فصل گل نور  
ہے چھتر اختلاط بھی غیروں کے سامنے  
وحشت ہی عشق پر وہ نشیں میں دم بکا  
کیا دل کو لے گیا کوئی بگیا نہ آشنا  
لے نام آرزو کا تو دل کو کال دیں

پر کیا کریں کہ ہو گئے ناچار جی سے ہم  
منہ دیکھو دیکھو دتے ہیں کس کیسی ہم  
انصاف کیجے پوچھتے ہیں آپ ہی ہم  
شاید شکایتوں پہ تیری مدعی سے ہم  
آج اور زور کرتے ہیں بطاقتی سے ہم  
لو بندگی کہ چوٹ گئی بندگی سے ہم  
کہتے تھے انکو برق تبسم نہیں سے ہم  
کیونکر نکالے جاتے نہ او کی گلی سے ہم  
اور سو وحشت بھاگتی پہنچ ابھی سے ہم  
ہنسنے کے بدلے روئیں کیوں گدلیسے ہم  
منہ دہکتے ہیں پردہ چشم پر لیسے ہم  
کیوں اپنے جی کو لگتی ہیں کچھ جی سے ہم  
مومن نہوں جن ربط رکھیں بدعتی سے ہم

## غزل ابراہیم ذوق

شمع نمان نہواک رات بہا آنسو گرم  
بل بے اسی آتش غم دلو کری یہ تو گرم  
لطف بوسہ نہا ہم پہ ہوا جب سے تو گرم  
تن ہایوں ہی غم ہجر سے گرم مرا  
بیشتر جل کے نہ کیوں کشتہ فولاد ہو خاک  
کٹ سکا صید محبت سر نہ قاتل کا گلا  
آتش دے پس از مرگ بزرگ شعلہ  
برسوں یاں چشم سے پکا ہر دم لو ہو گرم  
کہ زمیں لپٹ سمانک ہو سر پہلو گرم  
شربت قند دیا کر کے بر آتش جو گرم  
سیخ آہن کی طرح ہونگے بدن پر ہو گرم  
نکلے ہے آتش سودا سے مرے لو ہو گرم  
اس سے پہر یہ رگڑا کہ ہو جا تو گرم  
خاک عاشق سے نکلتا ہے گل خود و گرم

مہر دہشت بیٹے نہا من بہا شتاب کی تاب  
شاخ سے گرم آئینہ کو آئینہ سے زانو گرم  
جلیا گیا سب کو تیر کی اپنے تیرا گرم  
سر جڑ دے کو تیرا سوا بار و گرم  
ہو نکلا اس وقت کہ جیب میں نہ پڑا ہو گرم  
دست خورشید کی دھند سے پیر چکا ہو گرم  
پہنچا کر تیر کو جیب وہ ہو لال ہو گرم

غزل

دل عاشق کے جلا بیٹکا ہے سارا سامان  
بنی شعلہ ہے نزارنگ ہو کار و گرم  
کون سا سوختہ جاں صبح سے ہی گرم  
کچھ تو آتی ہے کو چو سے بڑے گرم  
نہاں ہوتے تھے سدا گل موختا بار و گرم  
دوق ہو گیا ہے وہ کیوں ہو تیش بر و گرم

غزل شاہ نصیر



کب لہو چھو پوں سے ہلا امہ تن چشم  
تو وہ چین آرا ہے کہ ہر دستہ زر گس  
اے تیر فگن ہم ترے ہاتھوں تکم ہیں قہر  
برقعہ کو اولٹ منہ سے جو کرتا ہ تو باتیں  
کیا خاک ہو صیاد مجھے چشم ر ہائی  
اے شکتمہ شکو کہناں نکلیں ہیں تارے  
وہ می ہے گر جام بلوری میں تہ ساقی  
آنکھوں کے تصور میں نصیرا و سکی شب و روز

نظارہ ساتی کو ہے مینا ہمہ تن چشم  
دیکھے ہے ترا بن کے تماشا ہمہ تن چشم  
تو دے کی طرح مجھ کو نبیا ہمہ تن چشم  
اب میں بہمہ گوش بنوں یا ہمہ تن چشم  
حلقوں سے نبوا م ہے تیرا ہمہ تن چشم  
نظارے کو تیری ہے فلک کیا ہمہ تن چشم  
بن جائے لبونے یہ دریا ہمہ تن چشم  
دل صورت آئینہ ہے اپنا ہمہ تن چشم

غزل نامہ

ساتھ لائے ہیں ازل سے دید کا آزار ہم  
 جانہ کوئے یار میں ہیں رت آدن بیاد ہم  
 بیگئے ہیں اعطا گرداب دور جام میں  
 گر نظر آتا نہیں یک لمحہ وہ نور نگاہ  
 میں جو غافل آنکو سول پی پی آجاتی ہنڈ  
 عمر گزری اک بت کافر نظر آیا نہیں  
 ہو وہ کافر جسکو دیدار خدا کی ہو توں  
 دوڑتے ہیں چھو قاتل کے گریبان چھا کر  
 نفرت ایسی ہو گئی نظارہ ہاڑی میں  
 داغ سودا میں سجا پوشش کعبہ میں  
 سب گئیں تن پر نظر آتی ہیں مثل ہمارے  
 جب چہا گلبرگ میں کاٹا ہمارا دل کھا

گلشن عالم میں کیا ہیں نرگس بیارہم  
آنکھیں وارکتے ہیں مثلِ رُفونِ دیوانم  
زلیست بہرِ ہونگلی نہ اس دریا می سوا یک  
کرتے ہیں اپنی نظر کو آئسوؤ کا تارہم  
پنہ تو شک یہ ہیں منصور سی ہیارہم  
حشر میں کیونکر خدا کا پائینگے دیدارہم  
ادب کا فرتری ہیں طالبِ دیدارہم  
رکتے ہیں کیا اشفاقِ زخمِ دہنِ دیارہم  
رکتے ہیں تا نطر کو رشتہ زنا رہم  
داعطا اپنے حرمِ دل کے ہیں زردارہم  
کرتی ہیں ناسخِ جواکِ مطربِ سپر کو پیارہم  
نرگس بیار کی غم میں ہوئے بیارہم

سفر جرات

کوچہ یار میں جو ہود سو ہو بیٹھے ہم | بہ کہو دستویا نیکی کہو بیٹھے ہم

ایسا تو قصد یہ ہے کہ ہمارے ذراؤں میں سے  
اگلے نمبر کے دو بار بننے نہ دیتے ہیں  
موقع نہیں ہے کہ کیاں آویزے  
الکون آگے تری بزم میں گویا  
ان جہتیں ترے کو پہنچے جو پہنچے  
سندھ مرنے پر اسے عہدہ جو پہنچے  
کبھی غصہ کبھی بیمار اور اعلیٰ  
نئی دیکھتے ہیں آپ کی خوشی

۱۰

میں نے

ایمان برب رحمت و آرام کو کھویے معجزہ  
غزل میر تقی میر

وہی جانے کہ سے کی خدا معلوم  
سو ہی کہ عمر میں ہو معلوم



<p>بہر ہے الہ کیسا نامعلوم          ہو کو تیرے نہیں ہے جامعلوم          ابتدا میں تہی انتہا معلوم          تھے وفا چشم سودنا معلوم          مدعی کا ہے مدعا معلوم          لطف گر ہے جو کچھ دو معلوم          کرتے ہیں شہتا معلوم</p>	<p>علم سب کو ہے یہ سب سے          گرچہ تو ہی ہے سب جگہ لکن          عشق جانا تھا مار رکھی گا          اس سیہ چشم دلبر سے بہین          طرز کینہ کی کوئی جہتی ہے          عشق گر ہے طبیب جی کاروک          دل بجا ہو تو میر کچھ کہا دے</p>	<p>میں اسیر و سلا ہے بعد گرفتاری          نگر افتار سے مطلب رہی دامن سے کام          لگا لگا کہیں بچا ہے بہین تو د لگا          لیجئے من ماننا اس شوخ گل اندام سے کام          جو میں آغاز ترے کام کا دیکھا سودا          اے وہ دن کہ تجھے ادسے ہو انجام دے کام</p>
---	---	---

## غزل شش

<p>کرتی ہے روح مرطہ آب گل تمام          دم بہرتے ہیں ترابت چین و چکل تمام          خالی ہیں تیل سے تیرے حیر کی تل تمام          غیرت سے ہو گئی ہیں حسین منفعل تمام          ٹھکوا یا خون کرتا ہے آزار سل تمام          مار کپڑے ہیں متصل منفعل تمام          اعضا ہمارے ہو گئی ہیں مضحمل تمام          مہر و گے ہے لپی ہوئے اپنی سحر تمام          چلتے ہو یا یہ سینہ مشک سے دل تمام          وعدہ کا دن سمجھے وہ پیمان گسل تمام          اریا بانجن ہوئے آتش نخل تمام</p>	<p>ہو مایہ سوز عشق سے جل جل دل تمام          حقا کہ عشق رکھتے ہیں تجھی سین پر          ٹپکانی زخم ہر ترک کیا کرین          دیکھا ہے جب تجھے عرق اگیا ہے یار          عشق تباہ کاروگ نہ ایدل لگا مجھے          قدسی ہی کشتہ میں تیر شمشیر نازکے          درد فراق یار سے دکھتا ہے بند بند          سار عدالت اہست صادق کی کے گواہ          تیر نگاہ ناز کا رہتا ہے سامنا          ہوتا ہے پردہ فاش کلام دروغ کا          خلوتیں سات یار کے جانا تھا تمہیں</p>
--	--

## غزل سودا

<p>مدعا ہو کو تو ساقی سے ہر اور جام کلام          کوئی بچپن ہے اپنی اسی کلام سی کلام          نہ پڑا اسکو مری لہ سیہ فام سی کلام</p>	<p>نہ غرض کفر سے کہتے ہیں اسلام سے کلام          دل نالان کو مر کے کسے ہر آرام سے کلام          کیوں نہ آتی چلے ہر ایک جگہ کڑا کر</p>
--	---

## غزل و زہری

جون سبزہ روئی آگے ہی پر زخمی تھے  
 اس گردش فلک سے پہلے نہ پہلے ہم  
 رشتے ہیں شب و روز اسی فکر سے یار  
 رشتے ہیں گل ہو نہ کیلے ہم  
 رشتے ہیں زخمین گل ہو نہ کیلے ہم  
 رشتے ہیں رشتے تھے ہم تھے ہم  
 رشتے ہیں رشتے تھے ہم تھے ہم  
 رشتے ہیں رشتے تھے ہم تھے ہم  
 رشتے ہیں رشتے تھے ہم تھے ہم



ہم وہ نہ قلم تہے کسی مانی کے لگائے  
افسوس کہ اس لگا کنول کہلنے نہ پایا  
اب پہلے ہی آغاز میں پامال ہوئے تھے  
و کہلنا پناہ بٹ کہتے ہیں سید رو کی آگے  
زندان مصیبت میں پہلا کسکو بلائیں

نرگس کے نہالوں میں تہی صفت کی ملی ہم  
کوئی دنگو چلی جاتے ہیں بائی کی تلے ہم  
فریاد کریں کس سستی قسمت کی جلے ہم  
بے بس جو جہان آگری ہرگز نہ ملی ہم  
رہتی ہیں زیری سی ہے دنرات ملی ہم

### غزل میر تقی

اگر راہ میں ادسکے رکھا ہے کام  
دہن یار کا دیکھ چپ لگ گئی  
مجھے دیکھ منہ پر پشیمانی لکھی  
سرشام سو رہتی ہیں کاشیں  
قیامت ہی یہاں چشم دلے رہے  
مدیکھی جہان کوئی انکھوں کی اور قطعہ  
جہان ہمیر زیروز بر ہو گیا

کئے گزرے خضر علیہ السلام  
سخن بیان ہوا ختم حاصل کلام  
عرض یہ کہ جاؤ ہوئی اتھوم  
ہمیں شوق اس گلہ کا ہی تمام  
چاہے تو وہاں جا کی کرنے مقام  
نہ لیوی لوی جس جگہ لگانا  
خرامان ہوا تہا وہ محشر تمام

### غزل سوز

ہے کل صبا کی طرح پہر اس عین میں ہم  
شیشہ کی طرح شام سے رو رو کی تاسر  
فالوں میں چچ شمع جلے جس طرح ہنوز  
شعلہ دہانہ سے ہمار کہی ہی سوز

پانی نہ ہو وفا کی تری پیر میں ہم  
خالی کریں ہر لگو تری آنجن میں ہم  
جلتے ہیں تیرے بحر سے ظالم کفن میں ہم  
بہی کی طرح جل گئی کچھ میں ہم

### غزل نظیر

دور آئی تھی ساتی سکی میخانی کو ہم  
می بھی مینا ہی ہے سانبر ہی سا تو نہیں  
کیون نہیں لیتا ہمار تو خیراے بخیر  
ہم کو ہنسا تھا نفس میں کیا گلہ صیاد کا

بس سستی ہی چلی افسوس میخانی کو ہم  
ولین آتا ہو لگا دین گ میخانی کو ہم  
کیا ترے عاشق ہوئے تھے دروغم کیا ہم  
بس سستی ہی کے میں آب اورانی کو ہم

طاف ابو میں صبح صبح کی کیا خلائی رہی  
اب تو جو صبح کی اسی کا فر کے تہا نہ کو ہم  
باغ میں لگتا نہیں جیسا کہ گہلا تاجیل  
اب کبان بجلی کے ٹہیں ایسے دیوانے کو ہم  
کیا ہوئی تقصیر ہے تو بادی کی نظیر  
تاکہ شادی میں عجیب کی مہاجرت کو ہم  
غزل سوز  
کیا مجھ میں اتنی بڑی دلی کا شانی میں ہم  
زلف کو کہلا تو اس کی سوز نکلا علاج  
سخت دیوانہ کی زنجیر کی جانی میں ہم  
دور نہ کیا کیا ہم یوں کہ سنائی میں ہم  
نہیں نکلا ہم کی سستی دلی میں ہم  
سامنے دیوانہ ہوں میں جس طرح دیوانہ کو ہم







# جنوبی غزل میر تقی

کون کہتا ہے منہ کو کھولو تم  
حکم آب روان رکھے حسن  
کیا سراپاں وہ اپنے حسن کو لیک  
جانا آیا ہے اب جہان سے ہمیں  
جب میر ہو پور میر اس لبکا  
پنجرہ مر جان کا پھر دہرا ہی رہے  
دست دی ہو کسی پلک سے لے  
آتے ہیں متصل چلے آنسو  
رات گزری ہے شب بڑی تیر

کاشکے پردے ہی میں لو تم  
بہتے میں ہاتھ دھو لو تم  
دل عجب ہے متاع لے لو تم  
تھوڑی تو دور ساتھ ہو لو تم  
چپکے ہی ہو رہو نہ ہو لو تم  
ہاتھ خوں میں ذرا ڈلو لو تم  
دل جہاں پاؤ اب پر لو تم  
آہ کب تک یہ موتی رو لو تم  
آنکھ لگ جائے ملک تو سو لو تم

## غزل ناسخ

یہاں از لے داغ سودا دل آگاہ میں  
جاسکے کوئی اس قاتل کے جوا لگاہ میں  
حسن جاناں ایک عالم پر ہے ممکن نہیں  
دل میں ہتا ہی ہو آنکھوں میں نظر آتا نہیں  
وہ ہستی رو لگا پھرنے جی پانی ناز سے  
ہوں نری تاثیر کا قاتل جو مضمون  
ہے وہ مجھ کو جو نظر آتا ہے زیر آسمان  
مثل زگر اک سمن بر کے میں آنکھیں منتظر  
بعد مردن اسکو حیرت اسکو حیرت نصیب  
جسم کا ہیڈ ہو غمے دل ہو سوزان داغ ہو  
رنگ نخل وادی میں ہے ہر برگ سیاہ  
خوش عیش ہو تو میں نادان ہوں کو دکھ پیکر

سنگ سود مطمح ہو نصب بیت اللہ میں  
سایہ شرکاں بچا دیتا ہی کا ٹھکانہ میں  
یہاں کمی مٹی رہا کرتی ہو نور ماہ میں  
کیا افتاد اب اس بت میں اللہ میں  
راہ میں آیا نظر خورشید یوسف چاہ میں  
یار کو مکتوب پہنچو نامہ بر ہوا میں  
کون لیلے ہے جنوں انگیر اس گاہ میں  
کھل گیا اگیل تہ تیری فرت جانکا میں  
فرق اتنا ہی نظر آیا گدا و شاہ میں  
شعلہ آتش نہاں ہو اپنی برگاہ میں  
سگریرے طنز میں اسکی تجلی گاہ میں  
اک مہینا عمر کا ہوتا ہے کم ہر ماہ میں

جنوبی غزل میر تقی  
یہ دعا ناسخ کی ہے یا رب نری دنگاہ میں

## غزل درد

دل ہی نہیں رہا ہے جو پہچان نہ کرے  
دل ہی نہیں رہا ہے جو پہچان نہ کرے  
دل ہی نہیں رہا ہے جو پہچان نہ کرے  
دل ہی نہیں رہا ہے جو پہچان نہ کرے

## بہارِ مجاہد

یہ کہہ کہان بحال جو کچھ لکھا ہے  
یہ کہہ کہان بحال جو کچھ لکھا ہے  
یہ کہہ کہان بحال جو کچھ لکھا ہے  
یہ کہہ کہان بحال جو کچھ لکھا ہے



غزل ذوق

بنے یار روز عید شربِ نغم سے کم نہیں  
 دیتا ہے دو چرخ کسی فرصت نشاط  
 اس لطفِ فتنہ زاکلی لئے اوسِ حرم  
 زیبا ہر کو زرد پہ کیا شک لہ گون  
 سرعت ہی نبض کے رگ سنگ مزارین  
 وحشی کو تیری چشم کی مرگانِ غزال  
 ہوتے ہے جمع زر سے پریشانی آخر شر  
 ساقی ملی ہزاروں غلاطونِ خاکین  
 اس حور و ش کا گہر مجھے جنت سی ہوا  
 شورا بہ شرک سی ہوتا ہوں زخم ل  
 اسی ذوق کو چشمِ حقارت دیکھئے

اگر سے تیرے مائتوں سے اب چون رحمت  
قصاص آبداء پائین لوگ خار سے لون  
جو یہاں پہنچے مائتہ تو بدلا گلوں کی مار کوں  
دلانجے کہیں گھر مال حائین گھر لو نکا  
حساب اس عجب بحر سیاہ کار کوں  
عجب ہے سیر کی دن دو سائہ باغین چل  
کیان تلک میں قدم عجز و کسارت کوں

غزل میر تقی

دل عجب جنس گمان قدر ہے بازار نہیں  
کچھ تمہیں ملنے سے بیزار ہو میری  
ایک دو بات کہو مجھے کہو یا نہ کہو  
ماز و انداز و ادعشہ غماض و حیا  
صورت آئینہ میں دکھائی کی صورت تھی  
دکھی اور لجاؤ کو کیا تجھے کہوں کہ نہ  
اوسکی کامل کے پہلی کہو تم بوجہ میری

۱۰  
 ۱۱  
 ۱۲  
 ۱۳  
 ۱۴  
 ۱۵  
 ۱۶  
 ۱۷  
 ۱۸  
 ۱۹  
 ۲۰  
 ۲۱  
 ۲۲  
 ۲۳  
 ۲۴  
 ۲۵  
 ۲۶  
 ۲۷  
 ۲۸  
 ۲۹  
 ۳۰  
 ۳۱  
 ۳۲  
 ۳۳  
 ۳۴  
 ۳۵  
 ۳۶  
 ۳۷  
 ۳۸  
 ۳۹  
 ۴۰  
 ۴۱  
 ۴۲  
 ۴۳  
 ۴۴  
 ۴۵  
 ۴۶  
 ۴۷  
 ۴۸  
 ۴۹  
 ۵۰  
 ۵۱  
 ۵۲  
 ۵۳  
 ۵۴  
 ۵۵  
 ۵۶  
 ۵۷  
 ۵۸  
 ۵۹  
 ۶۰  
 ۶۱  
 ۶۲  
 ۶۳  
 ۶۴  
 ۶۵  
 ۶۶  
 ۶۷  
 ۶۸  
 ۶۹  
 ۷۰  
 ۷۱  
 ۷۲  
 ۷۳  
 ۷۴  
 ۷۵  
 ۷۶  
 ۷۷  
 ۷۸  
 ۷۹  
 ۸۰  
 ۸۱  
 ۸۲  
 ۸۳  
 ۸۴  
 ۸۵  
 ۸۶  
 ۸۷  
 ۸۸  
 ۸۹  
 ۹۰  
 ۹۱  
 ۹۲  
 ۹۳  
 ۹۴  
 ۹۵  
 ۹۶  
 ۹۷  
 ۹۸  
 ۹۹  
 ۱۰۰

جام شراب دیدہ پر غم سے کم نہیں  
 بنو حکے یاں جام وہ اب جم سی کم نہیں  
 کچھ دست شانہ نیچہ مریم سے کم نہیں  
 اپنی خزان بہار کے موسم سے کم نہیں  
 دلکی طلش کچھ اب بھی تپ غم سی کم نہیں  
 صحرائیں تیز ناخن ضعیف سے کم نہیں  
 درہم کی شکل صورت درہم سے کم نہیں  
 جو خم بنے ہے قالب آدم سے کم نہیں  
 لیکن بقیہ ہو تو جہنم سے کم نہیں  
 مجھ کو تو جلوہ گل و شبنم سے کم نہیں  
 سب ہم سی ہیں زیادہ کوئی ہم سی کم نہیں

دی بیاسیل جو دیتی ہیں خریدار نہیں  
دوستی تنگ نہیں عیب نہیں عار نہیں  
قدر کیا اپنے ہمیں اسلئے تکرار نہیں  
آج کل میں تیر سب کچھ ہے یہی سار نہیں  
بد زبانی تجھے اس منہ سے سزاوار نہیں  
تو کسی لف کے پتہ میں گرفتار نہیں  
کیا ہے زنجیر نہیں دام نہیں یار نہیں

غزل نصیر

ششیم زلف مغرب حور کی یاد سے یوں  
قدم رکھے مگر سینے پہ آ کے گروہ نگار

تو پہ خطای مے شک گزاری لوں  
حنا کا کام میں خونِ لہو گزاری لوں



لگے نہ ماتھہ جو کوئی رباب چنگ نوا  
یہ جی مین ہے کہ نہ دیکھی کوئی پہی دیر کو  
بلائیں لینی سے میرا اگر خوشی ہو میرے  
گرا سپہی گل عارض کا تو ندی کو  
نصیر در عشق میں مطول کا

تو اپنے دوش پہ کہہ میں کو کناں کو  
کناں آب روان چادر شاری لون  
بلائیں مہر سے خلاص دل سے پیار کو  
تو پیر میں حیر کر دے اپنے اختیار کو  
سبق نہ کیونکہ میں لے دما پیر کو

## غزل اش

بہار لالہ دل سے لگی ہے آگ گلشن میں  
جنون کی شمعیں بجیا نہیں دم بہر قرار آتا  
عذاب گور کا وہاں سامنا یہاں خج دنیا کا  
کہلا زلفوں کی لہر اسی خسار زنگین پر  
شریفہ کعبہ کو کعبہ مبارک ہماوی اش

گریبان پیار کر چل پیے صحرا کی دہن میں  
کہی گلشن سے صحرا میں کہی صحرا سے گلشن میں  
نہ گہر میں جہنم نہ دھوکہ نہ مرد و نکو ہی فن میں  
زر گل کے نگہبانی کو دھوکا میں گلشن میں  
تو مکی گہونے کو جاتے دیر بہر میں

## غزل مومن خان

نہ تن ہے کی تیرے بس کے ٹکڑی ٹکڑی میں  
جنون عشق پریر دل شکن ہے بلا  
اوتھا کتے میں دی ٹپکرات شاید  
دراز دستی کیسے ادب نے کی دم صبح  
یہ کسی چشم فسونگری کی فسون ساز ہے  
یہاں بچاک گریبان تو وہاں چھی جی ہے  
نہ کیونکہ شک سے خون کسی کا دس پیر  
غزل سرائی کی مومن نے کیا کہ شک سی آجر

ہے پاش پاش جگر دلی ٹکڑی ٹکڑی میں  
کہ روز طوق سلاسل کے ٹکڑی ٹکڑی میں  
کہ زیر سر مرے سر کے ٹکڑی ٹکڑی میں  
تمام دہن قاتل کے ٹکڑی ٹکڑی میں  
طلمسم جادو بابل کے ٹکڑی ٹکڑی میں  
قبای شوخ ضیال کے ٹکڑی ٹکڑی میں  
ہمیشہ اک نئی بسمل کے ٹکڑی ٹکڑی میں  
چمن میں سینہ عنادل کے ٹکڑی ٹکڑی میں

## غزل معروف

ڈبا دیا مجھ اس چشم تر کو کیا کو سون  
کہے جہا مجھے کہ سو کوں رو چلتا ہوں

جلادیا مجھے سوز جگر کو کیا کو سون  
گیا تو مری گیا نامہ بر کو کیا کو سون

یونہی بنی نعل و دم سے مفت لی گیا دلو  
نعل جی گم کی مفت بر کو کیا کو سون  
غریب اکیدم اس سے جدا نہیں ہوتا  
یہ جہر کے شہیہ ہے اس کے کبر کو کیا کو سون  
غیب وصال کے ہوتے ہی جا ہی جیسا  
کلمہ کو کر دیا نام کر کو کیا کو سون  
سرمی دس جہر و شکوہ کیہ سکا  
نہ نہ کہیہ جہر و شکوہ کیہ سکا  
نہ نہ کہیہ جہر و شکوہ کیہ سکا

## غزل مومن خان

غضب کیا مژدہ آفت ز کو کیا کو سون  
کلمہ سے ہنرمیں دوسرے طلب کیا کو سون  
جفا میں جب مری آئی میں یاد آئے بند  
حاکم نے ہے پہلے پیر کو کیا کو سون  
دلیل اپنے سے ظالم کو کیا کو سون  
اب اور اس بن بیدار کو کیا کو سون



## غزل جرات

لگ جاگلے سے طاف امی ناز میں نہیں  
کیا رک کے وہ کہی جو ٹک اس کے لگ چلوں  
پیلو میں کیا کہوں جگر و دل کیا ہر رنگ  
فرصت جو پا کہے کہو درد دل سو کا  
ہم تش سی پھک ہی ہر مرتن بن میں  
اس بن جہاں میں کچھ نظر آتا ہے اور ہی  
کیا جانے کیا وہ اس کے ٹولی ہر جنبہ  
سنا ہے کون کس کہوں درویشی  
ہر چند ہے بلطف شب سیر باغ  
آنکھوں کی راہ نکلے ہے کیا حشر جی  
طوفان گریہ کیا کہیں کس وقت نشیں  
حیرت ہی مجھ کو کیونکہ وہ جرات ہر چہیں

ہی جی خدا کیو اسطے کرت نہیں نہیں  
بس بس پرے ہو شوق یہ اپنے نہیں نہیں  
کس روز اشک خونی سے تراشیں نہیں  
وہ بدگمان کہی ہے کہ ہو یقیں نہیں  
جیسے کہ روبرو وہ رخ آتشیں نہیں  
گو یادہ آسمان نہیں وہ زمیں نہیں  
یوں اور کیا جہان میں کوئی حسین نہیں  
ہم نہیں ہر کوئی مرا منشیں نہیں  
اندھیر پہی ہے کہ وہ مجھ میں نہیں  
وہ روبرو جو اپنے دم واپس نہیں  
سوج سر شاک فلک ہفتیں نہیں  
جس جی قراجی کو ہمارے کہیں نہیں

## غزل سودا

کہ دست اہل کرم دیکھتے ہیں  
نذیکہا جو کچھ جام میں جم نے اپنے  
یہ بخش میں ہو ہر بے اختیاری  
غرض کفر سے کچھ نہ دین ہر مطلب  
جباب لب جو میں ہیں باغباں ہم  
نوشنے کو میرے مٹاتے ہیں رورو  
خدا دشمنوں کو نہ وہ کچھ دکھاوے  
مٹا جائے ہے حرف حرف آنسو نے  
اکڑ سے نہیں کام سنبل کے ہم کو

ہم اپنا ہی دم اور قدم دیکھتے ہیں  
سو یک قطرہ می میں ہم دیکھتے ہیں  
تجہ پیری کھا کر قسم دیکھتے ہیں  
تا شاے دیر و حسم دیکھتے ہیں  
چمن کو تری کوئی دم دیکھتے ہیں  
ملا یک جو لوح و قلم دیکھتے ہیں  
کہ جو دوست اپنے سے ہم دیکھتے ہیں  
جو نامہ اوسی کر قسم دیکھتے ہیں  
کسی زلف کا بیخ و نسیم دیکھتے ہیں

کرم سے کیا دست اہل کرم دیکھتے ہیں  
نذیکہا جو کچھ جام میں جم نے اپنے  
یہ بخش میں ہو ہر بے اختیاری  
غرض کفر سے کچھ نہ دین ہر مطلب  
جباب لب جو میں ہیں باغباں ہم  
نوشنے کو میرے مٹاتے ہیں رورو  
خدا دشمنوں کو نہ وہ کچھ دکھاوے  
مٹا جائے ہے حرف حرف آنسو نے  
اکڑ سے نہیں کام سنبل کے ہم کو

## غزل جرات

کرم سے کیا دست اہل کرم دیکھتے ہیں  
نذیکہا جو کچھ جام میں جم نے اپنے  
یہ بخش میں ہو ہر بے اختیاری  
غرض کفر سے کچھ نہ دین ہر مطلب  
جباب لب جو میں ہیں باغباں ہم  
نوشنے کو میرے مٹاتے ہیں رورو  
خدا دشمنوں کو نہ وہ کچھ دکھاوے  
مٹا جائے ہے حرف حرف آنسو نے  
اکڑ سے نہیں کام سنبل کے ہم کو

## غزل سودا

کہ دست اہل کرم دیکھتے ہیں  
نذیکہا جو کچھ جام میں جم نے اپنے  
یہ بخش میں ہو ہر بے اختیاری  
غرض کفر سے کچھ نہ دین ہر مطلب  
جباب لب جو میں ہیں باغباں ہم  
نوشنے کو میرے مٹاتے ہیں رورو  
خدا دشمنوں کو نہ وہ کچھ دکھاوے  
مٹا جائے ہے حرف حرف آنسو نے  
اکڑ سے نہیں کام سنبل کے ہم کو







زلف کا کل خال ابرو میں چاروں غلام  
مبتلا ایسوں کی ہو تھیں ہے ہیں نظر

مشک تبت مشک چین مشک خاتمہ گل  
بسیار دل فگار و خستہ چان و پور

## غزل مصطر

پہیلی لب سے ہو لعل خشان کے شان  
شاخ گل قصب میں ہے جد میں انجم  
بت کی پوچھ سے جو مقصد بڑا تیرا  
کنذات میں جب فکر کیا انسان نے  
حادثہ دیر سے امداد نہو نامصطر

شک سی خون جگر کیا گئی درجانی جان  
کف زنان برگ میں سن بلبل ستا کی تان  
گور کو جا کے کسی پیر سلمان کے مان  
ہوش سجا پہ ہو صاحب فاعلی فان  
تیغ بہت کو چڑھا لیجئے اداس کے سان

## غزل نوح

ماہ تو ہے مثل مبرو لیکن سکار نہیں  
کونسا تن ہے کہ مثل روح صبر تو نہیں  
مشک میں خج شرب ہے پیر و تاشل نہیں  
جام نرگس میں کیا ہنم جو نکلی آفتاب  
یاد گیسو میں ہوا میرا یہ سچی ساد بن  
جسم لیا گھل گیا ہے مجھ میں رض عشق کا  
دیکھے ہیں بننے میں جس نے درد اداں  
عشق میں بہت ہو نہیں پر کوئی قص نہیں  
زلف جامان میں نہیں کوئی اج حشر اسیر  
ہو گیا ہے یہ فراق آفتاب و ماہ نو  
ہو گیا ہے مثل موم رنگ اپنا سیاہ  
رات دن ناقوس کہتے ہیں بے کواز بلند  
قمریان دیوانہ میں کیونکر گلی ڈالیں طوق

ماہ کامل صورت رو کا مگر ابرو نہیں  
کون گل ہے جو ترا مسکن رنگ نہیں  
بیچ میں سنبل میں مثل ہو مگر خوشبو نہیں  
یار کے آگے مرا نکھو نہیں اک نہ سو نہیں  
مجھ پر پیوستی کہتے ہیں موم بامیں گیسو نہیں  
دیکھ کر کہتے ہیں سب تو یہ ہے بازو نہیں  
چین مثل گوہر غلطان کسی پہلو نہیں  
نشہ ہے جام می الفت میں لیکن لو نہیں  
عجب تار تار ہے جو ایک ہی آہو نہیں  
یار کے خواہش رنک پر ابرو نہیں  
اگے نکھو نیک صنم جیسے مر گیسو نہیں  
دیر بہتر ہے کعبہ گر تو نہیں تو نہیں  
باغین اک سرد مثل قامت دلجو نہیں

## غزل نیش

ارزویا ہے بخت بجدی کو شام کرین  
میرے نام میں زبان دراز ترانہ کرین  
خود ہی رسوا نہوں بھلو ہی نہ بدنام کرین  
حال پر صوفیوں کی خندہ زنی جام کرین  
لو چار کا میں پاؤں ارادہ نہ کرین  
کعبۃ الہ کے چلنے کا سراجام کرین  
بہت بے خبر  
میرے پاس ہوئی ہیں ہم چاندی  
نہیں تو رہیں پیرا شمع خام کرین  
سست رہتی ہے تری گزشتہ خیمہ کانی  
وہ نہیں ہم کہ جو ہے کلب جام کرین  
خوش رہیں میں جو خورشید قیامت کرین  
خوش رہیں میں جو دیدار اگر کرین  
خوش رہیں میں جو دنیا نفس سر کرین  
دل میں کچھ یاد کیا بارگاہ کرین  
خلوت خاص کو کیا بارگاہ کرین



یک طرح حسن رخ زلف چندین بود کہلای  
شکو جاتا ہوں تو منہ پھیر کے وہ کہتے ہیں  
بٹیکر گوشہ عزت میں بول تہا جھوٹ

اتش عشق سے مستی سحر و شام کریں  
نیند آئی ہے ہمیں آپ ہی دلام کریں  
قصد سیٹھ ٹپونے کا اتشن درد بام کریں

## غزل مومن خان

ہو گئی گہر میں خبر ہے منع و مان جا باہر  
دوبدم رد ماہیں چار و نطف تکناہیں  
ہر ستم صیاد کا کیا التفات آمیز تھا  
یار تہی یاد شمن جان تہی الہی چارہ گر  
طالع گزشتہ بخت خفہ مت چھو کہ ہم  
تو بخانی عشق مازی در ہم نادان ہیں  
یہ ستم کیا غیر بر کر تا دھج پوچھو تو ہے  
کیا کہیں ہم رہ گئی حیران تجھ کو دیکھ کر  
اہل ماتم اپنے روئیں گسٹح منہ تاپکے  
ہے نازک طبع سے کب و ٹہہ کی بیدار طرح  
مومن نکا تو تھا ملنے میں ہرگز اختیار

وہ ہی رسوا ہو خدائے کیا رسوا ہیں  
یا کہیں عاشق ہو گیا ہو گیا سودا ہیں  
نبد کرنے کو قفس میں دام سے چھوڑا ہیں  
لیچلے مرے ہے زندان سے سوکھا ہیں  
غش بڑے تھے پہر گیا وہ جانکر تہا ہیں  
بے سمجھ کہتا ہر ناصح تو فی کیا بجا ہیں  
یار کے ناز بجا سے شکوہ بجا ہیں  
اکیا دل داہی آئینہ روا پناہیں  
مرے مرے پاس اس دہ نشین کا تہا ہیں  
مرگئی مضمون جو ریا جو سو جاہیں  
یہ شکایت ہی خدا سے ہے تو کیسے یاہیں

## غزل نصیر

قدم نہ رکھ کر چشم پر آب کے گہر میں  
کہے ہے دیکھ کے وہ عکس خرب ساغر  
دلام زند کریں کیوں نہ استان بوسے  
ہمارے دل میں کہاں ہے میں ایاقی  
شراب کو دیکھ مری لکی برق تشر باز  
دلا نہ کیونکہ کروں خٹکاک کی بایتن  
نصیر دیکھہ تو کیا جلوہ خدائی ہے

بہر ہے موج کا طوفان جباب کے گہر میں  
نزدانہ ہوا افتاب کے گہر میں  
حرم ہے شیخ مشیخت ماب کی گہر میں  
چنے ہوئی میں شیشی شراب کی گہر میں  
نخل ہو چپ گئی آخر سحاب کے گہر میں  
حجاب کیا ہے اب اس بجا کے گہر میں  
ہمارا اس بت خانہ خراب کے گہر میں

## غزل مومن خان

میں آنج محبت کہی راحت سے زبوں  
عیش و جہان اسکی مصیبت سے زبوں  
تجسس کہی بوسے کی صوفی زبوں  
زندان میں پردوں کی بوسے زبوں  
یہ ایک رخ زرد جواب دیکھو ہو میرا  
مجاہد بھی اگر بڑے دولت سے زبوں

## غزل نصیر

گرا لکھ کوئی مجھ پر قیامت کی برپا  
تو بلی مری قیامت کو قیامت کی برپا  
اس عشق کی رکھائی میں ہے قیامت کی برپا  
حرم سے کوئی بدلے تو قیامت کی برپا  
ماون ہے دل اس عم الفت کی برپا  
گر بدوں فوخی سے عم الفت کی برپا  
دی فخر اگر چشمہ جوان ہی تو برپا  
والسیر سے چشم عنایت سے زبوں



جنت کو اگر دیدے کوئی اسکی گلی سے  
تو چاہے کہ اس شعلہ خواب کو یہ کڑوٹ  
ایسی ہے حلاوت تیری بوسہ کی شکر  
معروف مرے پاس ہے وہ گنج قناعت

مجادل ملے تو ہی میں جنت سے نہ بدلوں  
یہ یاد ہے تیری شرارت سے نہ بدلوں  
میں ترع میں ہی قند کفر سے نہ بدلوں  
سکندر و دارا کی ہی شوکت سے نہ بدلوں

### غزل میر تقی

جنوں پر کی باتیں شد اور شن ہیں چلیا  
گریبان شور و خروش کا اور یاد ہجیان کر  
تفاوت کچھ نہیں شیریں شکر اور یوں میں  
تیری غم کرنے جو و ظلم سے آنکھیں غم لوں کو  
چمن کو آج مالا یہاں تک رشک گلشن نے  
مری آہ سحر کی بر چھیاں سختی کی پر یون  
صنم کی لطف میں کچھ ہے سرتہ ہر اک موہن  
دیوانہ ہو گیا تو میرا خر رحمت کہہ کر

نہ چوب گل نے دم مارا نہ چہریاں بید کی ملیا  
فغان پر ناز کرنا سوں کی لٹ سے مٹھ پیاں  
سبھی معشوق گر پوچھ تو سبھی کی دلیاں  
بیابان میں کہا مجھ کو آنکھوں کے تلے ملیاں  
کہ بل شکر پتی ہی نہیں مٹھ کھولتی کلیاں  
نگاہیں کر کے گر پڑتی ہیں بجلی کی ہی چلیاں  
ندیکہی ہونگی تو نے حضرت طلسمات کی کلیاں  
نہ کہتا تھا میں ان ظالم کہ یہ باتیں نہیں بھلیاں

### غزل انشا المرخان

حیف ایام جوانی کے چلے جاتے ہیں  
ساتھ لکھوں گے دستاویز جن زکس کا  
ناٹھ کیا پیرو ہو عارض یہ ابھی کیا ہو گا  
یاد میں اس خط کو خیر کے چون داغ غلط  
آسیا آپ کی ہے چشم ترا پنہ جس سے  
گرم ہوا چٹکاتے ہیں نثار سے کہی

ہر گھڑی ذمہ کی طرح ہم ہی ڈبے جاتے ہیں  
کہکے آتا ہوں ابھی آپ چلے آتے ہیں  
خط کا کچھ دخل نہیں گل ملے جاتے ہیں  
اشک سبز آنکھوں سے ہر وقت ہی جاتے ہیں  
روز چھاتی پری مونگ لے جاتے ہیں  
اتش رشک سے اعیار چلے جاتے ہیں

### غزل نظیر

صفائی اسکی جھلکتی ہو گورے سینے میں  
نہ معنی ہے نہ کناری نہ گو کہو دس پر

چمک کہاں ہے یہ الماس کے نگینے میں  
سجھ ہی شوخ کی انگلیاں بنت کی سینے میں

پوچھا میں کہاں سے تو تیرے کونوں  
میں لگ ہی آئی اس یانگہ موہنی سینے میں  
پڑا ہوا تھا مرا سینہ پر تو ماہو ہونک  
پکار دی آگ کے گم آہ اس دینے میں  
جو ایسا ہے تو اب دوزخ نہ آدینے میں  
کہہ دو آگ سے تو بھگتیں یا آدینے میں  
کہہ دو ملک کہہ دو بی بی کہہ دو یہاں  
دن گزارنے کے یہ کیا شراب پیہنے میں

شکر

چپے جو دور کے کھٹے پودہ پری کہا  
تو نے جابا سکو اور میرے زنیہ میں  
وہ بیکار کرتے ہو گھبرا جوسخ لائی کی  
کٹ کی من سے دھتر ہوئی اپنے میں  
یہ سچ لکھا جو یہی ہے اس کی نیہ میں  
میری نوا کے سچ گت ہی ہے نیہ میں

غزل غالب



بیگا جو ناز و اداس بت لاشانی میں  
عشق میں تیا ہوں پہلے کی کا وہن جاگو  
چرخ نے مینہ ہشتاب کو کانوں میں دیا  
جان مرد و کی پھر ہے جو نکلے دشنام  
کار شمشیر کا کرتا ہے خیال ابرو  
پہنکر ہو دیگا خوش شال و شالہ کوئی

ایک ہی بات نہ تھی یوسف کشتانی میں  
دستر کی ہری کہاں قیس بیابانی میں  
شور بہا شک ہری اشک کا طغیان میں  
کیا مسجانی ہے اس لعل بخشانی میں  
داغ اس کا ہی ارسل سے مری پیشانی میں  
ہم بھی ہیں شامی غالب تر جانی میں

### غزل رضا

خواہ نزدیک کہو خواہ رکھو دور ہیں  
دشت گلشن کی کری سیر یہ کس کا دل ہے  
ہجر کی رت تو لگتی ہے نہیں سے یارب  
صورت حق تو ہر آئینہ میں جلوہ نما  
اب تراپنے کی ہی طاقت نہ رہی ہو رضا

دیکھنا ایک نظر تم کو ہے منظور ہیں  
اس تکالیف سے یارو کہو مغذور ہیں  
کیا دکھاو گی آب خربہ بچور ہیں  
دیدہ حیرانی سے اپنی نہیں مقدر ہیں  
اس قدر آہ کیا صفت نے رنجور ہیں

### غزل شاہ عالم

عاجز ہوں سے ہاتھ سے کیا کام کرو نہیں  
رم رہتا ہی اس قدر جو گلاب کی تو مجھے  
اس دور جہان میں مہوش شکوہ تجھی سے  
حیران ہوں تیرے ہجر میں کس طرح سے پیار  
مجھ کو شہ عالم کیا اس رے نہ کیونکر  
آوے جو تصرف میں کر میکہ ساقی

کر چاک گریباں تجھے بدنام کرو نہیں  
پردیکہ تو کیا ہی تجھے رام کرو نہیں  
کیوں کچھ گلہ گردش ایام کروں میں  
شب دور کو او صبح کی تیریں شام کرو نہیں  
الہ کا شکرانہ انعام کروں میں  
یکدم میں خم کے خم انعام کرو نہیں

### غزل درد

شکران تر ہوں یا رگ تاک بریدہ ہوں  
بچنے ہے دو تاپ کو میری فروتنی  
ہر شام مثل شام ہوں میں تیرو درگاہ

جو کچھ کہ ہوں سو ہوں غرض آفت ہوں  
افتاوہ ہوں یہ ساء قد کشیدہ ہوں  
ہر صبح مثل صبح گریباں دریدہ ہوں

کرتے ہے بوی گل نور سے ساکھ خلائط  
چاہ میں نور موج نسیم وزیدہ ہوں  
یہ چاہتے ہے اب پیش ل کہ بعد میں  
سبج فراہیں ابی نہ ہیں آرمیدہ ہوں  
اسے درد جا چکا ہے مرا کام ضبط ہے  
میں غمزدہ نو فطرہ اشک جکبیرہ ہوں

### غزل سبزو

### غزل سبزو

یوں وہ رخ ہے جواب میں روشن  
ماہ جوں ہے سحاب میں روشن  
اویں زنی میں یہ بلاق نہیں  
شعبہ آفتاب میں روشن  
دل سدا دوں گے تو بفر سبزو  
آنکھیں دیکھو گے خواب میں روشن

### غزل سوز



شہدین جیسے گس ہم ص میں بند ہیں	و غفلت اس سے زما نہیں لہجہ نہیں
رزق کا ضامن خدا شہید کلام ہے	تسیرا ہے صورتوں کی روز حاتمہ نہیں
مقبورین دیکھتے ہیں اپنے انکھوں سے	یہ برادر یہ پدر یہ خویش یہ فرزند ہیں
تو ہی عنانی سی ٹھوکر مار کر چلتے ہیں	سوچتی اتنا نہیں ہم خاک کی پوند ہیں
جب تک انکھیں کھلیں ہیں کہہ دیکھیں گے	منگائیں جیسا نکھریان تب سوز سب نہیں

## غزل سلطان

کل بستر تپے شہر تجہ بن	ایک فٹ تہی رات بہر تجہ بن
میرے حق میں تو وہی دُرخ ہے	جاؤں میں خلد میں اگر تجہ بن
کفر کس کا ہے اور کیا اسلام	اب اپنی نہیں خبر تجہ بن
ہو درخت امید بار آور	عمر کا کچھ نہیں مزا تجہ بن
آہی ہے لبوں پہ جان خیز	دم کا دم میں نہیں اثر تجہ بن
تو ہے اے ماہ ایک ہدم ہے	کون لجاوے وہاں خبر تجہ بن
اگر میں سلطان بخت کشور ہوں	ایک مجلس ہوں سمیر تجہ بن

## غزل حاجی

مکتے ہیں ترے آنکھوں کو ای بارچمن میں	کیا چکے کھڑے نگرں بیمارچمن میں
ہو جاگی بزار ہر ایک پہول سے بلبل	تو جا بیومت زینت گلزارچمن میں
جو آج تو آلی ہے صبا اور طر حے	شاید کہ وہ پہونچا ہے طر حدارچمن میں
ہم و حشیو نکار ہو بیابان سلامت	اب سیرے مطلب ہے نکچہ کارچمن میں
حاکید ہے دربانو ملکویہ ماغین جاگر	آجائے یہ حاجی نہ خبردارچمن میں

## غزل عاشق

دو نو خسار ماہ پارے ہیں	اہر و اور خال چاند تارے ہیں
میں نے وہ لول کہے تارے ہیں	تم ہمارے ہو ہم تمہارے ہیں
نہیں بومدین عرق کی چہرہ ہر	چاند کی منہ پہ یہ ستارے ہیں

ایک باری تو خواب میں آو  
 لب سے مشتاق نام تمہارے ہیں  
 عین مجلس میں آنکھ مارو ہو  
 سچ بناو یہ کیا اشارے ہیں  
 رایتن کا میں تارے گل لیں  
 تنکے ہیں جن سکون گزارے ہیں  
 جنکو کہتے ہیں غول حرا لے  
 وہ مرے آہ کے شرارے ہیں

سیر بکری

چچ میں سکو لاوے صاحب  
 ہیں کچھ سوارے ہیں  
 ہیں کچھ سو دو نیم  
 دل بیابان نہیں یہ آہیں  
 میرے ابرو نہیں یہ آہیں  
 عاشق ہونے سے اوس پیوے  
 ہو گئے سب عدو ہمارے ہیں

غزل روتق



تاب کے ضبط فغان آہ مجھے تاب نہیں  
دل کے بان ٹکڑی نہ دین کہیں باند کتلان  
صفحہ دلے ساؤ مری مثال تان  
حوصلہ تنگ ہی بیان یہودہ گوی چنان  
ہمنشین چاہ میں یو جو پینا غضب  
جی ہی کہو یا غم پہ زائیں روتے روتے  
غم سحران سی ہوئی رونق بید کو نجات

ناصحا صبر کی والدہ مجھے تاب نہیں  
بس سحر دید کی ایماہ مجھے تاب نہیں  
بت پرستی کی ابالدہ مجھ تاب نہیں  
بس بان کیجے کوتاہ مجھے تاب نہیں  
اوری دنیا سی کہیں چاہ مجھے تاب نہیں  
آہ ای شمع سحر گاہ مجھے تاب نہیں  
اگے غمخواری کے یا شاہ مجھے تاب نہیں

### غزل سودا

باتیں کہہ کر گئیں وہ تیری پہو ہو لیاں  
ہر بات ہی لطیفہ و ہر یک سخن ہے رمز  
حیرت فی اسکو بند کر نی دی پھر کہو  
ادام گل یہ ہونہ قبا میں لیے چاک  
ساقی پہونچ کہ تجھ بن اس برابر میں  
کسطح ہووے آنکھوں کی کاوش سے دل کو چین  
کیا چاہے تجھے سر انگشت پر حنا  
جون برف ہو گئی میں خنک ایتان بند  
سودا کی دل سے صاف نہرتی تھی زیاہ

دل لیکے بولتا ہے جواب تے یہ بولیاں  
ہر ان کے کنا یہ دہر دم ٹھو لیاں  
آنکھیں جس آدمی نے تیری منہ پہ بولیاں  
جون خوش حسیوں کی ترچہ سکتی چولیاں  
پڑتے نہیں تگرگ بستی میں گولیاں  
شرگان نہر سکین تو نگاہیں ٹولیاں  
جس گنبد کی خونیں چاہیں بولیاں  
انے تو بلکہ گرم میں کابل کی بولیاں  
شانے نے بیچ پڑ کی گرہ اسکی کہولیاں

### غزل مصام

رات دلہنے جو آنکھوں میں ملائی انکھیں  
ہم سیر و نکو نکچہ گل سے زگلش سے خبر  
منہ ملا دلو پینا دور ہو آخر کار  
کس بد آموز کی صحبت کے یہ یار تاثیر  
اور دنیا میں طر طار نہ کیا مصام

خانہ چشم میں ہوا پی نہ سمانی آنکھیں  
پہنیں گئے دام میں کہلنے بھی نیانی آنکھیں  
دکھہ میں کیا تو کچھ کام نہانی آنکھیں  
آج کچھ شوخی بیڈیہ نظر نہانی آنکھیں  
ایسی بی مہر سے تو اکی لگانی آنکھیں

چشم غزل

صبر سے شام تملک تا بھر روئے ہیں  
اشک آنکھوں کے ہمارے کہہ دیتے ہیں  
جا دو کرتا ہے قریب ہم پہ تو کیا ہوتا ہے  
کے مکی کہیں سو سی پھر دیتی ہیں

غزل

کیونکہ ہوا میں ہوا پی نہ سمانی آنکھیں  
پہنیں گئے دام میں کہلنے بھی نیانی آنکھیں  
دکھہ میں کیا تو کچھ کام نہانی آنکھیں  
آج کچھ شوخی بیڈیہ نظر نہانی آنکھیں  
ایسی بی مہر سے تو اکی لگانی آنکھیں

ماہی پہنیں گئے نکلتا ہے دلا بے سدا دن



<p>نسخے بدلی میں جہان کے حکمات سے دن ورنہ ڈوبا ہوا نکلے ہی سدا تیرے دن خاک سے دانہ کو ہے نشوونما تیرے دن سایہ کے کاٹے کو دیتے ہیں ہاتھ تیرے دن ہوتی معلوم ہے تاثیر دوا تیرے دن منہدی ہاتھ کو تو قاتل لگا تیرے دن رنگ بدلے ہر زمانے کی ہوا تیرے دن آپ کے آپ جو ہو جا خفا تیرے دن</p>	<p>ہاتھ سوا تو قلم رشک سچا رکھ دے غرق دریا محبت کی نہیں ملتی ہاتھ دل بیمار سے عشق میں کیونکر سرسبز چہریت زلف کی مار کو تو دریا میں ڈال تین دن چشم کے بیمار کا کر اپنے علاج لوگ کہتے ہیں ہیں پھول سے کشتے کے عمر اک ہفتہ نہیں باغیں اگل مت پھول چار حرف اس بت پر خونگراو پر پیچہ نظیر</p>	<p>دیکھو کی سے آدھنیم سامی کوئی آدمی راہ عدم دیکھتے ہیں کسی کا تو نقش سو خیال اپنے دل میں جو چاہوں لکھوں کہم دیکھتے ہیں تو نہاتوں کو اپنے قلم دیکھتے ہیں علم ہوا میرے قیوں سے دیکھتے ہیں میں میں کہ سوسم دیکھتے ہیں</p> <p><b>میرا</b></p> <p>جنت جہنم تو میری شمع دیکھتے ہیں بلائے ہم تو میری شمع دیکھتے ہیں قوا سے نہ آدھنیم دیکھتے ہیں تیری راہ تا صبح دم دیکھتے ہیں نبوت کی گلی میں شب و روز دیکھتے ہیں تماشا خدائی کا ہم دیکھتے ہیں</p> <p><b>عزل نظیر</b></p>
<p>کہو دیا دل کو عبث یا رکی عیا میں آشنا پورا نہ کیا میں کہیں یاری میں گہر دیا ستر یا اور دل دیا دلدار میں ہاتھ کیا آیا ترے ایسی سنگاری میں آخر میں مری گئے عشق کی بیماری میں</p>	<p>شب کٹی سحر میں اور دن بٹا غمخوار میں جسے دیکھا اسو خود مطلب خود غرض کا یار کم سن عشق میں ہو گا جو ستا ہو گا کہیں دو سج کر نیسے مرے فائدہ کیا تجھ کو ملا فتیس و فرما دے لاکھوں پہاں عبداللہ</p>	<p><b>عزل جہادی</b></p>
<p>رہا فراق میں جیتا تو شرمسار ہو نہیں چمن ہے کوچہ ترا ابرو نہ ہار ہو نہیں لگا دے تیرے مجھے مفت کا شکار ہو نہیں مثال ماہی کے لڑاؤ بے قرار ہو نہیں تو پہلے دار میں دریا غم کے پار ہو نہیں</p>	<p>شب وصال میں کیا یارے دو چار ہو نہیں منع نہ کر مجھے رو نیسے ای گل خوبی تجھے خیال جو بت صید افلنی کا ہے جو دیکھی ہستی کا لونگی بالیکی مچھلی جو تیری تیغ جہادی تجھے نہ موٹے</p>	<p><b>عزل صفت</b></p>
<p>وہیں سر کو اپنے قلم دیکھتے ہیں خدا کی خدائی میں کم دیکھتے ہیں</p>	<p>تری تیغ جب ہم علم دیکھتے ہیں جو جلوہ صنم بھنیں ہم دیکھتے ہیں</p>	<p><b>عزل نظیر</b></p>



تفرقہ ہوتا ہی ایسا ہی گل اندام کہیں  
ولکی بتیالی نہیں ٹھہرتے دیتی ہو مجھے  
ایدل و بچو کس کس کو سہی مانگتے ہیں  
نامہ برنامہ نہ ہوں یا میں زبانی کہوں  
دل ہی اور جان کفایت ہے ہی کی ہو نظیر

موتہ شیشہ کہیں ساقی کہیں جام کہیں  
دن کہیں ترا کہیں صبح کہیں شام کہیں  
بند ہو اور یا بے کہیں لطف سیہم کہیں  
خط کے پزری یہ کہوں قاصداں کہیں  
گل کہیں غنچہ کہیں بلبیل بدنام کہیں

### غزل فیض

خط جادہ ہوں یا میں نقش پا ہوں  
جو ناکارہ ہوں یا میں کام کا ہوں  
کہوں کیا اپنے جینے کی حقیقت  
عبث رکھتے ہیں مجھ پر تہمت مرگ  
کہے ہے شخص کوئی عکس کوئی  
نہ پہچانو مجھے گر آپ تو کیا  
تامل شرط ہے اے اہل معنی  
نہ کر اس چشم کا پیر مجھ کو بیمار

غرض افتاد گاہ کار ہنما ہوں  
کتھارا ہوں بھلا ہوں یا بُرا ہوں  
جو اکدن خوش ہوں تنوں خفا ہوں  
بہت راتوں جگا تھا سو رہا ہوں  
خداوند انہیں معلوم کیا ہوں  
مگر میں آپ کو پہچانتا ہوں  
کتاب فقر کا میں دعا ہوں  
ابھی اے فیض مر مر کے جیا ہوں

### غزل ہدایت

رہ خط تقدیر سے یہ سبک سب پیشانیان  
غیر نے باتیں جو کچھ کہیں تو وہ سب مانیان  
دیکھ صورت کو تری آئینہ سائیں رہ گیا  
بے مضبوط یہ پوچی منزل مقصود کو  
کھینچ سکتا ہر مصور یہ کوئی ناز و ادا  
گاہ گریاں گاہ نالان گاہ خندان گاہ خموش  
میرے سر کی قسم تجھ کو ہدایت سچ بتا

پیشانی میں ہی باتیں جو پیشانیان  
ادر ہے تیری اے لالہ یہ نافرمانیان  
چشم تہی حیرت زدہ جو دیدہ قربانیان  
خاک راہ دشت صحرا ہم نے کیا چاہیانیان  
مانی و ہنرا دے ہی تیری آنیں مانیان  
ہم دیوانوں کی باتیں سب کچھ دیوانیان  
کس سے یکہی چشم تیری یہ گہر فشانیان

### غزل رحمت

سارے جسم میں خوب کہانی ہے یہ زبان  
ہر کدو سدا رہنا بتاتی ہے یہ زبان  
مجھ میں شور و شام چالی ہے یہ زبان  
باجم کے فطرتیہ بتاتی ہے یہ زبان  
کوئی نہ قید کرے اس زبان کو  
بھڑو جو کھلائی ہے یہ زبان  
جوئے سزا کھلائی ہے یہ زبان  
اے یار دل نہ کیجے کسی بغیر کے نہیں  
ہر کار بھی بدکار بتاتی ہے یہ زبان

بہار

دھن خدا کی اسیر ہیں بنائے ہیں ہر  
عقل کی شاناد وصف بتاتی ہے یہ زبان

غزل انشا

جس کا صبا اور جلیل ادیب تری سہاراں دور جلاں  
جس کو جو گوئی الٹی ادوں کے دیو بہوت جلاں  
ادوں کی کوئی آواز ہے جو ذرا سی بات  
ایسی ہو کر اوپنیں اور اپنی بات کوکوت جلاں



در بلا بودن از بیم بلا مشہور ہے  
کاش جو ہونے چلے ہی ہو بلا سچھوٹ جائے  
بزم خوابان میں نشا ایک سی نکھین  
خاطرین نازک بہت انکی ہیں شاید ٹوٹ جائے

## غزل کا صحیح

ہے عجیب طرح کی وحشت تر دیوانی میں  
جو نہ آباد میں لگتا ہے نہ دیرانے میں  
ہو وہ میکش کہ زمستی میں کہیں باز کھی  
لاکھ قفل کہے شیشہ مجھے می خانہ میں  
آفتاب میں اگر آوی تو ابن جاوے  
نوکہ داخل نہیں میرے سیدہ خانی میں  
حشر تک جی ہی میں ہوش ہونے ساقی  
کاش می ہر مری عمر کی پمانے میں  
ماز کی سی ہوا قاتل کے حالت کا ٹریک  
پان لگا زخم تو دان در داوٹھا شا نہیں  
کسطح طایر دل ہو تیر چہرے پہ نثار  
شمع رو طاقت برداز ہے پردے میں  
بال توڑے تری زلفوں سے بیدار میں  
جس کے ماتہ کی مانند ہو کر شانے میں  
عشق میں دل نہ ہنسیا تو ہوا غیر دل کو  
نہیں نے میں دت جو ہر بیگانے میں  
پارہ شیشہ دل نصیب ہے ہر روز میں  
کیجے عیش زمستان مرے کاشانی میں  
یہاں تو بجلی ہی سہل جاتی ہے گرتی گرتی  
شمع کی ٹہیریں قدم کیا میر دیر نے میں  
نوش کر شوق سودل کہو لگو صرف کیا ہے  
خوف بد بھمی کا ناسخ نہیں غم کہا نہیں

## غزل کے متر شاہ

خریدار ہے کب نہاں بچتا ہوں  
مستاع دل اپنا عیان بچتا ہوں  
خریدار تم ہو کیا چاہتے ہو  
میں ان بچتا ہوں میں جان بچتا ہوں  
زلیخا سا ہو گر خریدار یوسف  
تو میں سب کا سب کا ردان بچتا ہوں  
کہا میں نے اسی مہربان بچتا ہوں  
کہا میں نے اسی مہربان بچتا ہوں  
اگر تو مرے چہرے کو ہے کہتا  
نہیں بچتا ہوں تو مان بچتا ہوں  
بچا نام ہر اسکی ان میں تو کمتر  
اب الگی رہا کیا عیان بچتا ہوں

## غزل نظیر

بیٹا ہی جان میر تو میں ہر بد ہوں  
ای یار میں تو کشتہ روز است ہوں

یکدم کے زندگی کے لگتے اوٹھا پٹھ  
بجائے بزم میں نقش زمین کا نشست ہوں  
تو مست کر شراب سے ای گلبدن بیٹھ  
میں آپ اپنے پیشہ دلکشک و نون  
دوری طلق بھلو بھلو نہ زایدان  
گلو خرابرست ہے میں بت پرست ہوں  
ان سنگدل تو نکال گیا گردن نظر  
ظالم میں تری چشم گلابی سے نہیں ہوں

## غزل کے متر شاہ

خریدار ہے کب نہاں بچتا ہوں  
مستاع دل اپنا عیان بچتا ہوں  
خریدار تم ہو کیا چاہتے ہو  
میں ان بچتا ہوں میں جان بچتا ہوں  
زلیخا سا ہو گر خریدار یوسف  
تو میں سب کا سب کا ردان بچتا ہوں  
کہا میں نے اسی مہربان بچتا ہوں  
کہا میں نے اسی مہربان بچتا ہوں  
اگر تو مرے چہرے کو ہے کہتا  
نہیں بچتا ہوں تو مان بچتا ہوں  
بچا نام ہر اسکی ان میں تو کمتر  
اب الگی رہا کیا عیان بچتا ہوں



سرتلاک بتیغ میں ہوں غرق  
جی میں پہر تباہی میری رہ میرے  
اب تیں آب آب کرتا ہوں  
جنگلتا ہوں کہ خواب کرتا ہوں

## غزل کنور

بڑی ہے جبکہ وہ میرے نظر میں  
نشان ہرگز نیانی بخت شانکے  
ٹپکتا ہے جگر خون ہو کے آخر  
چمکتا ہے اسی بیزنگ کارنگ  
جدائی میں حفا جو کے عزیز  
لگی ہے آگ سینہ میں جگر میں  
بہت ڈھونڈا میں اسکو بحر و تر  
رہا باقی نہ آنسو چشم تر میں  
بچشم باصرہ لعل و گہر میں  
نہیں باقی ہے حالت کچھ کنور میں

## غزل و باش

باغبان نخل محبت میں خمر ہے کہ نہیں  
سو باریک بتاتی ہیں کمر اسگل کی  
بیٹھے کوچی میں مجھے دیکھا تو رک کر بولے  
ہجر کی شب گہٹی گہٹ گئی سب عمری  
سچ بتا مجھ کو صنم خدا کی سو گند  
بال و پر توڑ کے صیاد لگایوں کہنے  
وہ جو اس طرف سے گزری تو لگی یوں کہنے  
کوئی اس باغ میں الفت کا شجر ہے گیارہ  
نہیں معلوم کہ اس گل کے کمر ہے کہ نہیں  
یہاں سے اٹھ جا آب آپکا گھر ہے کہ نہیں  
یا آہی شب بھران کے سحر ہے کہ نہیں  
وہ حیری مہر کی اگلی سے نظر ہے کہ نہیں  
کوئی تباؤ کہ اس مرغ کی پر ہے کہ نہیں  
میان و باش کا اس رہ میں گذر ہے کہ نہیں

## غزل مصنون

بتان جبکہ زلف دو تباہندہ ہوتے ہیں  
نہیں ہستی بلیک اپنے چمن میں  
میں بیان خوش روم ہوں ہاتھوں سے  
جفا کہنچینگے پر نہ تارینگے جی کو  
گرہ دیکے سر پر جو بالوں کا جوڑا  
ہر ایک تار میں اس کے دلہا عاشق  
گرہ میں دل تباہ بامدہتے ہیں  
ہم ابم شیانہ جدا بامدہتے ہیں  
جو پاؤں پہ اونکے حنا بامدہتے ہیں  
یہ ہم تے شرط وفا بامدہتے ہیں  
یہ مادک بدن خوشا دابامدہتے ہیں  
بہم جمع کر کر ملا بامدہتے ہیں

میان حال مصنون کا دیکھا نہیں  
میں کیس پر پہلا باندہ ہے میں

## غزل راج

عید وصل سو قد سے میں گھر شادمان  
عالم بالائے آتی ہیں مبارکبادیان  
کیا بچم کیا ادا کیا باز کیا انداز ہے  
یہ دین و سس شوخ کو کئی طرز کی ویران

## مناجیہ

صاف ہو لوئے نگاہوں کی آہ لگائی  
ختم تیں اوس ظالم فتنہ بڑھلا دیان  
یاد نہیں زبیر الفت اوس ظالم فتنہ بڑھلا دیان  
کیا چلا دام نگاہ مہر بانی سے تے  
گرچہ پہلے بانی تو تھی سے نہیں آتی باز  
یہ نور مٹا ابل نہیں جنوں ہی بانی باز



طلاق ہے دل کی گر جاتا ہے آئینہ سراج | یاد آتی ہیں مجھ پر جب ذمہ کی طرحیں سادیاں

## جنوری غزل

دیوانہ ترا عاشق زار ہوں میں | فدا سچھ یہ مدت سے اری یار ہوں میں  
فریبوں میں کب تیرے آتا ہوں ظالم | فریبی جو تو ہے تو عیار ہوں میں  
جسے تو نے کاٹا موابے اجل وہ | سمجھتا تری زلف کو مار ہوں میں  
اگرچہ تو گل ہے ویا چشم ز گس | تری باغ تازہ کا اک خار ہوں میں

## غزل ایمان

گر نہ اٹکی ہو تری لہف کی زنجیر میں جان | آہ جانی سے یک نالہ شکیں میں جان  
اتجیوان سے بچا ہے مگر اسکا پریشان | تازہ پڑتی ہی تری تر سے پختہ میں جان  
وہ جو گستاخ ہیں کیا بات انکی پیارے | یہاں تو جاتی ہے نکل ایک ہی قصیر میں جان  
اس طرف ہی تو کسی روز کمان ابرو چل | نہ رہی صید حرم کی کہیں تجھ تیر میں جان  
آوے بدم کہ تو اعجاز مسیحائی پر | بات کہنے میں پڑے قالب تصویر میں جان  
شعر ہوتا ہے کب ایمان کسی کل دل چسپ | جب تلک معنی شیریں نہیں تحریر میں جان

## غزل شاہ قمر

جلایا آپ ہم نے ضبط کر کے آہ سوزا تو کو | جگر کو سینے کو پہلو کو دل کو جسم کو جاں کو  
ہمیشہ کنج تنہائی میں ہم مونس سمجھتے ہیں | الم کو یاس کو دست کو بتیابی کو حراں کو  
تیرے اندام و رو قد و زلف و خطا و عجلت سے | سمن کو ارغواں کو سرو کو سنبل کو سحر انگ کو  
جگہ کس کس کوں دلیں سے تیرا تہو سنی انتقال | کٹا ریکو چھری کو بانک کو خنجر کو پیکاں کو  
تیرے دندان و لب نے کر دیا بقید عالم میں | گہر کو لعل کو یا قوت کو ہیرے کو مر جان کو  
اڑا کر آنکھوں میں سے ہم نے دشمن کو لیا اپنا | نگہ کو ناز کو انداز کو ابرو کو مژگاں کو  
نہیں قفل عادی تیرا ہر شیشہ و مہم ساقی | سبو کو خم کو مئے کو مسکدے کو مری پستان کو  
نہنوجی تیرے ہی ایسا فی بہلا چھریا کر کوئی | ہوا کو ایر کو گل کو چین کو صحن سبتاں کو  
بنایا انظیر خالق کو کب انسان سے بہتر | ملک کو دیو کو جن کو پری کو چور و غماں کو

## غزل شاہ قمر

کہوں کیا رنگ میں گل کا انا مانا ہو ہوں  
ہو رنگ میں گل کا انا مانا ہو ہوں  
نک جھڑکے آدہ کس کی دیکھ زخمین  
دست بستا ہوں میں کیا انا مانا ہو ہوں  
شرار دیوانوں میں کیا انا مانا ہو ہوں  
ہے اک شعلہ جھوکا سا انا مانا ہو ہوں  
بلا گرداں ہوں ساقی کے کہ جام عشق سے بچا

## غزل شاہ قمر

دیا نہت ریش اک ایسا انا مانا ہو ہوں  
مری صورت پر ہی حق سچ کی کہیں کیا  
کہ میں صورت میں ہے کیا انا مانا ہو ہوں  
خدا جانے صلا کیا ہے اس شمع قاسم میں  
بہر ختم ہے گویا انا مانا ہو ہوں  
خضر عالم کہوں میں کیا طبیعت کی روانی کا  
ہچاک اٹھا ہوا دریا انا مانا ہو ہوں



# غزل آتش

ٹھوکر میں مار کے مردوں کو جلاتے نہ چلو  
 اونکی پازیب کی جھنکار کی آتی ہو خدا  
 باغ میں آتی ہو ساہتہ انکے تو پھر دو دو گام  
 برق و شمشیر کی اچھی نہیں چالیں چلنی  
 مایل حسن کو منہ پھیر کے کہتا ہے وہ شوخ  
 گری پڑتے ہیں کنوؤں ان رگڑ ہونیں گے  
 دو قدم ساتھ جو چلتا ہوں نہیں گریاں اسکے  
 گوشمالی دینے گلشت میں گل کو پیارے  
 پر شقت ہی رہ عشق چلے ہو دو گام  
 منہ چپا کر یہ نکلتا ہی تمہارا اندھیر  
 شق رفتار کرو گرم رومی کی نہ سہی  
 بھاگ کر عاشق شیدا سی کہاں جاؤ گے  
 اپنے ہاتھوں نہ اندھوں کا گلا کٹواؤ  
 کوئی معشوق الی عاشق جاتے ہو تو جاؤ  
 ان سے کہہ کوئی آتے ہیں جو یہ لکھ ابر

## غزل جرات

اے دلا ہم ہوئی پابند غم یار کہ تو  
 ہم تو کہتے تھے نہ عاشق ہوا بتا تو بتاؤ  
 ہاتھ کیوں عشق بتاں ہے نہ اٹھایا تو نے  
 مہی محفل ہو مہی لوگ مہی ہے چرچا  
 ہم تو کہتے تھے کہ لب سے نہ لگا ساغ عشق  
 بی جگرہ جی کا پھنسا نا تجھے کیا تھا درکد

اب اذیت میں بھلا ہم میں کس فتار کہ تو  
 جا کے ہم روتے ہیں پیروں میں یار کہ تو  
 کف انسوس اب ہم ملتے ہیں یار کہ تو  
 اب بھلا بیٹھے ہیں ہم شکل گنہگار کہ تو  
 مئے اندوہ سے اب ہم ہوئی سرشار کہ تو  
 طعن و تشنیع کی اب ہم میں سزاوار کہ تو

جنت عشق نہیں تیری آواز کیلئے نادان  
 جہنم عشق کو اب جہنم کے گھر بار کہ تو  
 جنت عشق کو سننے میں عینت جہنم کا نا  
 جہنم عشق کو سننے میں آہ شریار کہ تو  
 اب بھلا ہم ہوئی سو اسرار کہ تو  
 اب بھلا ہم ہوئی سو اسرار کہ تو  
 اب بھلا ہم ہوئی سو اسرار کہ تو  
 اب بھلا ہم ہوئی سو اسرار کہ تو

بیکار

غزل نہیں

سوز و دہی دو دو سے یہاں ال نہیں دو  
 سوز و دہی دو دو سے یہاں ال نہیں دو  
 سوز و دہی دو دو سے یہاں ال نہیں دو  
 سوز و دہی دو دو سے یہاں ال نہیں دو



اٹھ لوسونکا ہون کر آست باشر کا	صبح کے دو شام کی دو روز دوشب کی دو
بوسے اور خر کی سیانہ ہم جو اپنے لگو	کپکے یون ایک دو چکی دو تیب کے دو
لکھہ شہید اور ہی شہرین تبدیل دے	دارا کو بھیجے ہیں نچے اس ٹپ کے دو

## غزل سودا

آلودہ قطرات عرق دیکھتے ہیں کو	آخر طرے چلکے ہیں فلک پر زمین کو
آتا ہے تو آشوخ کہ میں روکے ہا ہوں	مانند حباب اپنے دم باز پسین کو
دیتی ہے نہیں جہنم کے اپنے گمان کے	ساتھ اس کے میں جاتا ہوں کوئی جان کہیں کو
بہرگز بھان رو سی ہی اسکو نہوے	لگتا نہ مری نام ہی گر عیب نگیں کو
جون دانہ سمجھہ مورد ابر کرم حق	زاید در میخانہ کے ہر خاک نشین کو
اک گل ہی چمن میں شنو اگوش نہیں ہے	دے مرغ گرہ سینے میں فریاد حزین کو
مطلب کے مرے عرض پہ یکبار ہی ہوا	خانی نہ چہوایا کہی اس لب سے نہیں کو

## غزل محتسب

سر سبز سبزہ ہو جو تیرا پا مال ہو	ٹہرے تو جس شجر کے تلی وہ نہال ہو
موسے کمر ہے یون بدن یار میں عیان	درخت کی جرم میں جس طرح بال ہو
گل کی زبان گنگ ہے تو گنگ پاسرو	کیا عند لب کبک میں لول چال ہو
زند و ضرور رقص ہو بزم شراب میں	تا تہائی گرنہ بہا نہ تو صوفی کا حال ہو
موزیکو بعد مرگ ہی آرام ہے محال	کس طرح زیر تیغ یہ گینڈ کی ڈال ہو
دو دو نہ میری انکھوں میں کیونکر تلیان	آہوں پہر جو تیری تصویر میں خال ہو
کیا نیند آئی ہو جو یہی را بہ خیال	گل تکیہ کے عوض کوئی محل کا طال ہو
گر محتسب کو خون بہا ہوا حلال	یار بہلا شراب تو ہم پر حلال ہو

## غزل ہوس

تو فی عنای کی قامت جو دکھائی مجھ کو	روش ہر دھن پہ نہ خوش آئی مجھ کو
دل اسینہ میں بن قہر ہے بیتاب	کس نے یاد اسکی قسم کی دلائی مجھ کو

باجہ سے آبلہ پائیک سنگ آباہون  
کو چھیار تلک کب ہوسا ہی گیا  
جان گرنے سے جدا ہو نہ جدا ہو گیا  
جان منظور نہیں بتری جدا ہو گیا  
بہرستی کی دین ہو چہ کی گیا  
مے گل رنگ ہو ساقی نے پلائی گیا  
نہوئی غم سے کیسٹم رانی گیا  
وصلی دن پائی راتوں جدا نہ گیا

## محتسب

جیکر سب سے میرے جو گیا وہ نہ ہو  
فتنہ بہا ہوا آفت نظر آئی مجھ کو

## غزل

ضعف آتا ہے دل کو تباہ تو ہو  
بو بویست ذرا سلام تو ہو  
کون کہتا ہے بو بویست تو ہو  
ہر تہ سے میرے ایک جام تو ہو



ہم صفر و چہٹو گئے مت تڑلو  
انہیں باتو نہ لوتنا ہونہیں  
اک ملکہ سیر کی پہنشاخ

دام ابھی اگے زیر دام تو لو  
گالی نہ پیر دے کی میرا نام تو لو  
مفت میں مول اک غلام تو لو

## غزل صفت

تجہسا دلدار ہو اور ناز و خرام لیا ہو  
کب سچا سے کری بات تو ای مصحف رو  
میں ہوں جد قی ترے تو گالیان کے نظام  
زلف مسکین میں چر سیر ویدل کیوں نہیں  
آرزو ہے کہ شب وصل مسیر ہو  
ملتی مت ہو سوا دت علی کے آصف

کیونچ دل کھڑی منکر ہو جو رام لیا ہو  
مردہ دل کیونچ جی جسکا کلام لیا ہو  
سنگی ایسی ہو اور اسکا انعام لیا ہو  
سیا صیاد ہو اور رات میں دام لیا ہو  
میں ہوں ہمار ہو اور گردش نام لیا ہو  
پھر تجھے چاہی کیا جسکا امام لیا ہو

## سیر کے غزل نیاز

عشق میں سیر کوہ غم سیر لیا جو ہو سو ہو  
عقل کی مدد اوٹھ عشق کی مسکیر آ  
لاگ کی آگ لگ دہی مینہ طرح سا جل گیا  
ہجر کی سب مصیبتیں عرض کیں سبکی روبرو  
دنیا کی نیک بدی کام ہو کو نیاز کچھ نہیں

عیش و نشاط و زندگی چھوڑ دیا جو ہو سو ہو  
جام فنا و بخودی اب تو پیا جو ہو سو ہو  
خست و جود جان تن کچھ نہ بچا جو ہو سو ہو  
ماز واد سے مسکرا کہنے لگا جو ہو سو ہو  
آپ سی جو گزر گیا پہرے کیا جو ہو سو ہو

## سیر کے غزل بے بدل سوز

میری جان جاتی ہے یار و سہیلو  
نہ بہانی مجھے زندگانی نہ بہانی  
خدا کے لئے اے میرے ہمنشینو  
اگر وہ نہ آوے ہمارے کہے سے  
اگرچہ خفا ہو کہ وہ گالیان دے  
کہو ایک بندہ تمہارا مرے ہے

کلیجے میں کاشا لگا ہے نکالو  
مجھے مار ڈالو مجھے مار ڈالو  
یہ بانکا جو جاتا ہے اسکو بلا لو  
تو منت کرد گھیری گھیری بلا لو  
تو دم کھا رہو کچھ نہ بلو نہ چالو  
اے جانکنی سے تو جا کر نکالو

جلو کی بڑی آہ ہوتی ہے پیار  
تو اس سوز کی آہ چھین دے عالم

## غزل صبا

جو سو گئے ہوں میں تن زیب کی پہچان ہو  
غش تو سب اویں میں نہ شیدا  
دائے کیوں نہ مضر ہو بس شیدا  
ہر ایک صبح جو آتی ہے بختین کی

## غزل نیاز

خدا گیا ترس پہرے پاس گلستان  
کی مزاج سے ایک نہالی پن لیا ہو  
بہشت میں اس کا حقل میں وہ مرا گل ہو  
نشانے جیب ترس زوئی کی لیا ہو  
خدا سے جاتی رہی ناز و عشق کی

## غزل نظر



جد کسی سے کسی کا غرض حبیب نہو  
 جدا جو ہو کرے اس صنم کے کوچہ سے  
 علاج کیا کریں حکمت اپ جدائی کا  
 نظیر اپنا تو معشوق خو بصورت ہی  
 یہ دغ وہ ہے کہ دشمن کو بھی نصیب نہو  
 آہی راہ میں ایسا کوئی برقیب نہو  
 سوائے وصل کے اسکا کوئی طبیب نہو  
 جو حسن او سمیں ہے ایسا کوئی حبیب نہو

### غزل یوسف

دیکھ کر اس کے روی خندان کو  
 اُسکے ہونٹوں کے آگے قدر نہیں  
 آنکھ تیری شکرا فگن ہے  
 گرم ہو کر نہ سونے یار کے ساتھ  
 گل نے پُرزے کیا گریباں کو  
 نعل پھر جاوے گردِ بخشان کو  
 کیوں نہ بھاگے ہرن بیاباں کو  
 اک لگ جاوے اس رستان کو  
 کہول کر دیکھتے ہیں قزاق کو  
 یاد آئی ہے صورت یوسف

### غزل انشا

کوئی اس دامِ محبت میں گرفتار نہو  
 کیجے اقرار کچھ ایسا کہ پھر انکار نہو  
 غیر کو صحبت دلدار میں کیوں بار نہو  
 دیکھہ آئینہ میں مسہ اپنا خریدار نہو  
 اس کے منے سے گرانی ہی پس آجاتی ہے  
 کیا ہی خوش آیا یہ قطع ہو کل انکار نہو  
 سیر تو ایک طرف لاکھ غنیمت کہ یہاں  
 جام ایسا فی کلفام وہ کس کلام بھلا  
 سطرِ مسطور کے لوہے ہوئی یہ تحریر  
 نالہ مرغِ چین نے اُسی بے خواب کیا  
 ہے یہ تو قصہ کہ چھپڑوں اُسویں کیوں نہو  
 کہول دیتا ہوں تیری کان پہی اگل  
 انجدا یہ تو کسی بند کو آزار نہو  
 یعنی آپس میں کسی ڈول کی تکرار نہو  
 یعنی کیا معنی جہاں گل ہو وہاں خانہ نہو  
 ناک چوٹی میں پس اتنی ہی گرفتار نہو  
 نگہت گل کی طرح سے جو سبکا رہو  
 آدمی کیا کہ جسے بوجھ نہو بھار نہو  
 سانس لینے میں کوئی شخص گنہگار نہو  
 آدمی پی کی جسے خوب ہی سرشار نہو  
 یعنی سردار نہیں وہ جو سردار نہو  
 مجھے ڈر ہے کہ خفا مجھے وہ دلدار نہو  
 میں جو چھپڑوں تو بھلا مجھے وہ بیزار نہو  
 ایسی تقصیر کہی پھر خبردار نہو

یہ ہے دہوم ایسا کہ فتنے اس میں  
 جانے دیو کوئی تازہ گرفتار نہو  
 بخت بیدار اگر خواب میں بلو پیا  
 کہ غزل اور دعا یہی بیدار نہو  
 کوئی اس یوسف صبر کا خریدار نہو

### غزل دوق

### مثنوی

میں باندی پہ دیا غنم نے سنبھال  
 زلف تریاں لٹکاں سے چھوڑ کر  
 وہ منجھول میں آج بیاہی ہے  
 اور عورت خیمہ لے کر چلی ہے  
 کہہ دیا کہ اس اب اس پر پیدا ہو  
 کہہ دیا کہ کیا خاک سے پیدایا ہو  
 کہہ دیا کہ طوفان زدہ تابوت اپنا  
 کہہ دیا کہ اگر مرنے پر رونا ہو



اور ہم درد کہاں ہو نہوا حضرت دل  
پھینک کر شیشہ دل ناتھ سے کہتا ہر وہ  
نخل خراکی طرح بلوغ محبت میں لا  
تن سے کیا جان کہ دل اپنی نکلنے پاوے  
آچکی ہے سرگرداب فنا کشتی عمر  
ہم گئے جسکی طرف جون گل بازی اس  
رنگ تھا اپنے نوشتے میں کہ اس لفظ خطائی  
ایک دم عمر طبعی ہے یہاں مثل حباب  
کیا ستم ہے کہ بے قطع رہ عشق فلک  
دل میں ہر قطرہ خون چند سواند حیا  
ہم تو کہتے تھے کہ ذوق انکی توڑ لو تو کو نہ چھوڑ

درد اب تمکو ہمارا ہو تمہارا ہم کو  
کیا بنایا تھا ہتیلی کا پھپھو لا ہم کو  
کثرت زخم سے اک خلعت زیبائے ہم کو  
ہو بٹیر طیکہ ترے آنے کا ہر وہم کو  
ہر نفس باد مخالف کا ہی ہو کا ہم کو  
پاس آنے نہ دیا دور ہی پہنکا ہم کو  
خط لکھا غیر کو اور بھول کے بھیجا ہم کو  
فکر امروز ہے نہ ہے غم فردا ہم کو  
آرہ سال یوہی ہے دندان عویش ہمو  
نہی وہ ہی جب الفت کی نچوڑا ہم کو  
اب وہ برہم ہی تو ہی تجھ کو قلن یا ہم کو

### غزل سودا

بہار باغ ہو دنیا ہو جام صہبیا ہو  
روا ہے کہہ تو بھلا اسے سپہر ناصات  
بھرا ہے ہفت در اسے امیر دل ہمارا ہی  
جو ہر بان میں سودا کو مغنم جانیں

ہوا ہوا برہو ساقی ہو اور دنیا ہو  
ریا و نہر چھپے راز عشق رسوا ہو  
کہ ایک لہریں روی زمین دریا ہو  
سپاہی زانووں ملتا ہی دیکھئے کیا ہو

### غزل وحشت

زخم جدائی دل پہ لگا کہ اس پہلو کہ اس پہلو  
دل بر میں تڑپاٹائے رہا کہ اس پہلو کہ اس پہلو  
وہ خواب میں ہم آغوش ہوا اور کھل گئی اکبار اکھڑ  
پھر در و جگر اکبار اوٹھا کہ اس پہلو کہ اس پہلو  
میہات کہاں اب تھ لگے وہ رشاک پری ہم صہنم  
بالین تھا جسکے ہاتھ مرا کہ اس پہلو کہ اس پہلو

مخاطب عدم میں حشر ہے اسے  
مشتی جگایا تو نے بھج  
جہاں دنیا میں ہیں چار گاہ  
جہاں میں ہیں چار گاہ  
جہاں میں ہیں چار گاہ  
جہاں میں ہیں چار گاہ  
جہاں میں ہیں چار گاہ  
جہاں میں ہیں چار گاہ  
جہاں میں ہیں چار گاہ  
جہاں میں ہیں چار گاہ

غزل سودا  
مادر کو صہنم یا تو بچہ پنجا دو  
یا ای دل کو مے پاس اسکا لادو  
مے دین میں ابھی کی بچے یا دین میں  
لو کر قادیوں سے غم قفو بیکھلا دو  
سائے دینے دو پتھر کی پیچے غم کی کیا ہے  
نہا کر کے تو ملک صہر کہ وجہا دو



آتش عشق تو دامن سجھلا ہوا  
شاعری تمکو مبارک یہ رہے استاد

مغیجہ اور توقع تو نہیں تھے اب  
درد ہی سوز ہے دنیا میں غریبوں کی

## غزل میر تقی

در میان تو ہو سائنے گل ہو  
نہ تامل ہو نا تغافل ہو  
جیسے پر بیج کوئی کا گل ہو  
کس ہر دے پر تک تحمل ہو  
رنگیا ہوں چراغ سا گل ہو  
داغ بھی ہو تو کوئی بالکل ہو  
لکھنے بیٹھوں تو خط ترسل ہو  
جبکہ قتل کے شیشے کے قل ہو  
لوئی گل ہو صغیر بلبل ہو  
کہیں ایسا نہ ہو کہ پر غل ہو  
کاش تک یار کو حامل ہو

منعقد کاش مجلس مل ہو  
گر میان متصل رہیں با ہم  
اب ہو ان یوں جگر سوتا ہے  
مستطالع نہ جذب پھر دلو  
لگ نہ چل ہے نسیم باغ کمر  
اوٹھہ چلا لالہ سان ما تو کیا  
طول کہتا ہے درد دل میرا  
ہو جو مجھ بادہ کش کے عین تو  
دیر رہنے کی جا نہیں پہ چمن  
مجھہ دیوانے کی مت ہلا زنجیر  
منکشف ہو رہا ہے حال میرا

## غزل کنور

ہر طرح اچھا ہو خوش اہلوب ہو  
دیکھئے کیا اوسکی تین مرغوب ہو  
شیخ جی تم ہو نہ ہو مجذوب ہو  
عاشقو نہیں تم ہی اک محبوب ہو  
سرتلک بھی دون اگر مطلوب ہو  
وصل دو دل ایک جامع ہو  
گر بلا لچے تو اوسکو خوب ہو

تم سبھوں کا یار ہو محبوب ہو  
قتل کرتا ہے ہین یا نہ وہ شوخ  
ایک حالت پر نہیں رہتا مزاج  
شکر الہ اوسکی پاس ہوتی شیخ  
جان و دل تو کر چکا تیرا شمار  
کیا بڑا ہے رسم شہر عشق کا  
ہے کھڑا عاشق تمہارا وہ کنور

## غزل شا

بہترین کا تو مزاج ہے کہو اور  
بات میں تم تو خفا ہو گے کہو اور  
تم کہو گے جسے کہو کہو اور  
یہاں تو دوسرا کہو کہو اور  
جی انصاف ہی کہو کہو اور  
تم تو سو کہو کہو کہو اور  
اب تو چھوٹے خفا ہو کہو اور  
یہ تم تک میرا نام نہ کہو اور

## میر تقی

غزل احوال مرا سنے جبرائیل  
جاوے داورے وارو ہو طوب اور  
چلکے دو ایک قدم دیکھتے ہو چہ یوں  
کام کیا سن تو چکے جا رہے ہو اور  
آپ ہی آپ مجھے چہ ہو اور  
آپ ہی بات میں پرورش نہیں  
آپ ہی ہیں جی چاہی شاہان  
دیکھو دو تا مجھے یوں نہ کہو اور



یا تیری نہیں سختی جو اکیلے مل کے  
شکوہ مند آپسے اٹھا ہو سو کا کیا دخل

ایسی ہی ڈھب سے سناؤں کہ سنواؤں سنو  
تم نہ مانو تو کہوں چلے چپو اور سنو

## غزل سودا

بلبلان سبب تھی این باغبان پر دیکھو  
یہ صیت کر کے بلبل باغبان سے مرگئی  
بعد میر دفن کے تو قل ہڑ سہا چا ہاگر  
بہر قدم چالیں ہٹلرا کے تربت پر مرے  
یا تہا مد سے سودا کی تین یہ باجرا

آنسو اور شہنم سستی حوض نہر بہر دیکھو  
کہ گئی مجھ کو جگہ تخت چمن پر دیکھو  
کہو در ہر بیج گل کو صفا مٹی دیکھو  
فاتح کی جاے پر تعریف گل کی کچھو  
اچ کیوں ظاہر نہیں کچھ بہید سکا کچھ

## غزل مومن

اولی وہ شکوی کرتے ہیں اور کرا کر کہتا  
بھری عبادت آئی ولیکن قضا کے ساتھ  
بے پردہ غیر پر اس دسی بیٹھانہ دیکھتی  
شاید وہ لالہ رو گیا گلگشت باغ کو  
اوسکی گلی کہاں ہے یہ کچھ باغ خلد ہے  
آتی ہے بوسے باغ شب تار ہر مین  
گلبنانگ کسکا مشورہ قتل ہو گیا  
تھی وعدے سے پہر نیکی خوش یہ خبر تھی  
الدر مگر ہے بت و تجانہ چھوڑ کر

بیٹا تھی کے طعنہ میں عذر جفل کے ساتھ  
دم ہی نکل گیا مرا آواز باکی ساتھ  
اوٹھ جاتی کاش ہم ہی جیانیہ جا کر  
کچھ رنگ بوی گل کے عوض ہے صبا کیساتھ  
کس جاے مجھ کو چھوڑ گئے موتلا کی ساتھ  
سینہ ہی چاک ہو نکلیا ہونفا کی ساتھ  
کچھ ایسی بوی خون مان کے ہو کے ساتھ  
ہے اپنی زمدگانی اوس بی وفا کی ساتھ  
مومن چلا ہی کعبہ کو اکپار سا کی ساتھ

## غزل ولی

سج تو دل کیوں تو پڑا اس بت عیا کیساتھ  
وام میں آنکی صیاد سے بلبل نے کہا  
لو سے ان باتھو نیکی لیتا ہوں میں دم ہر  
جلد پہاؤ سکو ملاؤ یا مجھے دور رکھے

کوئی آتا ہے پہلا ایسے ستمگار کے ساتھ  
بیچنا مجھ کو کسی آئینہ خسار کی ساتھ  
کیونکہ مگر ہے ہاتھو نہیں لدار کے ساتھ  
ایسی ہی بات مری حضرت غفار کی ساتھ

حشر کا خوف ولی کو تو نہیں ہے وہاں  
بے شفاعت یہ وہاں احمد مختار سے ہاتھ  
غزل سبقتی  
عز و قار کیا ہے کسی خود ملک ہاتھ  
بے آبر و فقیر کی شاہ دلا کے ہاتھ  
بہلا دیا فلک سے چاہا بخدا کی ہاتھ  
اوٹھنا ہوا خاک سے چاہا بخدا کی ہاتھ

غزل انشا  
تو گل گل ایک دیکھا ہے میں صبا کے ساتھ  
دیکھو اوسکو مجھ کو بارون نے ہر آن کے ساتھ  
کس دہرے لک گیا ہے یہ کوئی لک گیا ہے  
دلی گرہ نہ ناخن تدبیر سے لک گیا ہے  
عقدہ کیلے گا یہ آریہ مشکل ملن کی ہاتھ  
غزل انشا







بنده نوازش تمهید حق ضا واه واه  
تیری گدائی میاں یہ صد واه واه  
کو جہک یا ادب صل علی واه واه

غزل جرات

کیا رات ہی کیا رات ہی کیا رات ہی و اللہ  
کیا مات ہی کیا مات ہی کیا مات ہی و اللہ  
کیا گات ہی کیا گات ہی کیا گات ہی و اللہ  
صلواتہ ہی صلواتہ ہی صلواتہ ہی و اللہ  
کیا بات ہی کیا بات ہی کیا بات ہی و اللہ

غزل سودا

دیکھ لیا بس تمہیں پہننے صنم واہ واہ  
 اوسکی صنایں حد الگ ذری جو دم واہ واہ  
 ٹاک تواد ہر بھی کہہوا برکرم واہ واہ  
 کہتے ہیں نت سناکن یر و حرم واہ واہ  
 اونپہ زمیں سے ہوتا لوح و قلم واہ واہ

غزل مظهر

اسو اسے لکھا ہے جس میں سو ا کے ہاتھ  
شاید کہی تو جا لگا اس دریا کے ہاتھ  
مینا کا ہے جس سے مجھ بیٹو کے ہاتھ  
سورج کے ہاتھ جو بڑے دیکھا صبا کے ہاتھ  
پیشہ چنپا ہے کسی میرزا کے ہاتھ

غزل درد

گردل سپید آلوده فاطمه بنو تورنجیده

گلشنِ دورانیں از خفا کی طالع  
 سبزِ بومیں اسکیں جون سبزِ خوابیدہ  
 اسے بویا ست رہ او سرِ دلِ شوریدہ  
 جو کہے می جو بیانیے کوئی دلا نظریں  
 اور دے تو منے ہو نظر و نسو ملا نظریں  
 ایدہ کفر کوئی بھینکے ہی تو زور دیدہ  
 بدخواہ جہو عالم کو ہو دے ہو بیکین  
 کسی آئینوں میں حق میں دل دیدہ

پیش

کرتا ہے جگر دل میں خوف ہے بار بار بے ہوشی  
اسے درد یہ ہے تیرا ہی ہر لمحہ

آن میری نظر یا حق

بہر چہ چنانچہ در سے وہ  
جزیرہ اور زمین اپنے ذ

میں لکھنا بھی غور سے

09



تنگ ہے جان ناصبور سے وہ  
کہ سرکتا نہیں حضور سے وہ  
خوب تر ہے پری و حور سے وہ  
وی گیا جی ہی اک سرور سے وہ  
کیا خون کر گیا شور سے وہ

دیکھیں عاشق کا جی ہی کہ نہیں  
کیا تصویر میں پہرے صورت  
خوبی خوش بی و بشر میں کہاں  
دل لیا جس غم کی تو فی شوخ  
خوش ہیں یو املی میرے سب

## غزل شا

یوں مجھے لگا شان جہانی نہ اری سہم  
غصہ تو کہیں جانے دی بسر خیر میرے سہم  
نادان یہ پہلا کون ہے سوچن اری سہم  
کہتا ہوں میں اس سے بھی کٹک و زری سہم  
ست ماتہ کو سطر جسے تو سر پہ ہے سہم

تو مجھے لگا کہنے کہ چل سٹ کی پر سہم  
کتک تو ڈراتا ہے پہر ماتہ میں تیغ  
تو دوڑ کے آتا ہے مجھے چیرنے شکو  
کیا ہے ملاکون وہ پٹیا ہو مر پاس  
اٹک کہیں نہیں لول مرا جی نہ کرنا بر

## غزل ذوق

اجل کو جو طبیب سرگ کو اپنی دوا سمجھے  
اوی تیر قضا او سکو پر تیر قضا سمجھے  
بہار خونکو قاتل میں اسکو خون بہا سمجھے  
کہ جو زہر اب تیغ یار کو آب بقا سمجھے  
فلک کو ہم کسی کل فر کی چشم سرمہ سا سمجھے  
اور اسپر ہی نہ وہ سمجھے تو او ست خود سمجھے  
برا سمجھے برا سمجھے برا سمجھے برا سمجھے  
بڑین تیر سمجھے پرانے ہم سمجھے تو کیا سمجھے  
ہم اپنی خاکسار اپنی حق میں کیا سمجھے  
مگر شور قیامت کو تیری آواز پا سمجھے  
ترا بیمار غم تجھ بن سموم جانگرا سمجھے

تری جی کو وہ بیمار غم دار الشفا سمجھے  
نگہ کیا اور مرہ کیا سمیتو دونو نکو بلا سمجھے  
شہیدان محبت خوبک میں وفا سمجھے  
وہی کچھ تلخ کام اس نندگانی کا مزہ سمجھے  
ہر اک گرد شہین سوانداز ناز فتنہ زار سمجھے  
ستم کو ہم کرم سمجھے جفا کو ہم وفا سمجھے  
برائی میں ہمار وہ اگر اپنا پہلا سمجھے  
تجھ ہی سنگدل آرام جان لرا سمجھے  
وہ ہم سے خاک راد کو جب پنا خاک پا سمجھے  
تری کشتی جو یون خاں عالم سی یک یک چو نکو  
نسیم صبر گلشن میں اگر صبر ہو دم سمجھے

روان ہوتا ہے اس بستان میں کاروان  
جھٹکے کو صبا غنچہ کے آواز دریا سمجھے  
حباب اصلا بنو چھے چھے میری زلفوں  
حباب دوستان دروں کردہ دریا سمجھے  
اگر دلو نکلا لہیر کر پیکان تو رہنا دو  
کہ عشق اپنے پیلوں میں ایسا دلی بیا سمجھے  
کسی آہ رسا میرا جو سیر عالم بالا  
فلک کو نہی لو نہیں اک بلبل باغ سمجھے

## مکتبہ

منہ سے نہ زخم دل تیر میرا جی سمجھے  
اونہ میں مانگے نہ بھیجے خندہ دندان سمجھے  
محبت سے زار موم ہو اس سے کیا سمجھے  
دل شکستہ میرا اپنے حق میں کیا سمجھے  
عدو الیہ بنکر ماسہ بر کیا نصیبو سمجھے  
کر لیکے خط کیا مدعی سے کیا سمجھے  
نہ جو دے مال جانے نہ جو خد صفا سمجھے



نہ آیا خاک ہی رستہ بچہ میں عمر رفتہ کا  
خیر سنتے ہی قاصد ہوئی ہم بچہ بالکل  
تخوست بھی موت ہو گئی زلف و نیرنگ بونے  
کٹا دکار پہنے پنجہ تقصیر کو سونپا  
ہلا او نسل کی مصرع میں ہے مستمور  
ہوانے زلف کو چھیرا اور اپنا دل لرزتا  
سمجھہ میں نہیں آتی ہے کوئی بات ذوق

مگر سچے تو داغ معصیت کو نقش پرانچھے  
ترے پیغام کو گویا کہ پیغام قضا سچے  
کلمہ تیرہ بختی سر پہ ہم مٹل ہا سچے  
خرد کے ناخنوں کو ناخن نگشت ہا سچے  
اوسے کہ کہلی جو معنے ناز و ادا سچے  
کوئی جانی تو کیا جانے کوئی سمجھو تو کیا سچے  
کہیں ایسا نہ ہو ہے مگر ادا سچے

## غزل مومن خان

کشتہ ستر دیدار میں یارب کسے  
وہ چلا جان چلی دونوں ہیانے کسے  
پاؤں تربت پہرے دیکھتے ہنکر کہنا  
محکومارایہ مر حال تغیر نے کہ ہے  
کس پری رو ستمگری ملا دل فسور  
بخت پر دے سے قربان عدو ہوں  
نالہ رشک نہو باعث درد سر مرگ  
لذت مرگ سے ہجران سے دعا ہی کہ خدا  
کیون ہم شمع کی مائیں جلین دور کھڑے  
یار مومن ہے ہی میں مدعی طبع روان

نخل تابوت میں جو بیول لگی نگرے  
اوسکو تھا مومن کج اسی پاؤں چرون کرے  
چورے شیشہ دل سنگ ستم سے بسکے  
کچھ گمان اور بھی ہر کی سول ہوسکے  
کس پہ دیوانہ ہوا ہوش گئے میں اس کے  
اگ بن جائے وہ گرد پیردن میں جس کی  
غیر کی سر پہ لگاتا ہوا دھندل گھر کے  
یہ مزا ہونہ نصیب نہیں کسی جس کے  
جب عدو باعث شگرمی ہون تیری مجلس کے  
واہ افکار تران اور مع یا بس کے

## غزل نصیر

جدید ہر وہ ماہ لقا صبح جلوہ گر ہو جا  
سیکا تشہ خونہ نگار گر ہو جا  
تصور اوسکی ہے آنکھوں نگار روز سہکو  
شکر ہونکی قد و نکا ہے خیال مجھے

مرا ہی جون گل خورشید مناد دیر ہو جا  
تو اوسکے آگے حنا ماتہ بامد کر ہو جا  
دل نیا کیوں نہ دو عالم سے بچر ہو جا  
جو دل سے آہ بھی نکلے تو نیکر ہو جا

شکستہ باو سچے پہلے ماجرا سے دل نیا  
شکستہ چشم اگر تو پیا سب ہو جا  
عشق جون جون کر یا ہے تیرے دم  
اسی قدم پر سب سے سچے ہو جا  
وہ جام میں مینا چیم ہو جا  
سجے حجاب جو مژگان چیم ہو جا  
دست اس سے محبت کا آہ سرور  
دوسو طرح سے مرا شوق آہ سرور  
یقین بسا پہلے دل آہ سرور  
خدا دلہائی کہیں روکے تو تیری ہو جا  
شب فراں سنائی کی گری ہو جا  
غزل درد



افس و سما کہاں سی وسعت کو پاس کے  
وحدت میں تیری حرفِ دولی کا نہ آس کے  
میں وہ فنا وہ ہوں بغیر از فنا مجھے  
قاصد نہیں یہ کام ترا اپنی راہ لے  
غافل خدا کی راہ پہ مت بھول نہ بہار  
یار یہ کیا ظلم ہے اور اک فہم یہاں  
گو بحث کر کے بات بنائی تو کیا حصول  
اطفارناز عشق نہو آپ سے کہی  
مست شراب عشق وہ بخود ہیں شکر

میرا ہی دل ہی یہ کہ جہاں تو سما کے  
آئینہ کیا مجال نچے منہ دکھا کے  
نقش قدم کی طرح نہ کوئی اوٹھا کے  
اسکا پیام دل کے ہوا کون لا کے  
اپنے نہیں بھلا دے اگر تو بھلا کے  
وہڑی ہزار آپ سے باہر نہ جا کے  
دل سے اوٹھا خلاف اگر تو اوٹھا کے  
یہ آگ وہ نہیں جسے پانی بجھا کے  
اے درچاہے لائے بخود پھر لا کے

## غزل سیرتی

پند زلف کرے قہدی کند کرے  
ہمیشہ چشم ہے مناک ہاتھ دبیرے  
بڑے بڑوں کو چہکا تے ہی کہنی اُٹھم  
بیان دیکھے ہی چلنے کو کرے مجلس میں  
نہ عجیب کو راہ سے بچائے گردنیا کا  
سوا ہی اسکے بڑی ڈاہ ہی میں سے کاشیخ  
دکھا دیکھ کہہ زلف کہول منہ پہ کہو  
اگرچہ سادہ ہی لیکن ربودن دل کو  
خمن ہی ہو جو کہتے ہیں شعر میرے عمر

پند اسکی ہے وہ جس طرح پسند کرے  
خدا کیونہ ہمسایہ درد مند کرے  
پکڑ کے تیغ وہ اپنی اگر بلند کرے  
اچھلنے کو دے کو ترک گر پسند کرے  
ہزار رنگ یہ فروت گو چہ چنند کرے  
کہ جو کوئی تجھے دیکھے سوریش خند کرے  
کہہو خرام سے رستی کی رستی بند کرے  
ہر اچھ کرے لاکھ لاکھ فند کرے  
زبان خلق کو کس طور کوئی بند کرے

## غزل آتش

یار آئی مراد چمن خدا نے دی  
دکھائی رو محظوظ نے یا کی اعجاز  
کئی ہر دیر سے اب تک چھری نہیں  
کئی ہر دیر سے اب تک چھری نہیں

شگفتہ بنے ہوئے بوی گل خدا نے دی  
گلیم پوش کو پنہیری خدا نے دی  
در قبول کے اوپر ڈھی دعائے دی

نشانِ پانی بہت کور کئے ہوئے  
نشانِ پانی بہت کور کئے ہوئے  
نشانِ پانی بہت کور کئے ہوئے  
نشانِ پانی بہت کور کئے ہوئے

نشانِ پانی بہت کور کئے ہوئے  
نشانِ پانی بہت کور کئے ہوئے  
نشانِ پانی بہت کور کئے ہوئے  
نشانِ پانی بہت کور کئے ہوئے

نشانِ پانی بہت کور کئے ہوئے  
نشانِ پانی بہت کور کئے ہوئے  
نشانِ پانی بہت کور کئے ہوئے  
نشانِ پانی بہت کور کئے ہوئے

نشانِ پانی بہت کور کئے ہوئے  
نشانِ پانی بہت کور کئے ہوئے  
نشانِ پانی بہت کور کئے ہوئے  
نشانِ پانی بہت کور کئے ہوئے



تھارتی نگر سے گوں سے زمانہ بہت  
چہرہ آتشکدہ ابرو تھے سو محراب حرم  
صلحنامہ جو لکھا تیرے خط مشکین نے  
ہو گئی سیرہ خط اہل کو شفا کی بوٹی  
تھی نہ اسید رمانی کی دلی ناسخ کو

سہ کسی رند کو کب خانہ خمار کی تھی  
گردن آگے ترے خم کا فرد و نیدار کی تھی  
نہ ہی جنگ جو کچھ میری اور غیار کی تھی  
اس سوا اور دو اکیا دل بیمار کی تھی  
لاکھ رنجیر ترے گیسو خمدار کی تھی

### غزل قطب

کس شان سے آئی ہے یہ چالاک بستی  
معلوم نہیں عشق میں ہے کسے گرفتار  
ہیں ہم تیرے شتاق ذرا آکے لپٹ جا  
گل پھولے سماتے نہیں گلشن میں عزیز  
کیونکر نہ قطب ہو دے فدا جان و جگر سے

اور پنپے ہوئے سنجے ہر پوشاک بستی  
کیوں رکھتی ہے یہ سینہ کش چاک بستی  
فرقت میں تیری ہو گئی بس خاک بستی  
اور باد صبا جہاڑے ہر خاشاک بستی  
ہوتا ہے تصدق ترے افلاک بستی

### غزل انش

بگم ہے اس پر کی ہر چہ چون اک آفت ہے  
چہن ہے جام صبا ہے کھنسی جا و خلوت ہی  
رگڑنے دو مجھے تلوے کٹ اپنی اکھیں تم  
ساد اچھاڑ کر پنجے چٹ جاوے کہیں حشت  
بھلا کیونکر نہ عشق ہوں ہم کرد و بند وضع کو  
مجھے کیوں گالیاں دینے ہو مجھے کر کے ماحق تم  
بھلا آخو بنی صاحب کو آنے دو کہونگا میں  
دیا ہے پاؤں شوخی میں شاکر و کس صاحب کے  
کسی کا منہ چڑھا جانا کی کوئی بتے کہنا  
کتا بونیر پڑے ڈکڑ کچے ہے تھا پہ پھلوں کی  
مراتب غوث کا ملنا ہے اجزا گلستان کو

معاذ اللہ جو دیکھی ہر طرف کیسی طاعت ہے  
اگر ایسے میں آجاوے تو صبا و نعت ہے  
تصدق میں تمھارے جاؤں اس مجھ کو جگ  
بری تیو نظر آتے ہیں اس مجھ کو جگ  
فطانت ہر ملاحظت ہر ندرکت ہر صبا ہے  
ارے کتب کے رکوہاں بھلا کیا شہرت ہے  
کہ اے حضرت سلا آپ سنے یہ حقیقت ہے  
جہاں مہنی ملی انکو تو اک برپا قیامت ہے  
سدا رہی آپ سجدہ کو یہاں مہنی قیامت ہے  
اگر چھبکے نظر کچے تو یاں کچھ طرف صبت ہے  
ہنایت شیخ سعدی کی یہاں مہنی نصیحت ہے

وہ آئی ہیں کیا کھلیں اس سانسے جو  
غرض نہ صبا جو کبھی خواب میں بھی نہیں  
نہیں کہ کچھ دیکھو کہ کچھ دیکھو کہ کچھ دیکھو  
نہیں کہ کچھ دیکھو کہ کچھ دیکھو کہ کچھ دیکھو  
نہیں کہ کچھ دیکھو کہ کچھ دیکھو کہ کچھ دیکھو  
نہیں کہ کچھ دیکھو کہ کچھ دیکھو کہ کچھ دیکھو

### غزل مومن

### مومن بے نظیر

سینہ بولی سے زین ساری ہلاکے اوطاق  
کجا علم و موم سے تیرے شہدائے اوطاق  
نہاں اسی بزم میں طوفان اوطاق کے اوطاق  
دل سے کوئی نہ دھواں دھواں اوطاق کے اوطاق  
شکستہ مانے بت مومن دھواں دھواں اوطاق کے اوطاق  
گر نہ ہو دل میں خیال نگہ خواب آو  
دیکھا کی اتر خضہ جف کے اوطاق



شمع کی چور کا محفل میں جو مذکور ہوا  
گو کہ ہم صفحہ ہستی پہ ہین بکھر غلط  
ہو عذاب شب یلدا سی رانی یارب  
اُف ری گرمی محبت کہ تیرے سوختہ جان  
میں دیکھا تا تمہیں تا نیر مگر ماتہ مرے  
سوز شد لے ہوا کیا ہین یانی یانی  
جی ہی مانند نشان کف پا بیٹھ گئی  
شعر مومن کے پڑے بیٹھ کے اوسکے آگے  
دل چڑا بیٹھے ہی جب آنکھ چرا کی اوٹھے  
سیک اوٹھے ہی تو ان نقش مٹا کی اوٹھے  
زلف منہ سے کہیں اس مہر لقا کی اوٹھے  
جس حکیمہ بیٹھ گئی اگ لگا کی اوٹھے  
ضعف کی لکھتے ہی تب وقت دعا کی اوٹھے  
وہ جو پہلو سے پسینہ نین نہا کی اوٹھے  
پاؤں کیا کو چسے اس موش ربا کی اوٹھے  
خوب احوال دل راز سنا کی اوٹھے

## غزل سودا

گوہر کو جوہری اور صراف زر کو پر کہے  
وہ شخص بار خاطر ہرگز نہ ہو کدیکا  
جوہر نہ ہو جسمین جوہر شناس کہ ہے  
درجن کے خوانانجہ یار ہین جہانین  
خاطر میں نہ ملاوے کہا ہے انبرسیان  
سمجھے کہ حشیم عاشق یا قوت کا ہی معدن  
درجن کو اپنے پر کہا لی آدمی سے  
ایسا کوئی نہ دیکھا دہ جو بشر کو پر کہے  
جس کا مدیم ہووے اوسکی نظر کو پر کہے  
جو صاحب نہر ہے وہ ہی نہر کو پر کہے  
جسمین نہ چوٹی سجے کوئی گہر کو پر کہے  
جو قطرہ ہائے اشک مرگان ترکو پر کہے  
ظالم اگر تو میرے تحت جگر کو پر کہے  
ہرگز نہ کہ تو سودا ہر جانور کو پر کہے

## غزل عارف

گرمین شوخی سے کہوں تری ہر بجلی  
بدگو کہتے ہین برسا ہی ہے گوہر بجلی  
ہوئی بیتاب ترکان کی کیونکر بجلی  
ایک دن دیکھہ مرا تو دل مضطر بجلی  
جوش بارش میں چمکتی ہے فروز تر بجلی  
کسے رکھدی ہے مری سینہ کی اندر بجلی  
گرمین شوخی سے کہوں تری ہر بجلی  
بدگو کہتے ہین برسا ہی ہے گوہر بجلی  
ہوئی بیتاب ترکان کی کیونکر بجلی  
ایک دن دیکھہ مرا تو دل مضطر بجلی  
جوش بارش میں چمکتی ہے فروز تر بجلی  
کسے رکھدی ہے مری سینہ کی اندر بجلی

## غزل ان

تبدلیا شوق میں یام سے طفل بہر زور  
جب سے ملک بن لگا پڑنے الف بنی سے  
مادہ آملے وہ حرف نکا اوٹھانا بھلا  
ہیم کے پیٹ میں لفظ ہے اور غلیب  
سے کی پلہ شکل تو وصل کسی آتی نظر  
نقطہ جو اس پر لگا دین تو ہونی پیرہ

## غزل

دال کی کڑے سے دانا کی مرقا کی  
ہے سوک پانچ بن بی بی ہے اور بن  
فال ہی چوٹی ہین اسکی چون آتوچی  
فال ہی چوٹی ہین اسکی چون آتوچی  
ایک پکارا سا ہے سنا ہے ہی جو یک نقطہ  
ری ہی خالی وری جڑ پیر ہی جڑ پیر  
کرتا ہے ہماہ میل ہی مری خوار  
سین خالی ہی ہا ہا ہا ہا ہا ہا ہا  
صدا و غضا دینا بس فرق جیک نقطہ



طوبی طرح ہے اور کچھ پہرے یک نقطہ  
فے پہرے یک نقطہ ہے اور قاف پہرے نقطہ  
میم بھی یونہی ہے اور نو کی اندر نقطہ  
کیا خلیفہ جی بھی ایسی ہیں سے نکلے  
گالیان تیری ہی سنتا ہی ایشاد

عین بے عیب ہے اور کافی میان عین پہرے  
کاف بھی خالی ہے اور لام بھی خالی ہے  
مفلسا بیگ ہے یہ داوہی در چوٹی ہے  
اگے چوٹی دوا بھی لام الف ہمزہ  
کسک طافت ہی کہی کوئی جو یہ سکو

## غزل خاک

اوسکے ملنے کی نہ سوچی کوئی تدبیر مجھے  
دو جہاں کو میں کروں اوس پہ صدق بلیں  
ایک بکے سوا کچھ نہیں بازگا ہمنے  
آج ہے عید ذرا عید منالو پیارے  
تب تو جھجلا کے وہ بولا بت کافر مجھے  
خاکسار و ملک نہیں دولت زر کی خواہش

آہ دکھلا دیگی کیا دیکھتے تقدیر مجھے  
اوسکی دکھلا دے ہلا جو کوئی تصویر مجھے  
جسکا جی چاہے اگر دیکھے تغذیر مجھے  
شرط سلام کی ہے کبھی بغلگیر مجھے  
آج بیان عید میں کیوں کرتی ہو لکیر مجھے  
خاکساری ہے بہت نسخہ اکیر مجھے

## غزل اش

چمنستان کی گئی نشو و نما پھرتی ہے  
خال مشکین کو ترے کرتی میں فتنے سجدے  
خاک چنوا رہی ہے کوچہ قاتل کی تلاش  
کچنگہ تو فی تو کی ہمسے کہی کہتے ہیں  
ملتی جو تری درگاہ کی میں اب محبوب  
نشہ می نے نقاب رخ زیبا اولٹا  
قتل کس کو کرے دیکھئے ہنگام خراب  
بادون تک یار کے پہونچگی ٹک کرے  
وہ جنون خیز ہے وہ مائے سودا ہزل  
اپنے جامی سے ہو نہیں سکتا مقلع باہر

رت بدلتی ہے کوئی زمین پہرتی ہے  
عینیں گیسو و نکی گرد بلا پھرتی ہے  
ساتھ ساتھ اپنی خراب اپنی قضا پھرتی ہے  
آنکھ اپنی بھی صنم سو خدا پھرتی ہے  
پینے تشریف قبول ملکی دعا پھرتی ہے  
ہو کرین کہاتی ان آنکھوں کی حیا پھرتی ہے  
یہ قدم سے جو لگی انکی حیا پھرتی ہے  
پہرے سے کوئی دہ زلف سا پھرتی ہے  
دیکھتے ہی جو پری برسنہ پا پھرتی ہے  
رہن ہوتے ہوئی دستار و قبا پھرتی ہے

صاحب مخمر کے سوا صاحب شب جبر نہیں  
یہ بلا وہ نہیں ایشاد جو بلا پھرتی ہے

غزل مرقی

بہنے جانا تھا سخن ہونے زبان پر کتنے  
پر قلم مانہ جو آئی کلمے دفتر کتنے  
میں ہے اس قطعہ صناعت سے پہنچا ہے  
یہ ایک کو جی میں جسکی ہی ہنر کتنے

غزل مرقی

لکھنؤ عشق کو آباد مدد کیا  
ہر گلی کو پسے میں اور جگہ پر ڈیو لکھ  
آہ نکلا ہے جو یہ لکھی ہوتی ہیں  
آستین باغین آوارہ ہوسے برکبار  
دیکھو یہ بچہ مرگلاں کی ٹانگے پر کھڑا  
لب مٹل میں ملنے میں دراز کھڑا  
اسمرا انکھ میں سدا رہتے ہیں دراز کھڑا



## عزل میناز

دکھلائے داغِ دل سے فغانِ شمع  
جورِ بیان سے بیابانِ شمع  
یہاں سے جھلکا لہجہ کی بک بک  
میں اس طرح جنوں سے ہاتھوں کی بک بک  
لاؤں کہاں سے درگزرِ بیان سے شمع

## میں بے نظیر

دورِ دم میں کوئی نہیں بڑی راہ  
کافرت نے میں سماں سے لئے  
سچے ہو گزر درجیاں کے نیار  
دربان سے میں بیجاں سے لئے

## عزل طور

میں جی جاؤں اصل سے آپ دین گریہ  
پہنچاں زبانی خط سے کہنا نامہ پہنچے

عمر گزری کہ نہیں وہ آدم کوئے  
کب تک دل صد پارہ نظر میں رکھے  
عمر گزری کہ نہیں وہ آدم کوئے  
تو ہی بچارہ گدا میر تر کیا مذکور

جس طرح دیکھے عرصہ میں میں اپنے کتنے  
سیرانکہ میں میں سدا کہتی میں لبر کتنے  
جس طرح دیکھے عرصہ میں میں اپنے کتنے  
مل گئی خاک میں یہاں صبا جگر کتنے

## عزل ذوق

کسب حق پرست زاہدِ نیت پرست ہے  
دل صاف ہو چاہیے معنی پرست ہو  
دور ویش ہے وہی جو یائیں حبت ہو  
جز زلف سو جہتا نہیں ابد وہ دل تجھے  
دولت کی مکھنہ مار سر گنج سے اُمید  
عقمانے گم کیا ہے نشانِ نام کے پئے  
یہ ذوق نے پرست یا ہے صنم پرست

حوروں پہ مر رہا ہے یہ شہوت پرست ہے  
آئینہ خاک صاف ہے صورت پرست ہے  
تارک نہیں فقیر ہی رحمت پرست ہے  
خفاش تو نہیں ہے کفایت پرست ہے  
سوزی وہ دیگا کیا کہ جو دولت پرست ہے  
گم گشتہ کون کہتا ہے شہرت پرست ہے  
کچھ ہے بلا سے بیک محبت پرست ہے

## عزل ناسخ

آتشِ عشق وہ ہے جس میں سندِ حلجہ  
پر پہرہ نہ کب شمع رخِ جانان کو  
تن بدن چوں کہ یا ہے شبِ فتنے مرا  
شمع ساں شمع تپ غم سے ہر سوزان مکتوب  
ہو ترار دے جہاں سوز اگر عکسِ فگن  
شجرِ طور کی مانند عصائے موسیٰ  
کھیل سمجھے وہ صنم جان کی اتشاری  
جب تباہ سوزاں سے جلا خانہ دل  
ہے وہ پر کالہ آتشِ قد موزوں تیرا  
اتشیں چہرہ ہے ہر شاہِ مضمون ناسخ

اک شر جلائے جو پھر میں تو پھر حلجہ  
کہ فرشتہ ہی کوئی آوری تو شہرِ حلجہ  
کیا عجب ہے جو مرے جسم سے بسترِ حلجہ  
کیوں نہ پروانے کی مانند کبوترِ حلجہ  
ہے یقین خانہ آئینہ ستم گر حلجہ  
دیکھ کر کاکل ولد ارکا اثرِ حلجہ  
سوز غم سے جو کوئی عاشقِ مضطرِ حلجہ  
نہوایہ کہ کسی غیر کا بھی گھرِ حلجہ  
دیکھئے اس سے جو تشبیہ صنوبرِ حلجہ  
کیا عجب ہے مری اشعار کا دفترِ حلجہ



شب وصل صنم میں صبح تک ہمنے دعا مانگی  
عوض بوسہ کے ہمنے گایا دی تہیں کہ صبا نے  
اے او بے مروت تجھ کو دل دینا نہیں لاؤں  
شب وصل غریب اس تری گردن چوں ہوگا  
عجب سرکار ہے الہ کی اور طور پر ہر وقت

آہی آج نکلے مہر تاباں سے قمر پہلے  
فدۂ انصاف تو کیجے نکال کر سے شر پہلے  
کوئی پیدا تو کر بیوی ہمارا سا جگر پہلے  
نہ بول اوٹھنا کہیں نادر سے لہجہ سحر پہلے  
ہنر مندوں کے پوچھی جاتے ہیں ان کے ہنر پہلے

## غزل علی

جبریل امیں جسکی سدا خاک قدم لے  
نام اسکا کلبا حق نے ملا نام سے اپنے  
کس شان سے جاوگی محمد کی سواری  
فدوی کو ترے آتش دفع سے ڈرے  
ثابت کیا معجز نے تیرے فیض کا دعو لے  
میسر نہ ترے حسن کے ہی یوسف کنعان  
آتی ہے عجب فوج ملک عرش بریں سے  
ایسا قی کوثر ہے تیرا قبض عجب عام  
محبوب خدا اور نہ محمد کی سوا ہے  
کرتے ہیں ملک فرش سدا اپنے پروبال  
محروم نہ ہو جائے در فیض نبی سے

کرنا تھا عجب کحل بصر عرش پہ دم لے  
نہ پائے افلاک پہ غرت کا قلم لے  
عصا سے جنت میں بھی فوج الم لے  
گر کشور ہستی سے گیا راہ عدم لے  
انکار پہ کفار کے اقرار صنم لے  
بیچا ہے جسے مصر میں ملک نے درم لے  
بس تحفہ صلوات سدا سو ہی حرم لے  
مے اپنی محبت کی پلا جام کرم لے  
اسباب کی اب بھی ہے خدا ہی کی قسم لے  
جس راہ میں چلتی ہے تری فوج علم لے  
کیا فکر میں بیٹھا ہے علی گوشہ غم لے

## غزل آصف

یہ اشک چشموں میں اب جم رہی رہی نہ ہے  
تو اپنے شیوہ جور و جفا سے مست گزرے  
قمر کو ہوتا ہے ہر ماہ میں کمال و ذوال  
عرق ہے منہ پہ ترے خوشنما صنم لیکن  
شتاب آگہ تری دید ملک میسر ہو

جباب بھر کوئی دم رہے رہے نہ ہے  
تری بلا سے مراد مر رہے رہی نہ ہے  
ترے بھی حسن کا عالم رہے رہی نہ ہے  
ہمیشہ گل یہ یہ شبنم رہے رہے نہ ہے  
یہ دم لبوں پہ ہے اب مغم رہی رہی نہ ہے

جو وصل میں ہے جباتی تو کیا کرے آصف  
یہ انصاف ہے باہم رہے رہے نہ ہے

## غزل عارف

جنتوں میں ہے جباتی تو کیا کرے آصف  
یہ انصاف ہے باہم رہے رہے نہ ہے

بہارِ بخت

بہارِ بخت سے ناز کا بتا اے بیلا  
جہان مارے ترے مہکوں نے بیاباں کئے  
انف پچاں کی بڑے فوج میں بیجاں کئے  
جس نے دیکھی تری تصویر کماصل علی  
بڑھتے ہیں صلوٰۃ ہیں آ آئے مسلمان کئے



ایک تھا آئینہ وہ جس کے میں حیران کتنے	بہر تے ہیں لطف پریشان کی پریشان کتنے
اوٹھ کی صحرا سی چلا شہر کج جانب چین	لپٹے دامن سے مری خار مغیلان کتنے
مصحفے رو میں کہنچی جاتی ہی اس کی تصویر	ایک قرآن سے لکھ جاتے ہیں قرآن کتنے
کوئی سمجھا نہ تری شعر کا رتبہ غافل	یوں تو میں کہنے کو دنیا میں بخند ان

### غزل لطیف

داغ ہجر انکا نجا دیگا گہو لسو کے	یہ نشانی تو ملی ہے مجھے قاتل سے مرے
وصف اس شوخ نگہ کا نہ زبان سے کہو	حال صیاد کا پوچھو دل بسمل سے مرے
حال کیا پوچھتے ہو ہجر کی بیماریا	ظاہر آثار تو ہی یار غمایل سے مرے
شب کو تعویذ یہ اس کی جو کیا دست از	بولا چل دور ہو کیا کام حاصل سے مرے
چاما ہر چند کہ میں امن لیلی بکڑوں	ما تہہ تو دور ہمیشہ رہے محل سے مرے
قتل تو اوسنی کیا مجھ کو تپشہیر کی	اتنی کوتاہی ہوئی صاحب قاتل سے مرے
اگ لگا دے نہ دنیا میں مجھے درجہ لطیف	آہ سوزان جو نکلتی ہے نہان سے مرے

### غزل شہید

کہو اوس برق دش سے آج لازم ساتھ جانا ہے  
 جنازی پر ہمارے ابر رحمت شامیا نا ہے  
 چلو نگاہ سر کے بل شوق شہادت دستگیری کر  
 جہان تلوار چلتی ہے اوس کو چھین جانا ہے  
 لیا جس نے ہمارا نام مارا بے گنہ اوس کو  
 نشان حسنی بتایا ہے وہ تیر و نکات نا ہے  
 جو شرم او پیارے چوڑ دون مرگا نکی چلو نکو  
 تمہارے عین عدی پر ہمیں انکھیں بچپانا ہے  
 گریبان پہاڑ کی دست جنوں سے کب ہوئی جنت  
 ابھی تو دامن صحرا کے ہی پرزے اوڑا تا ہے

جو بال اوس کی اویٹے ہیں تو دل پر  
 اوٹھتا ہے یہاں ہے درد شانے میں دمان  
 زلفونین شانہ ہے مثال نقش پالا لہون ہر گاہ  
 بن سربیک جا مگر قاتل ترا گنج سہیدان  
 آستانہ ہے

### غزل آبرو

تمہارا دل اگر ہے ہمارا ہے  
 تمہارے ہمارے بھی خدا ہے  
 تو کہیں نہیں تقصیر لیکن  
 ہماری کہیں نہیں تقصیر لیکن  
 ہمارے کہیں نہیں تقصیر لیکن  
 ہمارے کہیں نہیں تقصیر لیکن  
 ہمارے کہیں نہیں تقصیر لیکن  
 ہمارے کہیں نہیں تقصیر لیکن



وہ احمق ہے کہا ہے جس نے تم سے  
عبث بیدل کر دمت ابرو کو

## غزل بخشش

سایہ ترے عشق نے چہرہ پرے نہ کی  
دلبر سمجھ کے دلین یا تیری بارہ بین  
ای رشک مشتری ترے خوبی کی سامنے  
نزدیک تھا کہ پہونچی سکندر حیات  
بخشش کے پاس گوہر دل تھا بٹا میر  
مین کیا کروں نصیب کچھ یادری نکلی  
دل لگیامرام سے کچھ دلبری نکلی  
خورشید نے ہی تجھے ذرہ ہر نہ کی  
ای خضر وان تلک ہلا کیوں ہر نہ کی  
کچھ قیمت اسکی تو فی تو ای جو ہر نکلی

## غزل حاتم

کردن قربان جب کو او سگہری او سو او سگہری  
جہا نکلی خوب صورت دیکھتے ہو تو کو مجلس میں  
مداوی کیونکہ محبو خواب حبت استغیم  
یہ طور ہم سستی بزیب گل و یاد رکھنا تم  
فلا ہونی کو آیا ایک جی کس کے چلو  
سبح جاتم کاجی ہر آن پر قربان جاتا ہے  
کہ جس دن جگہری دلدار آو گہر مر چلے  
رہے خاموش حیرت سے گو باتی سب گل کے  
تصویرے نقش پا کی گل ملی ہیں مغل کے  
کہ اکدن شوقے اثار ہو جاوگی ہم گل ملی  
لبو نکلی یا نکلی مسی کے منہ کی تل کے کاجو  
تمہا کاجو لکی سحر کی لڑکی زلف کی بل کے

## غزل حنا

تصدق مہدم ہوتا ہی جی میرا ستمگر کے  
پہر مارے ہوئی ہو گلے میں ان حسن جلو کے  
خبر لا شوخ کی جلدی کو تر میں جو اصدقے  
ہو بیٹھے میں سکارا یستم او شعلی او بر  
حنا اتنا نکر شور و فغان لہزہ پرتو میں  
ادا کے سچ کے دیچہ اور انکھوں کی جواہر کے  
بہو و نکلی چشم کے پلک کی نوک خنجر کے  
زبا نکلی چوچ کے سر کے لبو نکلی بالکی پر کے  
ختن کے چین کے ایرام کی سند کی بند بند کے  
سما شمس کے مہ کے زمین کی بحر کی بحر کے

## غزل حیرت

خاک باز طفلکے میں گہری اور ٹوٹ جا  
اشک امراگان چو گہری اور ٹوٹ جا

بار تری دوستی مجھے نہ ٹوٹے اسطرح  
جس طرح سے کچھ دلبری نکلی  
وہ در کیا نیبا گر خجور سے سر کے بال  
آئے نہ اٹھتے طشت تک گوہر نے رگ  
اب تصویر کا انکھوں میں یوں پیر نہ رگ  
جس طرح انہوں نے جہاں غزوات بو تراب  
کب تجھے پر دہایت غزوات بو تراب  
سعد گوہر کا اگر نہ رہے اور ٹوٹ جائے

## غزل سنان

آن رخسار نکلیں بگودہ بیان بیک نظم  
میں اشک شوق دیا ہو کہ مایا ہی ہر نکلی نظم  
اگر دوسری کھیل گم بازاری کری ظالم  
خبر دیا ہو آدم اور جن ورو ملک نظم  
میں کیوں قطرہ قطرہ دیکھ کر تباہی نظم  
پیانک بہر سالہ نامی گلگون چمک نظم



ید رنگیں خنای سرنج کا دیکھو تو بھر خونیں  
 مثال خار رہ ہوں حیف یہ کیا زندگانی  
 پڑی رخسار پر وہ زلف ہلتی یوں نظر آتی  
 تمہاری بزم میں حاصل ہویش رات دن  
 پڑی جو عکس تری چیں جہیں آبِ یاس  
 تبسم دیکھ کر اس غنچہ لبک صحن گلشن میں  
 بیات موزیں کی جہلک پوچی جو گرد پور  
 بس غاموش ہوتاں تر ہضمون ہی ہر  
 شفق ڈوبی ہوئی ہو سرتاپا دل تلکسٹل  
 لگوں میں جسکی دامن سے تو وہ امن چٹکے  
 کہ جو گلشن سے ہراتی ہوئی ناگن ٹٹکے  
 ہمیں جو غیر تھی سوتیری آنکھوں میں کلکے  
 تو ایک سحر الکی سر کو تھر سے چٹکے  
 ہر ایک جانچنے گل جو شیں آکر چٹکے  
 تو بجلی برہن سے مضطرب ہو کر چٹکے  
 کوئی ستر تیری حق میں کہیں نا حق نہ بٹکے

## عزل آتش

خوشاد دماغ جسے تازہ رکھے بو تیری  
 سنا ہے جا ہے قریب رگ گلو تیرے  
 وہ غنچہ ہوں کہ بغل میں ہے جسکے بو تیری  
 تلاش کی ہے صنم ہم نے چار سو تیری  
 خدا گواہ ہے شاہد ہے آرنو تیری  
 صبا ہی کے نہیں جھٹے میں آئی بو تیری  
 جواب ہی نہیں رکھتی ہے گفتگو تیری  
 نکل چلی ہے بہت پرہن سے بو تیری  
 یقیں ہوا ملک الموت میں ہے بو تیری  
 قوی ضعیف کو کرتی ہے جستجو تیری  
 دکھا بیگا ہیں کیفیں سب بو تیری  
 یہ عقد نات کی کھولا کر ہے بو تیری  
 حنا بھولا بیگا شوخی مرا ہو تیری  
 چراغ ناگہ میں ہے اور جستجو تیری  
 خوشاد دل ہو کہ جس لیں بو تیری  
 یقین ہے اٹکے گی جلاں ہی آکر گردنیں  
 وہ گل ہو نہیں کہ ترانگ جس کے ظاہر ہے  
 پیر ہے مشرق و مغرب تا جنوب و شمال  
 شب فراق میں اکدم نہیں قرار آیا  
 دماغ اپنا ہی اسے گلبدن معطر ہے  
 پڑھا ہے مہربی قرآن مجسم ہر قرآن کی  
 میری طرف صبا کہو میری یوسف کے  
 فرشتہ بھی تجھے کہتے ہیں بشیر شاعر  
 یہ گردش فلک پیر سے ہوا ثابت  
 شراب جام و صراحی حجاب کہو دیگی  
 رمانہ شبہ ہیں اسکی حلقہ ہونے سے  
 جو ہووے دسترس کا ہی پافانلک  
 شب فراق میں روز وصل نا صبح دم

تو ام لاری لاری تو آف خندہ زبان  
 کی دیر تو ہے ہماری کی دیر تو ہے ہماری  
 یہ چاکہ جب کی حق میں ہے جوں ہے  
 نہ ہو وہ دن کہ درسی کرس تو تیری  
 کی طرف کو تو سنا گا آتس تو تیری  
 فخر دیکھتے ہیں راہ کو یہ کو تیری  
 جتن میں چھو جا کر نہ نہ دھاننا حق  
 بونگ ہیں جہان ہے آب بو تیری

## عزل دل

زمانے میں کوئی بیا نہیں سیفین  
 جو کہنے کو میں آتش آب بو تیری  
 عزل دل  
 دیکھو دستار سببی ساقی شری  
 کھل گئی ہیں آج آنکھیں جس بیا کی  
 بات بجا دیگی فاصد وقت رہنے کا نہیں  
 دل شریبا ہے شتابی لاخبر دل واسکی



بات کہنے کا کہی جو وقت پانا ہو غریب  
معرکہ میں عشق کے ہڑالہوس کا کام کیا  
اسے ولی اس بیوفا کی مہربانی پر بھول

بھول سب جانا ہر وہ کچھ دیکھ صورت پار کی  
دیکھ حالت کیا ہوئی منصور سے سردار کی  
دل کا دشمن ہے مگر کرتا ہے باتیں پیار کی

## غزل ذوق

ہوں یہ لاغر جبکے فاسد ایک نفس کے بوجھ سے  
یہ اسیر میں گراں خاطر ہو نہیں جاتا ہے ٹوٹ  
زندہ تو ڈوبے ہی اور تیری ہی مردہ آئیں  
مت لگا اسے عشق دلی آبلے پرغش غم  
باندہ دیر نادگی گردوں میں دل لالان قفس  
نکلے دینا سے کہاں حق اٹھا کر بار حوص  
کیا ہوا دل نے یا اگر ایک کوہ غم اوٹھا

جوں کہا وہ مہتا ہے پائے گس کے بوجھ سے  
آہنی قلاب بھی میری قفس کے بوجھ سے  
بوجھ شاید جسم کا ہے کم نفس کے بوجھ کے  
ٹوٹ جاوے گا یہ بند اس قفس کے بوجھ سے  
بوجھ کم ہی اسکا اریلے جس کے بوجھ سے  
رہ گیا یہ تو گدھا دل میں پھنسکے بوجھ سے  
یہ نہیں اپنے ذوق دینا ایسی اسکے بوجھ سے

## غزل موج

ڈرتا ہوں جدا مجھے مرا یار نہو جائے  
دفا میوہ گز نہ مری لاش کو یار و  
جلد لیے پلا ساقی مجھے وصل کی دار و  
ساقی تو اسے جان کجبت کیجو مدہوش  
ڈرتا ہوں تیری شوخ شرارت سے پر و  
اسے موج تجھے خوف نہیں کیا دل وحشی

یہ زندگی میری کہیں دشوار نہو جائے  
جتک کہ چارے پہ مرا یار نہو جائے  
حضرت کہیں دینا سے یہ بیمار نہو جائے  
ایسا تو نشانی کہیں سرشار نہو جائے  
ہم نہ کہیں تو سر بازار نہو جائے  
الفیت میں کسی بت کی گرفتار نہو جائے

## غزل دایم

عاشق کی یاد کیوں نکری دبیری پری  
سر سبز ہونہ سبز پری تیری سامنے  
صلی اوے غم کی آج سے آتش پر کیا دل  
دیوانے ہیں جو رہتے ہیں تجھے پری میں ہم

باتیں بھٹاری بھولی ہیں جاو گری پری  
پریشاک سبز ہنیکے ہی بھیجی ہری پری  
جب دیکھی تیرے برہین میں زدی پری  
آہن دلوں سے اتنی نہ کر زگری پری

شیش کے چنگ بجاؤ مارنگی سے  
بروز کی رہے گی تیری سب ہری پری  
جو عدم کو چھوڑ کے دایم ترے سوا  
دیوانہ بن کے وارن ہی بھاری پری

غزل دایم  
مرا ہوں تیرے عشق میں شازخیر  
جب میرے دل زار کی اسے بار خیر

اس باد قوی جائے دنا شوخ نے کہا  
ماتا ہے کوئی جاں پس دیوار خیر  
الہی بکاوے تجھے اس آتش غم سے  
باقوی ہر کھانے دی بار خیر  
کیوں یار بھلا یا ہے اسے دلوں کو خیر  
ماتا ہے ترا طالب دیوار خیر  
کوچہ میں کدے آئے کی طافت ہندی  
ماتا ہے پر دایم سر بازار خیر



یہ حال مراد کیلئے کہتے ہیں طبعیان  
بجٹا ہے کہیں عشق کا بیمار خیرے

اے نازنین جو نازاؤں ہاں تیری لبر  
پوچھنے کے سہی کو چہ و باز خیرے

## غزل سراج

خیر تیرے عشق سن جنوں مانہ پری رکے  
نہ تو تورا نہ وہ را جو ہے سو بخیرے

شبہ بخود نی عطا کیا مجھے اب لباس ہنگی  
نہ خرو کی بخیرے تیری ہے نہ خوں کی پیرے

چلی سمت غیب سے اک ہوا کہ چمن ہر در کا جل گیا  
مگر ایک شاخ نہال غم سے دل کہیں ہرے

نظر تغافل کا گلہ کن بانسے بیان کرد  
کہ شراب صد قح کر دو خم دلین سے سو ہرے

وہ جب کہ پری تھی کہ جسک پری لیا در سر جو  
کہ کتاب عقل کی طاق میں جو ہے تیرے یوں ہرے

تیرے جوش حیرت حسن کا اثر اس قدر ہو گیا  
نہ تو آئینہ میں جلار کا نہ پیرین جلوہ گری ہے

کیا خاک اثر عشق نے دل میں اس طرح کو  
نہ حذر کا نہ خطر کا مگر ایک بخیرے

## غزل قلندر

بے نصیبی ہے ابد الی ہے عبت روتا ہے  
جو لکھا کاتب قدرت کا وہی ہوتا ہے

سفر ملک عدم تجھ کو ہے آخر در شیر  
خواب غفلت سے تو بیدار ہو کیا سوتا ہے

نہیں ممکن کہ مغیلاں سمجھو ہو و پیدا  
پہل ہی کہا تا کا و جمی کوئی کچھ بوتا ہے

کر لے کچھ کام غنیمت میں یہ ایام حیات  
بازی و لعب میں کیوں عمر کو تو کہوتا ہے

غم کی پیش سے قلندر نکر و دل کو بے تنگ  
عشق کا دام بلا ایسا ہی کچھ ہوتا ہے

## غزل سودا

جون غنچہ تو چمن میں بند قبا کو کہو لے  
پہر گل سے ای سیار بلبیل کہہ بولو لے

آویگا وہ چمن میں تھو کی ہے میکشی کو  
شبنم سے کہہ بے بلبیل پیالی گلون کی ہو لے

باغ جہان میں اگر کچھ سننے پہل نہ پایا  
اک دل ملا کہ جبین میں سیکڑوں ہو لے

ایسا ہی جاؤں جاؤں کرتی ہو تیرے  
اسدل پہ کل جو ہوتی سو آج رہے وہ ہو لے

کم بولنا ادا ہے ہر چند پیرہ اتنا  
مند جا میں چشم عاشق تو بھی لب ہو لے

چشم پیاب ہو نہیں جون آئینہ خیرانی  
رنگ کے چڑگی میں حیاتی میں پہ ہو لے

کون ایسا ہو کہ یہ سودا گلے میں ادا کیا  
لا چھو کو بے چلن بزم دل کو لکے ادا کیا

## غزل عشق

عجب فراق ہے دل پر قتل بابی ہے  
گر ہے دور مرارنگ فی انہی ہے

ابہی لکھا ہے نہیں حال دکھائی قلندر  
بولے شوخین اور طما ورت اپنی ہے

## غزل حبیب

منور ذوق ہوا ہے نہیں در کیم  
کز لہر زین کا طبع ابھی ہے کیم

امدادہ سیر کا کرتا ہے عرق ابھی ہے  
یہ نازکی کہ جبین پر کیا کہن ابھی ہے

سچے شام کی چوٹی شفق ابھی ہے  
پندرہ چوٹی کی چوٹی شفق ابھی ہے

## غزل حبیبی



بائے محفل میں ہی کل تعجب ہوم رہے  
موتیا اور چنبیلی گل سترن کا  
پاؤن تو قتل ہوئے یار کے لبے ملکر  
قافیہ ٹھیک تہا کیا کری پر حیرت خاک

راہ پانی نہ کہیں باد صبا کہوم رہے  
کتیلی مست ہو ڈالی یہ سدا چوم رہے  
بیکلی تہی سوحنا بکھن پاچوم رہے  
عقل پنی کی طرح اپنی تین تو م رہے

## چہرہ غزل قدرت

بہ صغیران چین ہو چین چوٹے ہے  
غمرہ شوق سے دل کی مین لیا ہاگا  
اتلک کیر شہید و نکلی بن ہر مو سے  
شب سحر ملکی مصیبت میں لکھوئی قدرت

ہا می ایشام غریبان کہ وطن چوٹی ہے  
جیسے صیاد کی ٹاہنوں سے ہرن چوٹی ہے  
لاکھ فوارہ خون زیر کفن چوٹی ہے  
تن سحجان چوٹے ہے اور جانے تن چوٹی ہے

## غزل بلہار

دل کو بالاپے بہت پہنے خبردار لسی  
حسن حب کی شرافت پر نظر کر بیٹھے  
ہمے باطن میں جفا غیر و نپٹا ہر جفا  
صادگی پر وہ ستمگار کی دھوکا پایا  
شکر حق صبر کی دولت کہ شب سحر کیلئے  
ناز خط زلف ادا چشم و مژدہ اور ابرو  
سورہ میں آج لپٹ اپنے صنم سے بلہار

ماز بردار لسی ہوشیار لسی تجھوار لسی  
جانکی بوجہ کے پہچانکی ہوشیار لسی  
یہ تو امید تھی شرط و فاداری سے  
اپنا ایمان لڑتا ہے یہ عیاری سے  
جمل حاصل ہوا طالع کی مدد گاری سے  
سب کے سب دشمن قاتل میں مکاری سے  
میں آتی ہے شب سحر کی بیداری سے

## غزل شادان

مشتوق کے آنے کی شتابی خبر آوے  
خورشید خجل ہو کے جیسے ابر کے اندر  
کرتا ہے نثار سپہ فلک خوشہ پروین  
کس کام کا وہ نخل جی پھول نہ پھل ہو  
آغا نہیں لدار نظر کس سے کہو نہیں

الہ کری دل کی یہ امید برآوے  
محفل میں اگر آج وہ رشک قمر آوے  
کاٹو نہیں کرن پھول پہلے اگر آوے  
ہر شاخ وہی خوب کہ جبین خمر آوے  
ہیں منتظر آنکھیں کہ کوئی پل نظر آوے

شادان تو خوشی اپنی سی کہیں طبع ثانی  
مشتوق جو غمش میں تیرے اگر آوے

## غزل حرات

آئینہ مانگ انے جو کیا باز نکالے  
مکالمات سے کیا راہ ہو در نکالے  
وہ کشتہ الفت کدم نزع میں جیسے  
منہ سے نہ شکایت کیوں باز نکالے

## غزل بکین

سو آج بڑا کوئی کیا باشد و نہ ظلم  
لاش او سا کی نظام سر بازار نکالے  
نظارہ کالا کون نہتا کو سکو تو آوے  
کہوں بام پر لکھن میں ہزار نکالے  
ہم یہ بھلنے کے سبب اپنی لکھو تو  
میں دے ال آہ نزار بیکار نکالے

## غزل رفا



جب شکر لب نے لب اپنے سے سنائی گالی  
مچھے میٹھی لگی خوش ہو کے میر کھائی گالی  
کیا عداوت تھی تری میں الدالد  
قند مصری سے مگر تھی یہ بنائی گالی  
چھیر کر تیرے تئیں آپسے ہم کھاتی ہیں  
عاشقوں کو تو ہے یہ دودھ ملائی گالی  
ترش و ہو کے شکر لب جو مجھے دیتا ہے  
وصف رکھتی ہے کھٹائی میں مٹھائی گالی  
اے رضا تیری زبان پر تو نہ پٹ شیر شکر  
یہ نئی طرح حکیم اب تو نے بنائی گالی

### غزل غفر

جلوہ جو اس نے دکھایا مرا جی جانتا ہے  
پھر خدا ہی نظر آیا مرا جی جانتا ہے  
ادھ گئی میری زبان سے تو جہان کی لذت  
جو مرا عشق میں پایا مرا جی جانتا ہے  
میں خطا دار ہوں خط کیونکہ لکھوں انصیا  
جیسا لوگوں نے سکھایا مرا جی جانتا ہے  
کوں کہتا ہے تری عشق سے انجان بنا  
جیسے جی تو نے جلایا مرا جی جانتا ہے  
انٹھ فراس گل خداں کی محبت تجکو  
و مبدم اسنے ستایا مرا جی جانتا ہے

### غزل بیدار

کون اب بازار خوبی میں اہم سنگ ہے  
حسن کے میزان میں تیرے ہر پانگ ہے  
سُرمی آنکھوں کا تیری جو کوئی بیمار ہے  
ایک قدم اسکے تئیں رکھنا قدم فرنگ ہے  
میں جو دیوانہ ہوا سرخیل ارباب جنوں  
ہاتھ میں پھریئے ہر طفل سے سنگ ہے  
جائے تکیہ عاشقوں کا خانان قس و غاب  
زیر سر کو چے میں تیرے خشت ہی پانگ ہے  
سخت زاری ہی مجھے ظالم تری نگین دلی  
آہ مثل آبیہ کے سنگ اور سنگ ہے  
وہ سدا گر کرے ہے اسما پر ہر دم  
مشت گندم کے لیے بھائی یہ میری پانگ ہے  
اُس جواہر پوشکی دیکھیں ہیں قوت لب  
اسکی رنگینی کے آگے لعل ہی پانگ ہے

### غزل نصیر دہلوی

دل کہیں میرا گرفتار ہوا چاہتا ہے  
پھر مجھے عشق کا آئنا ہوا چاہتا ہے  
دیکھ لینے دو مجھے اور بھی یاد کو  
بنداب روزن دیوار ہوا چاہتا ہے  
باتیں کرتا ہے رکاوٹ کی خدا خیر کرے  
یار و ہم پرستم یار ہوا چاہتا ہے

از گل کھاتا ہوں زلفت زار  
سینہ اب بجھ کر گزار ہوا چاہتا ہے  
آج لب وصل کی خطا سے لگی ہمارے  
دین جہاں کا نمودار ہوا چاہتا ہے

### غزل قدرت اللہ

کی بزرگی کے یہ برق دل مالوں ہے  
جو تیرے دل سے ادھڑا سو جاؤں ہے

### میں نے بیچارہ

حسن کو اپنے ہوا داروں کاوش جو علم  
ہر طیش یاں شمع سے برق دل فانوں ہے  
ایک ہی بات کی گر سبھو تو یہ سبھاب  
گر صد آہنگ ہے پانگہ تیری ہی مجھ  
کل ہوس پہلے سے غیب تیری ہی مجھ  
خوب ملک و س ہے اور میں ہوس ہے  
گر میرے ہونے کا عشق ہے مجھے زندگی ہے  
اس طرف آواز ملے اور ہر خدا کو ہے



صبح سے ناشام چلتا ہوئی گلگون کا دور  
سننے ہی غیرت یہ بولی ایک شائیں تجھے  
ایک لگی ایک بارگی گور غریباں کی طرف  
مرقدیں دو تین تباہ کر لگی کہنے مجھے  
پوچھ لو اُن کے جاہ و حشمت دینا سیرج  
کل تو قدرت پائے جم رکھتی تھی شیخ ریا

شب ہوئی تو ماہر ویوں سے کنار دلوں سے  
چلنے کھاؤں تو جو قید آرزو کا مجھوں سے  
جس جگہ جان متناسطی با یوں سے  
یہ سکندر ہے یہ دارا ہے یہ کیکاؤس سے  
کچھ ہی انکے ساتھ غیر از حسرت و فسوس  
آج نہ من جام می میں خرقہ سالوس

### غزل مولائی

دل ہوا پائے نہ بخیر خدا خیر کرے  
کس کی آمد ہے صبا آج جو گلشن کھلے  
سرخ پوشاک پہن بیٹھے ہو جانت اور  
شب بسمل مجھے ستر پہ ٹپتے دیکھا  
کل عبادت کو جو آیا تو یوں کہتے ہیں

دام ہے زلف گرہ گیر خدا خیر کرے  
کہتی ہے بیل دلیگیر خدا خیر کرے  
کسی ہے قتل کی تدبیر خدا خیر کرے  
ہنسکے بولا مہ تنویر خدا خیر کرے  
ہوئی مولائی کی تو قیر خدا خیر کرے

### غزل فدوی

آہو ہی بخل ہووے منصور ذرا دم لے  
دیکھا نہیں تو احمد مختار کا لشکر  
گر می سے عرق ہو گئی جلتے ہوئی یہ شک  
ہم دل کو گنوا بیٹھے تصور میں اسی کے  
اس بات کی پریشانی کے بے شیخ ہوئے تم  
یہ بارگاہ شیر خدا جانے ادب ہے  
ناحق کی یہ نہت ہے مجھے خبر کی حساب  
تا تو کئے تکیں چونک پر نیند میں ستم  
فدوی تو عبث اپنا گریبان سے پکڑے

تصور یہ بھی جاتی ہے نرگس کا قلم لے  
جبریل بھی جس فوج میں جلتا ہی علم لے  
اس سایہ نرگان کے تلے بیٹھ کے دم لے  
اور پھر تغزل سے چلے راہ عدم لے  
کہتے کو چلے نام خدا نام صنم لے  
مجنوں کو صدا ہو پچی ہی تو اس رقم لے  
گر تیری سوا غیر کو چاہیں تو قسم لے  
گر خواب میں دیکھے اسد اللہ کے چلے  
لینا ہے تو دامن علی مستحکم لے

### غزل نراق

چین میں کو جو جانان سے صدا آتی ہے  
ہزار تہی ہوئی جو باو صبا آتی ہے  
مردن بھرا ہے دم سر جو راتوں کو دم  
پہنڈی پہنڈی آتے کو چہ سے صدا آتی ہے  
کسی میں سنت خدائی کا ہوں بھی بارب  
جو ہر آن ختم ہے پھر یہی خدائی ہے  
انتخاب کی کہتا ہے غلام سے دل  
رات کیا آتی ہے اک سر پہ بلا آتی ہے  
پتھر جاتا ہے جو وہ جھوکا ایک لکھ میں  
درد دیوار سے رونے کی صدا آتی ہے  
دوست سے با کلم اور کلم سے تایا ہے  
جو نہیں بل کھاسے ہوئے زلف و دنا آتی ہے  
مومن عشق کی جگہ لے کر پوچھوں حال  
میں کھڑے ہوئی بیٹ تار یک فراق  
نہیند آتی ہے جگہ نہ فضا آتی ہے



## غزل وحشت

نگاہ یار سے لےجی بقصد ہر تہی ہے	کسی کے گہ نہیں جانتی ہے جب تقدیر ہر تہی ہے
کبھی تو کہیں لاویگی اسی گور غریبان تک	کہہ دے ہمارا خاک دامن گیر ہوتے ہے
حوری تلوار کا منہ ہے ہر جلو تو ہر جلو	ہمارا آنکھ کی قاتل تہ شمشیر ہر تہی ہے
میں اس لیے کا دیوانہ ہوں غافل جو چھٹا	بغلی میں نے مجھ کو نکلی لئے تصویر ہر تہی ہے
مقام عشق میں شاہ و گدا کا ایک مرتبہ ہے	زلیخا ہر گلی کو حسین نے تو قیر ہر تہی ہے
ترا دیوانہ جب اوٹھ گیا صحرا وحشت سے	بگولی کی طرح ہی ہو جاتی زنجیر ہر تہی ہے

## مرزا غزل حرارت

درد عم عشق نے مارا مجھے	اب نہیں دم لینے کا یار مجھے
بات میں کس سے کروں یہ بیان	دھیان تو رہتا ہے تمہارا مجھے
دوب گیا پیر نہ وہ پایا ہے یار	بحر محبت کا کنارہ مجھے
چومک پڑا سنتی ہی آواز یار	میں بھی بھیا کہ لپکا رہے مجھے
بھر کی شب بیکہی لکھا دکھا	دن تو گیارہ دتے ہی سارا مجھے
اُن نکر دن نام کا جرات ہون	چہرے اگر عشق کا آرا مجھے

## غزل ایضا

بال لعلیاری کی خستہ کانی لگی	چشمہ خورشید میں بھی نہ لپکا لگی
آفتاب جس کو مہتاب مینا دیکھ کر	خانہ خورشید میں ہم شکر پکانی لگی
دیدیا سر حریر کن کار دھکی شہ آہ	جون گولہ ہر آن جنگل میں بیکانی لگی
عشق بھی سبقت کری ہے تیرے خوب	جو کہ جو ہر تہی نہاں صبا دیکھ لگی

## غزل شاہ طفر

مرغ دل مت رہ یہاں بسو یہاں منع ہے	اس قفس کی قید یوں کو آج دانہ منع ہے
تیرے ہی یوار سے اب بھنے سڑکا کیا	روزن دیوار تک نکھیں ملا نا منع ہے
قتل کر کے مجھ کو بنگین دلوں نے کیا	قتل ہو جانا و لیکن تیرے پڑا نا منع ہے

موت پناست دیکھ کر غزل کا ایسا دل  
عشق کے قتل میں دست دیا نا منع  
ما لفظ تو کو پیر نہ چاہتا عشق نام  
اب نہیں چاہیں ان ہندی لگا نا منع

غزل و مرزا  
وہ صبح حال میرا لب جانے  
یوں میں کس فکر میں خدا جانے  
میرزا غزل

اوسکے ملنے کی محبت تو تبت ہے  
وہ کہان میں کہان خدا جانے  
مہرور سے میں نے کیا جانے  
مہرور کی زار سے وہ سارے عمر  
مہرور کی جاہل سے وہ سارے عمر  
مہرور کی جاہل سے وہ سارے عمر  
مہرور کی جاہل سے وہ سارے عمر  
مہرور کی جاہل سے وہ سارے عمر



ایسے سفاک سے ڈرو یا رو  
خون عاشق کا جو حنا جانے

بغضایت کسی کے دوست نہیں  
انکو دشمن ہے جان کا جانے

## غزل نظر بد

ہستو عاشق میں تیرے ناز اٹھائیوا  
تھم سے کم دیکھے میں محبوب ستائیوا  
بند کر قید محبت میں خبر لے نہ مرے  
دام میں جسکے پہنے دام چڑھائیوا  
کل شب وصل میں کیا جلد کی تھیں گھڑیاں  
آج کیا مر گئی گھڑیاں بجائیوا  
کل جو رستی میں ملاقات ہوئی تو یہ کہا  
کہاں جاتے ہو طر حصار جلائیوا  
گذری مدت کہ مری سانس لپٹے نہیں آئے  
کیا ہوئے یار گلے بہکو لگانے والے  
دن تو اوقات گزرتی ہے مزید آئے  
نکلے جین مزید ارد کہا نیوا  
آب کہ ملنا ہو نظیر یار سے کہنا جا کے  
کیا بہلا ہم نہ رہے یار و بلا نیوا

## غزل بادشاہ

ایکس کی آئی کی آرزو ہے  
کہ ساقی لئے ساغر مشکو ہے  
سمایا ہے جب سے تو اٹھو نہیں میرے  
جدہ دیکھتا ہوں وہ تو ہی تو ہے  
بتاؤ نہیں کیا اپنا حال پشاور  
عیان زلف دلدار کی موبو ہے  
چلو قبر فریاد پر فاتحہ کو  
مگر آب شیریں کے لازم ضو ہے  
نکلجاؤ، دم تیرے قدر کی نیچے  
یہی دلکی حسرت یہی آرزو ہے  
گلستا نہیں جا کر ہر ایک گل کو  
نہ تیری رنگت نہ تیری بو ہے  
ستایا ہے ناحق ہم نے ظالم  
یہ انصاف اللہ کے رو ہے  
کیا چاک وشت نے ایسا کرنا  
نہ سینے کی قابل رخ جای رفو ہے  
شفق بن کے گرد و پہ ہوتا نظر  
یہ کشتہ بے گنہ کا لہو ہے  
عبث مجھ کو ہنس ہنس کے دیتی ہلو  
زیبا نکو سنبھالو یہ کیا گفتگو ہے  
اگر اب کی باری شب وصل بولا  
چھری اور مرغ سحر کا گلو ہے  
رہی سایہ بختن بادشاہ کا  
خدا و مد عالم نگہبان تو ہے

غزل غریب

سقد میں جو کون سا رشتہ آئی تیرا  
عقل حیران ہے میری دیکھ صفائی تیرا  
آزمین کہی سیان تیرے تصور سے  
جس نے اس خوبی سے تصویر بنائی تیرا  
کیا ہوں کس سے کہوں کون سا رنگ تیرا  
خفت مشکل کا ہے حق میں جلائی تیرا

غزل

یہ خدا کی جو جہان بنی ہوئی پیدا  
کیا خدا خالی بنی رہی یہ خدا کی پنا  
روز و شب کے خدا کو پہنکاتے ہیں سے  
تو میں ایدوست دلاؤ نگا دلی میں  
یا محمد تراد چہوڑا کہاں جا کے غریب  
بادشاہی سے ہو بہتر ہے کدائی میں

غزل



میرا بسف کنوئیں جھکاتا ہے	مجبو چاہ وقت دکھاتا ہے	<p>کس سے دوتا ہے جو کو لب سے نازہ پہننے ہے آسمان نونے بال کر دیا بیان کن سے ادبیاں نونے ادبیاں نونے دل میں جال میں جاوے نونے چشم پوشی سے کہاں کہاں نونے بیکار دکھایا ہیں سماں نونے</p> <p>میں جلیظ</p> <p>حال کس واسطے نہ لے غیب گل بیجے کو استخوان نونے آگے سو مجبور اسے حرارت عشق رہا شکل زعفران نونے</p> <p>غزل سودا</p> <p>گل جلیکے سے اندوکی طرف بکبک بھی اسے خانہ بند از چین کچھ تو اور بھی</p>
نختر آب دار لاتا ہے	دیکھنے کے پاس بھتی ہے	
ساقیا مجھ کو یاد آتا ہے	ساتھ پینا شراب لے کے	
زہر قاتل مجھے پلاتا ہے	ترش ہو کر کے منہ پھرتا ہے	
چاند غیرت سے ڈوب جاتا ہے	شب کو مہر و جودہ ہناتا ہے	<p>کر دیے بانگے در بند قدر الزونے تاب آئی نہ مجھے بھر کے نظر دیکھے سے دن کو سچوین نہ مجھرا کو آتی ہر نیند طعنہ سب دیتے ہیں مونس غنوار سے</p> <p>غزل طور</p> <p>راز دل چھپ سکا اٹکونکے بھر آنے سے یہ ہی وہ زلف کہ سلجی نہ کہو شانے سے جو خفا ہو گئی ہے غیر و نکی بہکانے سے دلکو شیشے سے ملوں آنکھوں کو پہچانے سے جان آجانی ہے تن میں تری آجانے کبھی مسجد سی نکلے کبھی منجانی سے</p> <p>غزل</p> <p>لیکے کل تیرا در کمان تو نے مہرے خاطر کیا نشان تو نے</p>
کس لئے خاک میں ملاتا ہے	دل مرا ہے مثال شیشہ کے	
شاید اس واسطے جلاتا ہے	شع محفل کا مجھ کو سمجھاتا ہے	
لن ترانی کسے سناتا ہے	دید بازی کی چشم رکھتے نہیں	
بندہ ہی متے ماتھے اٹھاتا ہے	نہیں ملنے تو خوش رہو پیکر	



کیا ضد ہے خدا جانئے مجھ ساتھ دگر نہ  
اسے ابرسم ہے تجھے رونکی ہمارے  
اسے نالہ صد افسوس جن ان مرنے پیرے  
کس سوہوم پہ نار ان ہے تو اسے بار  
تہا تیرے ماتم میں نہیں شام سیہ پوش  
سودا تری فریاد سے آنکھوں میں کٹی رت

کافی ہے تسلی کو مری ایک نظر بھی  
تجھے چشم سے پکارتا کبھو نحت جگر بھی  
پایا نہ تک دیکھنے میں رکے اثر بھی  
کچھ اپنی شب و روز کی ہے تجکو خبر بھی  
رہتا ہے سدا چاک گریبان سحر بھی  
اُئی ہر سحر ہونے کو تک تو کہیں مر بھی

### غزل درد

اے چشم مرے موتوں کا مار نہ ٹوٹے  
ہم پائے برہنہ چلی صحر اکو نکل کر  
صیاد سے بلبل نے کہا رکھے تفس میں  
کل رات صراحی نے لی میخانہ میں بھکی  
دل درد کی باتیں نہ کر دہم سستی جانی

سب شک مسلسل رہیں اور تار نہ ٹوٹے  
ہر چوب پکاری کہ مرا خار نہ ٹوٹے  
میں موئی بلا سے یہ یگلزار نہ ٹوٹے  
کہنے لگی پیالے سستی خار نہ ٹوٹے  
یہ رشتہ نازک ہے میاں تار نہ ٹوٹے

### غزل مصحفی

لاف خوبی تری عارضہ جو گلشن مارے  
کیا غضب ہے جو تو غرہ میں کھلی بال کچھ  
ہے یہ خوش حال انہو کا جو تری کوچہ میں  
دشمن دوست کو اُفت تری ایک کیا  
ہم ترے واسطے اے غیرت لیے کبتک  
وہ جو آنکھیں ہیں تری رہزن خونی کافر  
صنبت سے مصحفی اب کام مراد گزرا

آتش رخپہ صبا طیش سے دامن مارے  
اور نظارہ ترا دیدہ روزن مارے  
خاک پٹری پہ ملے بیٹھے ہیں آن مارے  
ہاتھ پر ہاتھ نہ کیوں شیخ و برہن مارے  
فتیس کی طرح پڑی تپہ ہیں بن برن مارے  
قافلے لوٹ لیے سیکڑوں بہرن مارے  
کب تلک غم میں کیے کوئی تن من مارے

### غزل نور

موا جاتا ہوں تری سحر کے مارے  
آرہ تو سر پہ چلا پیرے و لیکن میں تو

میرے جانی میرے دیر مر پیارے  
شو ق میں تیرے کہو جاؤنگا آئے آئے

مذہب ہو چکیں تہہ ہو کر اغیاروں میں  
ایک دن رات کو بھان ہمارے آئے  
یاد کر کے وہ نرا جانیسا کھوٹا ہے مہر  
بہت گنتا ہوں فلک پہ کے ستارے آئے  
نور تابا ہے زریں سکہ جدائی سے تری  
نور تابا ہے زریں سکہ پارے آئے

غزل  
مذہب ہو چکیں

کس کو دکھاؤں آبداد دل کے  
زخم آئے ہوئے ہیں بھل بھل کے  
اس کی بزم نئی بزم بھل بھل کے  
گل بنائے ہیں بد فدا ہوں میں  
دلف نازک ہیں اسنے اس گل کے  
دل پہا ہے آپ کی اصا خیر  
کچھ سوایا ہمارا بل بل کے  
چوں کہلائے ہیں کھل کھل کے







غزل حبیب

برتے دم سے بیوفا دیکھا تجھے  
 اسی پری رو میں دلوانے کیوں نہوں  
 گر یہ بلبل نہ پاؤ سنی سنس دیا  
 مار غیرت کی نہ نظر آفتاب  
 دید میں ہر چند ہی نقصان جان  
 بوی گلشن پہنی لانی تفسر

ایک نظر دیکھا تو کیا دیکھا تھے  
 بال کہولی باراد دیکھا تھے  
 جس نے گلگون قبا دیکھا تھے  
 بام پر چڑھتے صنم دیکھا تھے  
 فایہ اتنا ہوا دیکھا تھے  
 بس ہوا صبا دیکھا تھے

غزل رضی

فندق پہ تری مکی کستان کے مرغی  
تعریف کروں چہرہ کی یا لب کے نزاکت  
الماں نظر آتی ہیں یا قوت کی مانند  
حائل مجھے ڈر ہے کوئی پہچان نہ لیوے  
گردن پہ سرخون، فراد کا شیریں  
ستھی یہ غزل مجھ سے تہا تازہ رضی کے

پہونچی نہ جسے پنجہ مرجانکی سرخی  
 مسی کی اودھٹ کہوں یا پانکی سرخی  
 پڑتی ہے کرن پھول چبکا نکی سرخی  
 دھوڑال ذرا گوشہ دامانکی سرخی  
 دیتی ہے گواہی یہ گریبانکی سرخی  
 دکھلاؤں تمہیں صاف گلستانکی سرخی

عزل الضياء

قاصد الکادخبر یار کے آجانے کی  
آپ آئے نہ کہی خط نہ کتابت نہ بھی  
چشم گریان ہے سدا سینہ بربان ہے مدام  
تو ملی غم و نرسے میں آنکھوں سے آنکھوں  
الصبا بہر خدا کچے مجھے تدبیر بتا  
گریہ زار پہ مری رحم نہیں آئے گا

جان جاتی ہے چلی بحر میں دیوانگی  
سیکڑوں راہ دکھائیں میں ترسانگی  
آرزو جی میں ہے بسج سی گذر جانگی  
حیف صدف کہ بھاس ہے مر جا کر  
یا او سے لا کے ملا یا مجھے لیجانگی  
جب ملک چشم مری خون نہیں پرانگی

عمر

اس قدر سچے ناتوانی ہے

موتے ستر تک۔ ہی سرگرافی ہے

میرے زخموں پر دست کیوں مرم  
 میرے قاتل کی یہ شانی ہے  
 تلو کے چیدر حید کے پو گئی غریب  
 تنہا تھر کے خاک چھانے ہے  
 حال دل کو چیدر کو جیو ہے  
 کیوں مرار تلک زعفرانی ہے  
 چاہیے زخم دل پر ہے ہو جان  
 پہنی بوشاک اوستی دانی ہے

حسن بطر

عزیز

کے لیے

بہارِ دو عالمی

بہن بیان جو طرح بہ

سید محمد علی

وہی ہے جس نے ان کو

میں نے اس کو دیکھا تھا

اے کہان

قاهره

یاہی ہے جو ہم نے

اربع ہجری

51



## غزل نالین

ہے تو ہم پر وہ نیش خانہ نیش یوں ہو  
 کھا تو پردہ کا مکان دے کا یکن یوں ہو  
 وہ جو چلنا ہے زین پر بھی آئی ہے اوس  
 ہمارے افسوس کہ ہم زین یوں ہو  
 قمر عاشق پہ چلا تو وہ لگا یوں ہو  
 ہمارے ہم کے دن از زین یوں ہو

## میں بے خطر

آہ میں شخص بے خوف و تر کرنے نکلے  
 سرت آئی کر کر شخص میں کیوں آج  
 جب دیکھا تھا ترانہ نگین کے اوپر  
 خون بہا ہے دل ہم فکیریں کیوں

## غزل

چاک دامن کیے جانان کے دیوانوں نے  
 بنید خانے کیے آباد پریشانیوں نے

آنکھوں کو تیری کیونکہ میں نہ ہوں غرا  
 یونہی کے جہد ہوسے یہ پھر تہ میں یکدگر  
 انصاف کسا سو پیٹے اپنا بجز خدا  
 نزدیک اپنی رہنے سے مت کر ہوں نفع  
 مجلس میں چھو کر دلی جو جبریسے شیخ جی  
 سودا نکل نہ گھر سے کباب تجکو ڈھونڈنے

جلتے ہیں میر دلی زرعیت چرے ہو  
 لڑکے مجھ آنسوؤں کے نیپٹے نہ کرے ہو  
 مصنف جو بولتے ہیں تجھے ڈرے ہو  
 میں لاکھ کوس جب تہی دل سے پر ہو  
 آئے تو پھر خدا نے کہا سحرے ہو  
 لڑکے میں پھرتے پھردوں جو بکھرے ہو

## غزل تاباں

عشق کیا شے ہے کسی دل سے پوچھا چاہے  
 کیا ترپے میں فراہ قتل ہو پیار کے ہاتھ  
 جسے اسکا زخم کھایا ہے اسے معلوم ہے  
 یار کے ملنے کی ہم کوئی طرح پاتے نہیں  
 آہ و نالہ کی حقیقت دیکھتا ہوں تج میں

کس طرح جاتا ہے دل بید سے پوچھا چاہے  
 اسکی لذت کو کسی بسمل سے پوچھا چاہے  
 تیغ ابرو کی صفت گھائل سے پوچھا چاہے  
 طرح ملنے کی کسی وصل سے پوچھا چاہے  
 کیا گذرتی ہوگی تاباں دل سے پوچھا چاہے

## غزل افسوں

صدقے میں تری زلف کو اور تار تار کے  
 ببل نے وقت قید کی رو کو یوں کہا  
 پیچو گے تو مہی در اتنا تو کیجیو  
 یہ ہے وطن ہمارا تم پوچھتے ہو کیا  
 افسوں تو شاد رہو زمانہ کر گیا کیا

دستار گل انار قبا بوٹے وار کے  
 صیاد واسطے ترے پروردگار کے  
 دیجو تو ہاتھوں ہاتھ کسی لونہار کے  
 ہم رہنے والے ہیں اسی باغ و بہار کے  
 ہم ہیں غلام اس شہ دل دل سوار کے

## غزل معین الدین

راہی ہیں ہم اوسی میں کچھ دربار کے  
 دل سہا رفیق جسکا جد اہو گیا ہو یار  
 جس نے ہمارے دوست کو ہم سے جدا کیا  
 کہنا معین الدین تمہیں سے میر دوستا

چاہے جفا و جور کرے یا وفا کرے  
 وہ اپنی بکسی کو نہ روی تو کیا کرے  
 وہ بھی مراد اپنی نہ پائے خدا کرے  
 آسان سہو کی مشکلیں مشکلتا کرے



نیم لہلہ پڑھتے مجھے دیکھا قاتل  
بل بے اس کا کل مشکیر کے شب تار ہیں  
خزان خاک کے تیلوں کا نہو کیونکہ بھلا  
میرے دلدار پہ دلیر شب معراج کی رات

شور عالم میں کیا یہ تری جیاؤں نے  
دل دیے زلف پریشان کے پریشانوں نے  
ڈھونڈا تھا عالم بالائیں یہ انسانوں نے  
عشق کی حورو پری قدسی غلاموں نے

### غزل عمدہ

میں وہ نہیں ہوں کچھ بہت سداں پر چکا  
یقین ہے کہ جدھر کو وہ دلر با پھر جائے  
اکی وہ نہ پھرے جسکے غم میں مرتا ہوں  
پھرے زمانہ پھرے آسماں ہوا پھر جائے  
بکھیر دیوے جو بالوں کو اپنے مکھڑے پر

پھر نہیں تجھے تو مجھے مرا خدا پھر جائے  
شال قبلہ نما دل میں مرا پھر جائے  
بلا سے خلق پہ گو خیر جفا پھر جائے  
بتوں سے ہم نہ پھرے گھر خدا پھر جائے  
تو کیا عجب ہے کہ آئی ہوئی گھٹا پھر جائے

### غزل

دیوانہ کیا بزم میں شب کے کسی نے  
نکار جو کی بوسے کے لینے میں بہت سی  
کچھ دست درازی کا کیا قصد تو ہے  
رکھ ماتھ مرے سینہ پہ گلدستہ زر گس  
سمجھا مجھے دیوانہ سا اس شوخ نے ایک بار

یہ ہوش کیا چہرے کو دکھلا کے کسی نے  
دی گایاں آخر مجھے جھنجھاکے کسی نے  
جھٹکا کے مرے ماتھ کو شرمائے کسی نے  
مارا مجھے دیدار سے ترسا کے کسی نے  
دل چھین لیا مفت میں بھلا کے کسی نے

### غزل نیاز

صنم ہے گلبدن ہے رہ جین ہے  
وہ سب جا ہے وہ کس جا گہ نہیں ہے  
گیا ادھر کو پھر ایدھر نہ آیا  
مرے اشکو نکا اور نالوں کا شاید  
نہو جسکے مقابل حور و غسلاں

بھلا کہیے وہ کیا کیا کچھ نہیں ہے  
غرض اسکو جہاں دیکھو وہیں ہے  
عجب کو چے کی ترے سر نہیں ہے  
زمین و آسمان عرش بریں ہے  
صنم نام خدا وہ نازنین ہے

### غزل خلیق

زبان نفس کی تھی یہ سب نغمہ سرائی  
کیا فضل باری کی مین سے خبر آئی  
عاشق کو تو جیگر کیسے کہیں آئی  
مرحک سر بیان نہ جبر نہ بی  
ادس مایہ سے رضا نہ کہہ آئی  
کیا راجہ جی بھول نہ تھے آئی  
جس طرح سب ہم سے تھے آئی  
حال جو سلطان دیکھا راجہ آئی

بیار کی بے حد فریادیں  
کیا فائدہ جو اس سے اہل کام آئی  
گلشن میں کی تحفہ کا ان قیصر ہے  
منقار میں بجائے دہاں پھول دھرائی  
ایک کوئی رسوا ہوا تو گاہ میں  
آفت جو خلق جلا افکار پہ آئی  
غزل ووق



سہر وقت زجر اپنا اسکے زیر پا ہے  
 رخصت ازندان جنوں نجر دیکھ کا  
 ہاں مدد طاری کی ہے صف سینیہ  
 واہ واہ شوخیت خوب ہے چہر کا نمک  
 بس کرای سوز درون بہن جانگاہ  
 بل بی استغنا کہ وہ تو آتی آتی رہ گئی  
 ذوق کو تو نزع میں لے گیا ترا منتظر  
 یہ نصیب الہا کبر لوٹنے کی جا ہے  
 مژدہ خار و شت پہر ملو امر الہا ہے  
 دیکھی لتیک اسی کیونکر خدا پہونچائی  
 استخوان میر ہا کس سر مرے کہا ہے  
 جم جوش گریہ چہا پہر اہی پہر آنے ہے  
 ات ریتابی کہ بیان تو دم کا کھڑا ہے  
 جانب رد دیکھ ہے جبکہ ہوش آ جا ہے

### غزل فاسح

پہر ہر آنے چمن میں خمدان کی ہو  
 پائی نازک جب کہا اوسنی ہمار قبر پر  
 سجدہ گردانی ہو عمال شب میں سحر  
 اسی پر پیکر اگر گرس تری ہمارے  
 جب شب تاریک میں ہم کوئی جاننا کچلے  
 کس طرح چھوڑاں یکایک اسکے زلفوں کا خیال  
 واہ کیا تاثیر ہے اوس رو تشاک کے  
 یاد جب آیا چمن میں نہ ہالی باغ حشر  
 وہ پر پیکر کہا کرتا ہے اکثر فخر سے  
 پہر مر داغ جلرا تش کے پر کالے ہوئے  
 پارہ مائی سنگ مرمر دیکھی گالے ہوئے  
 دانو نکی مانند ماتہو نین مر چہا لے ہوئے  
 باغین لالی کو نیچے زیت کی لالے ہوئے  
 آگے جا کھشعل آتشین نالے ہوئے  
 ایکیت کی یہ کالی ناگ ہن پالے ہوئے  
 شعلہ جوالہ اوسکے کان کی بالے ہوئے  
 یکلقم لبریز اشکوں سے مری نہالی ہوئے  
 اتو ناسخ بھی ہمار چاہنے والی ہوئے

### غزل مرصع

سہیں منظور آج اونکو بلانا ہو بلانا  
 ہجوم داغ دل کیا پوچھو ہو میر سینیہ  
 جگر میرا ترے تیرنگہ کا ایکیت سے  
 کہیں کیا اوٹھسے وہ مجھ کو کہنے نہیں دیتا  
 ہنسو کیونکر نہ غیرو سے کہ منظور اکو میرا  
 بلا کر داغ دل اپنا دکھانا ہے دکھانا  
 خزانہ ہے خزانہ ہے خزانہ ہے خزانہ  
 نشانہ ہے نشانہ ہے نشانہ ہے نشانہ  
 دیوانہ ہے دیوانہ ہے دیوانہ ہے دیوانہ  
 رولانا ہے رولانا ہے رولانا ہے رولانا

شہادت سے مری ابتک زبان تیغ قابل ہر  
 فسانا ہے فسانا ہے فسانا ہے فسانا  
 نہ پڑے کو لیکن مرزا کی کیون انسو بخار ہو  
 کہیشوہ دان رقبہ نکال لگایا ہے لگانا ہے  
 غزل حکیم  
 خفا ہے وہ سب پر ہو گیا ہے  
 تو خون ہم سے دل اور جگر ہو گیا ہے  
 میر جی بے نظر  
 لے لے جوڑک زک کے وہ چہا شایہ  
 مے آہ کلم اش ہو گیا ہے  
 جو بلبل پہن ناز کیا  
 کرے ہے کہیں سر میرا  
 خزانہ ہے خزانہ ہے خزانہ ہے خزانہ  
 ذرا سے خبر اور کچھ ہو گیا ہے  
 مریں ب چہا ترے تیرے  
 کہے کون تیرا پیار ترے  
 حکیم اس سے سب کو خط ہو گیا ہے



عشق ہے دام بلا زلف پریشان مردے	راہ بہو لہ ہے بدل خضر بیا بان مردے
بحرین یار کے پہرے ہے مجھے کوہ بدشت	پا بر سنہ ہے مرا خار معیلاں مردے
تیغ ابرو نے تری جھیکو کیا ہے گہا بل	نیم بسمل نرہون خنجر مرگان مردے
سرخ چہرے پر جو کہا پانہ آیا قاتل	خون کرنیکو مری خاک شہیدان مردے
جوش لیا ملکی ہے مجھ سرایا فانی	ماتہ کہنے میں نہیں چاک گریبان مردے

غزل علی

ہم دل سے ہو احمد مختار کے بردے	لیتے ہیں سکندر کے ابا قبال کی زردے
تعریف لکھی جاو گیا دسویں رخ کے	یوسف سی کی بکتے ہیں خرگاہ میں ہر دے
آیا ہوں تر در پہ ہے محبوب خدا کے	مشکل مری حل ہر خدا آپ ہی کردے
تو شافع مت ہی میں بن عاصی جانیں	امید ترے سے ہے ہر کار و ہر مردے
ہم دل سے ہیں مشتاق در ختم رسالت	پروا نہیں جنت کی ہے زاہد کو خبر دے
ہے کون سوا تر شفاعت سی جہانکو	آزاد کری امن جان روز حشر دے
بس فیض ترا عام ہے ایسا قی کوثر	اک جام محبت کا طلبگار کو بہر دے
چہیتا ہے اگر افسر اقبال علی تو	سرایا محبت سی اسی خاک پہ دہر دے

غزل شمر

کیا نکلے سخن عاشق دلگیر کے منہ سی	کوئی بات سنی ہوگی نہ تصویر کے منہ سے
کسکے نگہ چشم نے مارا ہے طمانچہ	بہتا ہے لہو خنجر و شمشیر کے منہ سے
یوسف کو کیا قید جوز ندانیں خوش تر ہو	آتی ہے صدا کا نہیں زنجیر کے منہ سے
طفلی میں ترے حسن کا جھٹکا ہو کر	ہیں منہ کے جوانوں کی ہر اک پیر کے منہ سے
وہ تیا ہو دعا تجھ کو ثنا خوان شیر حرب	آمین کی صدا نکلے ہے تاثیر کی منہ سے

غزل تاثیر

زلف سیہ فام گلو گیر ہے	وحشی دل کے لئے زنجیر ہے
------------------------	-------------------------

دام تیرے زلف کا میں جھوٹا  
جاوون کہان کون سے جاگیر ہے  
نوس جان اس دل بیتاب کا  
حال میرا صورت تصویر ہے  
منہ سے دریا نہیں جانی ہے  
عشق عجب کیا تری تاثیر ہے  
غزل عشاق

غزل فانی

بجزہ اس قدر اپنے لب تقہر میں  
جو چو لاری میں رہا دیں ہر دم  
عالم صافہ قافل ہر سال میں  
یاد کی زلف مسلسل کا تصور  
ایسا آئینہ دل خانہ زنجیر میں  
جسکے لگے ہی اور کس جانی میں  
کیا یہ عجز می جانی ترے زنجیر میں ہے



گر می بینی کیونکر موافق عشاق خانہ خلد مرا ثانی کشمیر میں ہے

## غزل تسخیر

کچھ نہیں درکار مجھ کو ہے نشانی آپ کی  
ہاں کروں تعریف کس منہ سے جانی آپ کی  
جب سنہری بال کہوں کسی کی گلبند  
بس نہیں ہو لیکن پیار جیلاک ہر دم تیرا  
کیونکہ ہر حالی عبداللہ ٹھٹھے ہی رہو  
مرعہ جوش جنوں تسخیر کہتے ہیں اسے  
ایک بوسہ کیجئے ہو مہربانی آپ کی  
خلق میں ہو گا نہ لیکن کوئی ثانی آپ کی  
یاد آ جاتی ہے فوراً نوجوانی آپ کی  
ہر جگہ کہتے پھر نیلے بس کہانی آپ کی  
وہی خدانے چاند سے تصویر خالی آپ کی  
کھینچ لائی اس کو آخر جانفشانی آپ کی

## غزل اخلاص

یا دھیرے کی زبان صبر و سہا کرتی ہے  
فرق نزدیک دور کا بھلا کیا ہو وہاں  
اس گل خنجر کا رشتہ ہے تصویر ہر دم  
شکوہ تقدیر سے کیا کیجئے اسے قسمت  
حال تو رنج فراقی کا ہوا ہلو نصیب  
حسن وہ ہر کہ پری دیکھ کے غش ہوتا ہے  
کیوں تو دیتا نہیں تشبیہ ہر رنج سو  
درد سراسر اسکو ہے کیا عود ہے کیا صندل  
ہوتی ہے تجھ کو تو اخلاص سالی ہر دم  
بس تری آنکھوں میں تصویر پر ہر کرتی ہے  
کار قاصد کا جہاں باد صبا کرتی ہے  
سیر گلزار کے اب میری بلا کرتی ہے  
ورنہ اس طور کیو ہی جدا کرتی ہے  
آگے تقدیر بھلا دیکھئے کیا کرتی ہے  
سب اد اپنی تیرے آگے قضا کرتی ہے  
حور فردوس سے آگے کہا کرتی ہے  
مرجیں آگے جیس در پہ رکھا کرتی ہے  
واہ کیا کام تیرے طبع رسا کرتی ہے

## چمنو غزل اخلاص

آپ اگر مہتاب ہو پھر تجھ کو تارا چاہیے  
قتل کرتی ہے جوانوں کو نظر کے تیرے  
وصل کا وعدہ کیا ہر آج رشک رنے  
عشق زلف عنبر میں کالی بلا طلمات ہے  
ہے پری تسخیر شیشہ میں اتارا چاہیے  
اب زبان تیغ سے اس کو ہی مارا چاہیے  
مثل جنت کے مکاں اپنا سنوارا چاہیے  
بحر مسرت کی شنادر کو کنار چاہیے

چمنو

یادش ہی تجھ کو کیسے مٹتی ہے ملک حسن کی  
سکھ ہر دل پر دم کے اب بھٹا چاہیے  
دفعہ عالم سے رنگ اور جانے بس ہر اد کا  
ایسی اک تصویر کا نقشہ اوتار چاہیے  
دوسراں دہریں ہونگے قدم و گل اس  
بال سے مژگان کے رستہ کو بھٹا چاہیے  
دیکھ کر چلوں سے کیوں تجھ کو پکارا کرتے ہو  
عاشقوں کو تیرے آنکھوں کا اشار چاہیے

## چمنو غزل

اشنائی غیر کی تصویر سے لائق نہیں  
ہر طرح سے دیکھنا نقشہ نہھا چاہیے  
بس تیرے در پر سال ہو سدا یہ چاہیے  
روجِ نصیر چاہیے نہ سخت دارا چاہیے  
شتری اخلاص کے جیتے سخن کے شری  
اب بھلا کیا اوج پہ اس سے شادا چاہیے

## غزل فقیر



حق تعالیٰ بختی ہے نبی کو دو جہان کی سرور  
 باعث ذات مقدس کل نہوتا اگر مرد  
 اوج گردون پر قمر کا غلام د غدار  
 تاب کی گری نہ ہو دین مبارک چشم پر  
 پیشتر دنیا میں انکی شجاعتی داب سے  
 کل جماعت انبیا سے نور ذات پاک نے  
 ابتدای حضرت آدم ہی اپنے وقت تک  
 بعد از اسکے نوح کے طوفانیں کر کی مد  
 اور یسوع سے بعد شفاق کوہ طور پر  
 غارت و غوغا و بلغم قتل بن اوج عنوق  
 حضرت داؤد کی مائتوسی ٹوٹا سخت کفر  
 ابن مریم حضرت عیسیٰ کے تین بیتان میں  
 نیم شب دولت سرا میں مہمانی کے رسول  
 باسوار و قدسی براق زرین حلقہ پوش  
 چوانگشت مبارک ہے اب سے ہو سعید  
 ہو سوار و سوقت پہر جاہو پچی قصی کثرت  
 علی منازل کر گئی ہے منتہا تک پاؤں  
 رہ گئی اپنی مکان حضرت روح الامین  
 لیکیا اعلیٰ مکان پر جس جگہ کوئی نہ تھا  
 اٹھ گیا پردہ حجاب کا حاصل مراد  
 انشانی برکھین میں قطب عالم مصر یک  
 گلشن اسلام کو اوس دوز سے آئے بہار  
 صبیح مسجد میں اصحاب پر ظاہر کیا

رہز مئے خدائی ظاہری پیغمبر سے  
 خلعت پیغمبری کی کوئی نہ پاتا اس سے  
 پہٹ گیا اہل ایمین کرتے اشار اس سے  
 خوف بخورشید خاور کے ہے تن میں بہر  
 سترگون تہی خاک لت میں تیان اور  
 منزل صغریٰ سے تا کبریٰ ملک کی ہر  
 تھا ہویدا نور احمد چون فلک پر شتر  
 بخشہ حق حفظ و امان کے اسکی تین کشتی گری  
 پنبہ سا جل کر ہے جب آپ کی جلوہ گری  
 غرق قارونان و قبطیان بحر سامر  
 قصہ طالوت اور جالوت میں کے داور  
 چرخ گرد و سپر بٹھا کر دی مقام برتر  
 خوابین بستر پر سودہ ہو تہواک گہر  
 کر ادب ناموس کبر نے وان کے حاضر  
 اور منگا کر ویر دمعا جکی خلعت دہر  
 کی امامت آپ نے بنیو مکی بھیجے صف کٹر  
 قدسیوں کی زیارت پہن کر کتو ہر  
 نور سے پہراگی انکی کو دنی زفر لگی  
 نور با عالمین دیکھی بچشم انوری  
 عاقبت دالہ علم کیوں کیا پردہ  
 خود خدائی میکنے خودی کنی پیغمبر  
 اور درخت کفر کو پہونچی ہوا پت جہر  
 لیکے ادنیٰ سے دہ اعلیٰ تک تمام کر

حضرت صدیق نے سکر کیا صدق رسول  
 مصطفیٰ کی ہی مقرر وہ صحابہ البری  
 دو بی فاروق عادل درہ دار شمع ہے  
 گلشن اسلام پر جس نے ات سے صیقل  
 جامع القرآن دے انورین عثمان باجیا  
 شہید نورانی نبی خون شہادت کے ہر  
 شیراب العالمین جان رسول بوجہ  
 حق کو نور علم کرد و الفقار حیدر

حضرت خاتون عشرہ درو نو زین

حضرت خاتون عشرہ درو نو زین  
 نعمت پیغمبر میں رکھتا ہے فقہ و در عظم  
 از منابت سر آرد بہر بنین سے شاعری  
 عصر اوشاہ ظفر  
 عطر المسودہ  
 بن ہون عاشق مجھے علم کہنے کی نکالیں







دیدہ ام از تو صنم چندا انا اھا  
 صرف العمر دے الجہز بقا پا صنمی  
 خم ما خم ما اے خم انا انا اھا  
 حیف صد حیف ہے افسوس افسوس  
 چہٹ گیا زخم جگر سے مرے پیہا انا  
 ہین معزز تری سب شعر مسلسل موزون  
 یہ غزل جسنی سنی اوسنی سرا انا

کشتہ ناز تو ام  
 خم بالید کہ من  
 یس بے مثل صنم  
 آیا پیغام اجل  
 اب نکل جاویگا دم  
 شک نہیں سہین ذرا  
 تازہ تر تازہ رقم

### مستزاد ہمالیوں

جا پہنسا طائر دل میرا بصد شوق پرے  
 تو نہ آزار کسی ڈھب کا اے دے نہ ذری  
 ہجر کے جور کی اب تاب نہیں ہے مجھ میں  
 دلبری بہر خدا اب تو ذری کر تو میری  
 تیری مہی کی دہری پان کی سرخی نے میان  
 دیکھہ تو خیر مرگان نے کیا کیسا ہرے  
 اے زلیخا میں تری چاہ پہ برباد ہوا  
 مثل سیاب کی بیتاب ہوں فرقت میں ترے  
 دل و دین دونوں دے دولت و ایمان یہی ساتھ  
 دلبری اسپہ ہی تو نے نہ ذری اسکی کری

تری کاکل میں صنم  
 لطف کرا در کرم  
 سچ یہ کہتا ہوں ہلا  
 جان من کرنے ستم  
 قتل کر ڈالا مجھے  
 آرا ہونہٹہ پہ دم  
 یہ گلا کس سے کروں  
 تجھ کو یوسف کی قسم  
 اس ہمالیوں نے ترے  
 یہ ہی سینہ پہ الم

### مستزاد اکبر

اس عشق نے یار دمجھے دنیا سے اوٹھایا  
 زلفونین پر سرو کے گرفتار پہر آیا  
 بہر شوق کے شیشہ میں شراب عشق کی اپنے  
 بہر میرا تماشا سارے عالم کو دکھایا

دیوانہ بنا کے  
 پہر شانہ بنا کے  
 پہر بہر کے پلایا  
 مستانہ بنا کے

یہ دفتر زور گنتی ہے ہر ایک کے لئے  
 افسوس اسے ساقی  
 کیا نام را تیرا کیا تو نے ملا  
 بیجانہ بنا کے  
 بیدل کیا دلبر نے عبت لکھ کر  
 سس مکر و نہر سے  
 پہر اپنے لگا کان کی بالی میں چھپایا  
 دودانہ بنا کے  
 زبیر رقیون سے صنم رات کو پہنچا  
 مجلس پکی روشن  
 پہر اپنے صنم کے اوپر چھپکے جلایا  
 دیوانہ بنا کے  
 غم و دل کو بلا کر وہ لگا پاس پہنچا  
 مات کے گویا دوست  
 ہم دوست یگانہ کی سبب دیکھایا  
 بیگانہ بنا کے  
 جہنم عمود



اکبر کے یہ عرض ہے اب حتی سے شنب روز  
دنیا میں اگر کہتا ہے تو کہہ لے خدا یا

## مستزاد موج

اس کا کل بچان مغیر کا ترے یار  
خوشبو سے بالون کے معطر ہوا گھر بار  
ہیگا دل رنجور ترے زلفون میں جانان  
بس گریہ ہی پڑیگا نہیں سنبلیکا وہ بیمار  
نعرہ کروں جسوقت اگر کوہ کو پاؤں  
بس دیکھ کے نازک بدنی حسن کے ہوا  
یہ زندگی لائی تھی عدم سے ہمیں اوجھا  
سب قافلے کے قافلے میں اودھ رہے کوتیار  
در پیر مجھے آدیکہ کے دہر قبضہ او پیرا تہہ  
گر خون میں لوٹیکا ترے حسن کا سردار  
اک عرض ہے جو موج کے اب شیر خدا سے  
حل کیجیو مشکل مرے اے حیدر کرار

## مستزاد سراج

تجہ زلف کی یہ بارگے مشک  
ہر غنچہ دل تنگ ہوا پہول چمن میں  
ہو خار سے ہوا اس لپک تجہ کف پا کو  
جسوقت رکھے پاؤں تو بلبس میں ہیں  
اعراب خط و خال فقط چشم ہی مطلق  
ہے سورہ خلاص کے خواہش میں ہیں  
ایک روز کہا میں نے صنم سی ہے منکاب  
یہی نافر آہو پر مشک خطا سی  
اے شوخ سمن لو تجہ مکہ کے ہوے  
بے تجہ میں نزاکت از بسکہ سہرا یا  
ای دلیر گل رواں ناز و دار سے  
مصحف ہی ترا منہ ہے آیت خوبی  
بسم اللہ ابرو ہے ہر رسل سے  
عشاق کے او پر سن بات ہمارے

بتیاب ہیں بگمے غنچہ سوسا کفن میں  
کر ہم سے تو بگمے غنچہ سوسا کفن میں  
سو گند مری اس حال پرینا کفن میں  
مالو تو کہیں میں بگمے غنچہ سوسا کفن میں  
جمعیت دل بند ہے ہر ایک شکل میں  
کہو دو ہم گیسو اب ہر ایک شکل میں  
بیکار مطلق سے بلا شربت دیدار  
اسے شوق شفا دے بیمار ہون غم کا

## مستزاد سراج

تجہ زلف کی یہ بارگے مشک  
ہر غنچہ دل تنگ ہوا پہول چمن میں  
ہو خار سے ہوا اس لپک تجہ کف پا کو  
جسوقت رکھے پاؤں تو بلبس میں ہیں  
اعراب خط و خال فقط چشم ہی مطلق  
ہے سورہ خلاص کے خواہش میں ہیں  
ایک روز کہا میں نے صنم سی ہے منکاب  
یہی نافر آہو پر مشک خطا سی  
اے شوخ سمن لو تجہ مکہ کے ہوے  
بے تجہ میں نزاکت از بسکہ سہرا یا  
ای دلیر گل رواں ناز و دار سے  
مصحف ہی ترا منہ ہے آیت خوبی  
بسم اللہ ابرو ہے ہر رسل سے  
عشاق کے او پر سن بات ہمارے



لینے جو بلائیں لگے ہم آپ کے چٹ چٹ  
 چل جا رہے داوڑ پر ہو پڑے ہٹ  
 ان انکھوں میں اب حلقہ زنجیر کروں گا  
 چھوڑوں نہ کہیں آپ کی درواز کی کھٹ  
 مرجائیں ہو چہاٹ نہ گونگا ہو وہ کیونکر  
 سرخی ترے آنکھوں کی وراہ کی کھچا وٹ  
 کیا بہتی ہے اب نام خدا و اچھڑے آٹا  
 اک بوسے کے صد سے دیوانہ مارلا ہٹ  
 اسی دے سی بالیدگی اور چنی رنگت  
 اور جا رہے شبنم کی وہ چولی کی نبا وٹ  
 مت چھڑ مجھے دیکھو ابھی کہنے لگو گے  
 چولی سے ٹکڑے ہوئی دامن بھی گیا ہٹ  
 اسی عشق ادھر آو مہاراجون کے راجا  
 گر بیٹھے ہو تم لاکھوں کڑوڑوں کی ہے سرچٹ  
 وہ سیر پڑی پہو لہو نکی محل کے وہ ٹکٹے  
 پردے وہ تاحی کے وہ سونیکا چہرہ کھٹ  
 پہرے ہے سمانکھوں میں اب تک وہی نشا  
 باہم چلیٹ سوز میں آ جاوے رکاوٹ

تو بول اوٹھی جھٹ  
 ہے سب یہہ نبا وٹ  
 ایسا ہی بلا ہوں  
 جب تک نہ کہلین پٹ  
 جو شخص کہ دی کہے  
 سر نیکی کھلا وٹ  
 ہونٹو نہ تہا رہے  
 مٹی کی اوڈا ہٹ  
 یہ گات یہ بیج دج  
 بازو کی گلا وٹ  
 اچھا کیا تھے  
 لگجا دی گی پھر ٹ  
 ڈنڈوت ہے تھکو  
 اک آن میں جھٹ پٹ  
 کچو اب کی تو شک  
 اور ادسکی سجا وٹ  
 ہے ظالم اسے کیوں  
 وہ پیار کی کروٹ

## مستزاد میں

سوتا ہے گلی لگ کی جب وہ یار لنگ پر  
 آتی ہے لیٹا پہو لہو نکی مہکھار لنگ پر  
 ہے سرخ جو پو شاگ تو ادس گورے بدنیر  
 رکھتا ہے عجب طرح کا گلزار لنگ پر

کیا ناز واداسے  
 اوس بند قبا سے  
 جتے ہے سجا وٹ  
 انجل کے جلا سے

ساتی میں تیرے صد زراطم کو کھڑا  
 جو شوق خدا ہو  
 جو ساتھ ہوں باہر کے سنا رنگ پر  
 سرست نہ سے  
 چار و دل کے جو وہ آغوش میں آوے  
 شبنم جہری ہے  
 سو جاوے تو جاوے میں لپکا رنگ پر  
 سنت یہ خدا سے

مستزاد میں

یہ عشق میں تیرے سنا رنگ پر  
 تو خوش ہو اول  
 بار از آواز سے  
 بار از آواز سے

مستزاد میں

یہ عرف اور سنا رنگ پر  
 جیسے عا حرت کا پہلا











جو عاشق ہیں صبا سے ہوئے نیک نیت میں  
جو بدین جوران جانیسے ہوئے خلوت میں  
زہی سمت کہ سب و نیک کیا کیا ناز و نعمت  
بہیگے عباہری عشرت کی سامان نیرم جنت

کہلیک مال است کو تری انعام بید کا  
شفیع المذنبین حب یاد فرماؤنگی مت کو  
جور ہوئی ہستی کیلئے جاؤنگی جنت  
خوشی کے مار ہم سب بہول جاؤنگی مصیبت  
لب گوہر نشان و امونگی جب عرض شفاعت کو

تماشا گاہ عشرت میں تکیگے نیک منہ مد کا  
تری محراب ابرو کا طاق کعبہ یانی  
ہے دلین سکی داغ عشرت شوق چہین سانی  
تری خال سیا سنگ اسوہی ہے سودا  
راکعبہ میں تیر روضہ کے ور پر نہ جا پانی

اسی اندوہ سے ہے رنگ تیرہ سنگ سود کا  
دعید کبریائی تاکہ صادق ہو قیامت میں  
محبو ملک تری قرار ہو تیری نبوت میں  
یہود در نصرائی رہی تیرے عداوت میں  
عدو کو شر تک انکار ہو تر رسالت میں

محل باقی رہے اللہ کے قول موکر کا  
تری خلق طرے خالق نے کوہین خلق نر و  
ایا پیدان پیدا ہو کبھی اپ کوئی نہا  
ہوا معور تیر نور سے یہ عالم مکان  
ہوا تجھ سانہ ہو سکتا ہو میرا کبھی یا

زمانوں مسئلہ ہرگز کسی ندیق و مرید کا  
عجب کیا لال کردو زبان ترکی و تازی  
کے اس تیر نہ دیتے کیوں و صفائی  
کہ شعر آبدار اپنا ہی شک تیغ فولاد کے  
تری تعریف سی میرزا بھن آ ہی تیرے

صفائے ان تک مسخر ہو گا اس تیر مہند کا  
بیان یک حرف موزون گوئی نصیب کیے  
روے ہو جاؤنگے صلب یا صین سیکڑوں لسنے  
فصاحت اور بلاغت میں ہے بہتر سوئے  
پہنیکے مثل تقویم کہن یوان ہزاروں کے

ہوا عالم میں شہرہ میرا شعار مجد کا  
طیان شوق زیار میں ہے اس کے روح اوز  
جناب آسمان نصرت پہ پہونچو گایر غالب  
مرا داد ہے رہبر ہے علی ابن ابیطالب  
ہوئی ہے بہت عالی مر معراج کی طاب

میرزا کو طوفان الکاثر جہلم کو ترس دیا  
کبھی یہ مردم دیدہ سواد تیرے دیکھیں  
کبھی اس صفا قدس کوہ فی نظر اذن  
کبھی دلا دین میں ہر سارون جاد بین بلین  
کبھی نر و نیک جاکر آستانی پر ملوں آئین  
کبھی میں در سہون اور لرون نظارہ گند کا  
قبری کو چین چالک پہلا فردوس دیکھیں  
کہ بہتر سدرہ و طوبی کی دیوار دنیائیں  
میرزا کو طوفان الکاثر جہلم کو ترس دیا  
کبھی یہ مردم دیدہ سواد تیرے دیکھیں  
کبھی اس صفا قدس کوہ فی نظر اذن  
کبھی دلا دین میں ہر سارون جاد بین بلین  
کبھی نر و نیک جاکر آستانی پر ملوں آئین  
کبھی میں در سہون اور لرون نظارہ گند کا  
قبری کو چین چالک پہلا فردوس دیکھیں  
کہ بہتر سدرہ و طوبی کی دیوار دنیائیں



خوابی اشیاں نصیری میر جیہ آوے	کبوتر بنکی روح پاک میر روئے ہیں
جو ہو آراؤ مرغ جان تو پای شوقے اور	تمنا ہی آختہ نیرتری رزق کی جاسٹے
قصص جسوقت لٹوئی طایر روح مقید کا	سے
مذاق اس سئلے کی ہے خبر ثابت روئے	کہ خالق نے درود فضل کیا ہی عباد
وہین صل علی فرما کی بسبب ہی محنت سے	خدا منہ چوم لیتا ہی شہید کعبت سے
زبان پر میرے جسد نام نامی محمد کا	شاعر
<b>مختصر نصرت محمد مصطفیٰ احمد محمد نبی صلی اللہ علیہ وسلم از حضرت</b>	
تمام امت ہی اور مراج تہا مارون ہا ریکا	انراک عالم کری تہا وصف عیسے دیکھا
نبی موصو گذرا ہے ہر اک لاجی خدائیکا	محمد ہے نبی مدوح ذات کبریائی کا
کرے بندہ جو ادسکی طرح دعو ہے خدائیکا	
اسی کے نوری جا رہی ہے کفر کی ظلمت	اسی کشائیں نازل ہوئے سرور آ
اسی حقنے کی کونین میں بدر اللہجی خلقت	سپہ معرفت حقہای وہ مہر الوہیت
کہ جسکا دین روشن آئینہ ہے حق نما ییکا	
اسی کی ذات ہی کوں مکان کے باعث خلقت	اسی کی شانیں لولا ک نازل ہے بہر صورت
جب ایسی ذات بابرکات کا ہو پھر بریت	منور کیون اسکی نور سے ہو خانہ طاعت
کہ روشن کرنوالا ہے وہ شمع یارسانی کا	
مقرر جو کئی ہیں اپنے اپنی شرع کی رتے	بغیر از اسکی کوئی منزل مقصود کو پہونچے
نہیں ممکن فرشتہ ہو وہ اور کیا ہو	بلند اسکا وہ ایوان مراتب ہے کہ بن سکے
نہیں ہے ساکنان عرش کو پایہ رسانی کا	
اگرچہ لاکھ پیغمبر اوسے کا آفریدہ ہے	موافق مرتبے اپنے کی ہر اک حق سیدہ
محمد مصطفیٰ لیکن باوصا حمیدہ ہے	گروہ انبیاء میں وہی حق کا برگزیدہ ہے
سوا اسکی لقب کسکو ملا ہے مصطفائے کا	
سلیمان سکندر راوے کی قیاد و جم	دریغانہ میں اس کے برکت پا میں ہر دم

فرشتہ ہی جہاں شمشیر سے کبوتر بن گیا  
 کہی ہے منزلت وہ آستان سرور عالم  
 کہ فرشتہ سلطنت ہی مرتبہ دانے گدائی کا  
 کیا کلمہ نے اس کے نفی اور اثبات سے محرم  
 وہی روز قیامت کو نبی کا شافع عالم  
 صحبت تجھ کو کرتا ہوں ہے جبکہ وہم ہر دم  
 کہ جو عشق میں با نیبافت ہوں لاہوم  
 کہ ہو دیکھا دی روز جزا ہو جیانی کا  
 فرشتہ اور بشر ہے خطائیں اور سدا  
 نہیں غیر البشر ہے بلکہ فرشتہ انبیاء  
 پہلا ہے میں اعداد و مراتب میں ہو سدا  
 سراپا نور حق نام خدا ہے نہ کون اسکا  
 کہ جسکا نقش پایہ سدا ہے سار خدائیکا



فرشتے اور بشر کی حق کی ہوا پختہ خلقت  
ولی خالق نے کی جس کے کونین میں کثرت  
محمد مصطفیٰ خلاق کے اک خاص خلعت  
دلیل دسکی ہے یکتائی کی پیر کا جہر

کہ تھا سایہ نہ اوس محبوبات کربانی کا

محرم معروف بنزل حضرت امیر خسرو دہلوی رحمۃ اللہ علیہ

عشویہ ظاہر سر سبز جلوہ چور ہے  
غمزی میں تیرے موبو پہنان ہے فن جاوگر  
جتنی کہ خوبی چاہے ترے صورت میں کہ  
ای چہرہ زیبا تو رشک تباں آورے

ہر چند و صفت میکنم در حسن زبان بالائری

نقاش قدرت کے تجھے جسم بنایا سرسبز  
جتنے کہ اگلی نقش تیرے بی روپ آبی نظر

سارامرقع دہر کا ہر چند دیکھا غور کر  
ہرگز نیامد در نظر نقشے زردیت خوبر

شمشی مدانم یا قمر یا زہرہ دیا مشتری

مشق خرام نازی تو جلوہ کرتا جان  
جون سایہ رستی ہن پر کھشاق متباں

چاہیں کہ اوٹھیں خاک سچی ہم طاقت کہاں  
ای رشتہ آرام جان باقد چون سرور دان

زان سو مرد در من کشان کارام جان ہر ہے

رہتی تھی عاشق سے تجھے کیسے دیکھا نگو  
مانند نور سایہ کی کچھ اور آمیزش نہتی

بر انتہای عشق میں دیکھا کہ یہ صورت ہو  
من تن شدم تو جان شد من تو شدم تو شدم

تا کس نگوید بعد ازین من دیگر تو دیگری

مانا کہ مانی آج ہے تیرا قلم حسن آفرین  
کہتے ہیں تو فی عمر بہر نقش تباں نازین

کونگ لاوی لا کہہ تو پر ہم تر قائل نہیں  
صور تگر زیبا چین و صورت آئینہ بین

یا صورتے کشن چنین یا ترک کن صورتگری

در پر جوانی دیکھ کر مجھ کو وہ شوخ بچیا  
ہو کر غضب کہنی لگا تو کون ہے اوٹھانے جا

معروف مینی رو دیا اور رو کے مقطع پڑا  
خسرو غریب ست و گدا افتادہ دشر شما

ہا شد کہ از بہر خدا سوی غریبان نگیری

محرم معروف بنزل خواجہ حافظ شیرازی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ

لیکھا نہیں ساقی پرین سوا سے فراق  
مبادا کس سے من خستہ مبتلای فراق  
نہو چہم مجھے غم دور و صدمہ سے فراق  
ازل سے جھلکوںینا ہے اشتای فراق  
کہ داد من بستاند دیدن سے فراق  
غم فراق سے از کس ہون سدا بیدم  
ہر ایک دم ہی مرا بسا حقین تیرہ دم  
طوت فلک کا یہ کہتا ہوں دیکھ کر ہر دم  
میں بہ نظر  
کجا روم کلیم حال دل کر گویم  
کہ عمر من ہمہ گزشت در بلائے فراق  
بہر ہے بکد دل و جانین پر بیکر ہم  
نا ہے چشم خون جگر پر بیکر ہم  
جو بس علی تو تقریب نظام الم  
فراق را بفرق تو متلا ساسم  
چنانکہ خون چکا نیم ز دیدہ کا فراق



کئے ہیں بحر نے از بسکہ چھپے جو رستم  
کہ دل ہی لہجے سوچا کروں ہونہیں دم

تو بن ما ہے یہ غصہ سے ابجا عالم  
اگر بدست من افتد فراق بلا کشم

تمام عمر یاد دوستوں میں اس سے جدا  
ذرا بچہ کے کہو بات ازیرے خدا

مگر مزاد مرا مادر ازیرے فراق

اسیر بند بلا ہیں یہ ناتوان شب ہر روز  
سنا کے میں جو سرود کی فغان شب ہر روز

چو بلبل سحری میز نم لڑاے فراق

این محسن از حیدر علی آتش است

بہر کی عشق کے سار بدن میں آگ لگی  
تیری تو آتش خیز سے چمن میں آگ لگی

یہ روز کہتی تھی بلبل وطن میں آگ لگی

یہ کیا حنا تھی منگائی چمن سے شیریں نے  
اودہ تو اتھو نہیں مہند لگائی شیریں نے

پہر اسطرت کو دل کو بہن میں آگ لگی

کیا علاج طبائے مار سائی سے  
یہ رنگ جسم کا ہی تیری اشنائی سے

مرد کو پہونچو صنم اب کفن میں آگ لگی

تمہا چپ کے مری چپ زبان ہے بولو تو  
مری تو دل میں کچھ اور ہی گمان ہے بولو تو

یہ سرخی پانگی ہے یادہن میں آگ لگی

بہر تھے تم قہقہے ہر ایک گل کے جھولی میں  
گلوں نے گہیر لیا تھا اسی ٹٹھولی میں

چہرے کی جانتے نہیں تھے  
کمال زلفوں کے طائر تھا بولی میں  
تو لالہ بولا کہ مشک حنن میں  
اگرچہ جو کچھ ہیں گل رخسار غصہ میں  
پہر اسطر حکمی دیکھی بہار غصہ میں  
یہ وصف تجھ ہی میں دیکھا لگا غصہ میں  
ہوا جو سب سے ترا چہرہ باغ غصہ میں

نہیں

تو بلبلوں نے پہچاننا چمن میں آگ لگی  
یہ آتش کفن دلا دل میں آگ لگی  
تو توڑ کوڑوہ لگا دوڑا لگا ہر س  
یہ پیر جسے ندی کی ہواں آگ لگی  
طلب جو پیر کیا میں نے آگ لگی  
زبان تو سبھی اور دہن میں آگ لگی



ماہی نام خدا مجھ کو اک صنم ایسا  
کہ جبکہ دیکھو سے ہوتے ہیں سیکڑوں شیدا  
میں پہلے باتو نکا اسکی بیان کروں کیا کیا  
شوق کو دیکھ کے کہتا ہے نوجوان میرا

عجب تماشا ہے چرخ کہن میں لگ لگے  
محبت

نہاں مسرور و بر غزل محمد ابراہیم ذوق

جو کوئی عاشقیت سفاک پر ہو جا ہے  
خبر بیدار سے آخر شہادت پای ہے  
لیکن ایسی تو کب ہر ایک کے ماتہ آئی ہے  
سربوقت ذبح اپنا دوسکی زیر پا ہے

یہ نصیب الہا کبر لوٹنے کی جائے ہے

میں پڑا ہوں قید میں در موسم گل آئی ہے  
شوق کو موج صبا بتیا بیان سکھائی ہے  
سخت تنگ آیا ہوں تیلے پیٹھے جی کھڑی ہے  
خصت ازندان جنوں زنجیر دیکھ گئی ہے

خردہ خاردشت پہر تلوار کھجلائی ہے

ضعف سی شکل ہے اب گان کا ہونی ہم  
زور اگر چلتا تو مرجاتے کہیں جلدیسی ہم  
ناتوان ہیں کس طرح طی کر سکیں راہ عدم  
مان موطاقت کہے ہی ضعف سی سینہ پر دم

دیکھئے لب تک خدا کیونکر مجھے پہونچای ہے

تحررتے بہر چکا ہوں زخم میں کتنا تک  
کیا عجب گر خاک سے بھی میرے پیدا ہونے تک  
لذت بیدار قاتل میں ہے یہ کیسا تک  
واہ دشتو محبت خوب ہے چہر کا لاکھ

استخوان میرے ہا کس کس مزے سے کہا ہے

ہر نفس چہرے میں آہ گرم سے میرے شمر  
خون دل ہر دم بہاتی ہے گھر گان تر  
کون ہے اسوقت میں ہر اک جو میرے خبر  
بکرا ی سوز درون ہیں جائیگے دل در جگر

رحم جوش گریہ پہ چھاتی ابھی بہرے ہے

بسکہ در درت دیدار سے تھا بقرار  
کہو دیا بچا ہ نے ہستی کا رنگ اعتبار  
کشمکش میں گ کی بخود پڑا معرودا  
نزع میں بھی ذوق کو تیرا ہے برا

جانب در دیکھتا ہے جبکہ ہوش اجای ہے

نہاں مسرور و بر غزل محمد سلطان

مخلص بر مر

پہلو پر بے ہوش ہو اوسکی رخ بینی حجاب کا  
بیدار ہو ازلک سنگ میں غل غل خوشیاں کا  
پیر و پادشاہ تو یہ جلوہ ہے اس غلی تالکا  
جب پردہ رخ سے دور کری وہ نقاب کا  
جلوہ ہر اک نہ میں ہوا نقاب کا

میں بے نظر

میرے ہر دم سے ہے اور ہی سب کچھ  
اک زندگی پرست نے مذکورین کیا  
میں بے نظر ہوں ہر طرف باجرا  
میں بے نظر ہوں ہر طرف باجرا  
میں بے نظر ہوں ہر طرف باجرا  
میں بے نظر ہوں ہر طرف باجرا  
میں بے نظر ہوں ہر طرف باجرا  
میں بے نظر ہوں ہر طرف باجرا



جب یکہا خوب محو تیر مجھے بہ طرز کہنے لگا زراہ تیر مجھے بہ طرز

معلوم ہو گا حشر میں پینا شراب کا

جب سب طر سے پند نصیحت دہ کر کہے میں بیہا چکا سنتا را وہ کہے گئے

جانا یہ میں نے یوں آچکی نہو نیگے میں نے کہا کہ ہم ہی ہیں بان خوشحالی

پر کیا کریں کہ ہے ابھی عالم شباب کا

جو کہہ کر آپ کہتے ہیں سب سے ہے تو یوں لیکن تمہارا زہد ہے یہ مکر اور فسون

دو جو آپ کرتے ہیں ہے باطل و جنون گستاخی ہو مستانہ اک عرض ہیں کون

محبو اگر نہ کیجے مورد عتاب کا

جو طعن یکسو نہ کر و تم بجا درست ایسا ہی ظاہر اپنے ایشا کیا درست

پر یہ صلاح و زہد کا دعویٰ ہے نادرست تقویٰ ہمارا گے ہو جب پکا درست

اور تب یقین ہو کیے پاس جتنا بکا

جسد کہ روزا بر ہو اور سار بادہ شریک کارین باتہ سی ساقی کی لعل شری

اوسدن طبع سب ہو تو کر جاؤ ہم عشق می ورنہ باغ ہو ساقی ہو بادہ شری

اور ہونہ وان محل کوئی باعث حجاب کا

مہوش کردے باتو نہیں تم کو لگا کے منہ پہر دیکھیں بیہوشی ہو کر تم جہان منہ

اور جب زرد و طرز نہ ہے گا بنا کی منہ کہنے نہ ہے سی اسکو وہ منہ سی ملا کی منہ

یہ ریش جسمین جلوہ ہے رنگ خضاب کا

اگر مست نار و شور شامل پرے لقا مستی میں جسکو پاس نہو کیجے ہی شرم کا

از رو لطف بوسہ کری یوں تمہیں عطا گردن میں باتہ ڈالکی دہ شوخ بھیا

دے ذائقہ زبا مکر دہن کے لعاب کا

پہر دیکھیں کہو نہ کہتی ہے بنی یوں آگے جب وہ حریت باتہ میں آجام می گئے

گرتے تھے کچے پینے میں کچے عذر بھی گئی منت سیوں کہی کہ ہمارا لہو چنے

اگر بے نجائے جلد یہ بیالہ شراب کا

صوفی اسطرح مدرسہ سامان میں ہو  
اور سے چلنے والا ہی ایسا ہو جو  
اور ہی بخیر ہو کے کری ایسی گفتگو  
اور صوفی ہم سلام کریں قلبہ ہو  
اور صوفی کیجے روز حساب کا  
اور صوفی تو میں ہی جانتا ہوں بادہ بھرام  
اور ایک تو بادہ سے انکار ہے ملام  
اور امتحان پھر تو یہ آپ کا غلام  
قایل نہیں ہے قبلہ کسی شہ و شہاب کا  
کرتے ہیں ہونان کیلئے ہونان پناہ کا  
کیا کیا دعائیں دلی بابت امیدوار کا  
مان از تو نہی کہد سیکل کہ در دناں  
باربسم خیر میں از تو نہی کہد سیکل کہ در دناں  
باربسم خیر میں از تو نہی کہد سیکل کہ در دناں



سایہ سے ملے قدم بو تراب کا	محسن معروف بغزل میر نظام الدین
ہے داد خواہ تجھے فا اور وفا ہم	راضی ہے تمہے تری جفا اور جفا ہم
کیا لگ چلی ہے تجھے ہوا اور ہوا ہم	نگہت کو تجھے لے ہے صبا اور صبا ہم
لے عطر تری تن سے قبا اور قبا ہے ہم	
کرنی ہے ہم کو عمر بے راہ عشق میں	ہے جس کو جان تن کے خیر راہ عشق میں
لینے گئی ہیں سر سے گزراہ عشق میں	دنیا ہر ایک گام پہ سر راہ عشق میں
الف سے سیکھتے ہیں وفا اور وفا ہے ہم	
رہتے ہیں روز رات کو روئے سحر تلک	بچے سی ایک لگتی ہے دو دو پیر تلک
پائی نہ پیر دعا کی رسائی اثر تلک	بہو پچی نہ ایک بار اجابت کی در تلک
لگ آئی ہے اثر سے دعا اور دعا ہے ہم	
لازم ہے دوستوں کو رہو سی عمر بھر	احسان مند خوبی اخلاق تک در
ہیں ہم ہی فیض گلشن سستی سے بھر	دامان پہ لیتے ہیں نگہت سے ہر سحر
گل سے چمن چمن سے ہوا اور ہوا ہے ہم	
دلین بھر ہیں بسکہ محبت کی شوخیار	ہر غنچہ گل کا اپنے گمان میں ہے گلستا
نیزنگ کا خانہ دل کیا کروں بیان	ہر ایک تازہ رنگ ہے خون بیان
خون تیرے ماتھے سے ہے حنا اور حنا ہے ہم	
ماہ طلب میں کس کو میر ہے باز گشت	مان ہر قدم ہی صورت خورشید تیغ و
دیوانگان شوق کے مت پوچھ سرگزشت	سرگرم جستجو میں تیرے بسکہ دشت
منت پذیر ہے ہیں یا اور یا ہے ہم	
یوں بکوی طرادی کسو ہزار ربط	پر بے مناسبت کا ہوا ستوار ربط
ہوتا ہے اپنی جنس سے بے اختیار ربط	اشفتہ سے رکھی ہے سید روزگار ربط
شان سے موند موند سے بلا اور بلا ہے ہم	

ایسا کالج مجھے آزاد سے بنا رہا  
لیکن مرید عشق سے شرمناک بنا رہا  
معروف در عشق سے شرمناک بنا رہا  
موند نکاد دیکھنے سے شرمناک بنا رہا  
عاجز ہے اس اف سے دعا اور دعا ہے ہم  
محسن معروف بغزل میر نظام الدین  
بیاد المخلص اسد مقلب غالب  
مختار  
مختار در دن فکر کہوں یا نہ کہوں  
بے محجہ خست گفتار کہوں یا نہ کہوں  
کچھ تو کہہ کہت عیا کہوں یا نہ کہوں  
کچھ تو کہہ کہت عیا کہوں یا نہ کہوں  
انہا احوال دل زار کہوں یا نہ کہوں  
بے حیا مانع اظہار کہوں یا نہ کہوں  
آپ سے ہے دل حشت زدہ کہے باہر  
سچی مین نہیں انداز کی سب باہر



حرف بجا نہیں آتا مری لب سے باہر	نہیں کر نیکامین تقریر ادب سے باہر
مین ہی ہوں وقت اسرار کہوں یا نگہوں	
باب پنجم کی گلستاں کی حکایت سمجھو	مرثیہ کی اسی یا کوئی روایت سمجھو
خیر جو سمجھو سو سمجھو یہ نہایت سمجھو	شکوہ سمجھو اسے یا کوئی شکایت سمجھو
اپنی سستی سے ہوں بزار کہوں یا نہ کہوں	
دیکھ کر کیسی عاشق و بی یکر دل	ہے سویدا یہی سیہ پوش عزادار دل
ملکڑی ہوتا ہی جگر دیکھ کے ناچار دل	اپنی دل بھی مین احوال گرفتار دل
جب پاؤں کوئی غمخوار کہوں یا نہ کہوں	
جو کوئی کرتا گلہ ہے جو کسو اپنے کا	لوگ باور نہیں کرتے مین یہ کھولا
ہے یہ مشکل کہ نہیں اور سے مجھ کو شکو	دل کی مانتوں سے کہ ہے دشمن جانی اپنا
ہوں اک انت مین گرفتار کہوں یا نہ کہوں	
یعنے پردے مین اک ڈھب نہان سے غماز	اشک بیتابی وہ فریاد و غماز
پیلے تو عاشق غمگین کے زبان سے غماز	مین تو دیوانہ ہوں اور ایک جہان غماز
گو مین اب ریش دل زار کہوں یا نہ کہوں	
ہے سخن و الہ ہی دل کی چچی معروف مرد	ہوں بزدان سخن صورت فضل الجبر
دلین باتین مین بہر سکے زیادہ از جلد	آپسے وہ مرا احوال نیو چھی تو اسد
حسب حال اپنے پہر استعار کہوں یا نہ کہوں	
نالہ مے سے بے اثر بے فائدہ	دیکھ زارے شام و سحر بے فائدہ
کیجے کیوں جی کا ضرر بے فائدہ	گریہ ام سے سیمبر بے فائدہ
رنگ زرد بھجوزر بے فائدہ	
نے تو نقش مدعا کی ہے نشست	نے صفت غم ہی کو ملتی ہے شکست
خوب دیکھا او دل الفت پرست	نالہ مین سر بسر بجا حاصل ست
گریہ مین سر بسر بے فائدہ	

رک کر کے جو ایک بوسہ کا سوال  
 وہ کر کے کیا خاک عاشق کو نہال  
 کب بر آتی ہے تنہا سے وصال  
 اسے صدمہ اسے سر و ستان حال  
 از تو امید تھم رہے فائدہ  
 نزع کی حالت مین کیا ہوتا اگر  
 دیکھ کر جا تا تو چھپ کر نظر

میں نے

دہا حسرت اسے بت بیدار  
 جان بلب دارم نینداری  
 بے تو مردن بے غم بے فائدہ  
 ہر لمحہ کی کو یہ ہو کر مانتا ہے بیان  
 دل لگامت اس مین ہے جھکا زبان  
 تو کوئی قاضی ہے جھکا زبان  
 ناصحا مین دائم و عشق بیان



فائدہ گریہست در بے فایده

کہتے ہیں معروف ہے کو کیا زبون	میر کو بھی کہتے ہیں مرد فنون
کرتے ہیں سودا تلک ثابت جنون	قدر شعر احسان کہ میدان کنون

میخورم خون جگر بے فایده.

خمس من غزل محمد ابراهيم صاحب المخلص بندوق

جوش میں طوفان کو لانا کوئی مجھے سیکھ جا  
خاک میں گوہر طانا کوئی مجھے سیکھ جا  
اضطرار میں کہا نا کوئی مجھے سیکھ جا  
ابر تر آنسو بہا نا کوئی مجھے سیکھ جا

برق مضطر نملا نا کوئی سمجھے سکیگا جاے

<p>تہا یقین ہو کہ بسج قتی بین کی دھکوتل</p> <p>کر چکا ہی تو اسی انداز عالم کو قتل</p>	<p>کو نہا مشکل ہے کرنا عاشق پر غم کو قتل</p> <p>ہننے پہلے ہی کہا تھا تو کر لگا ہو قتل</p>
---	---

تیور نکا تاڑ جانا کوئی سیکہ جاے

یہ تو ظاہر ہے کہ دشمن کو یہ بیشک محسوس ہو گیا ہو کہ  
جو سکھایا اپنی قسمت نے وگرنہ اس کو غیر

کیا سکھا لیگا سکھانا کوئی سمجھے سیکھ جائے

کیا ہی چھاتی ہیں بے دیکھ کر نکاحِ حال	سچ کہا ہے قدرِ نعمت ہوتی ہے بعدِ زوال
سینہ کا وہی حقیقت میں ہو نقصانِ کمال	تیر و بیکانِ جتنی تھے دہن دے دینے نکال

اپنے ماتھوں گہر لٹا کر کوئی عہدے سیکھ جائے

شور الفت کا بیان احوال میں سکر کر دے  
کیا خوشی کا ذکر یا ہے عشق کا یہ نفسوں

آہ اور پیرنے لگا تازہ ہر اک زخم درون  
دیکھ کر قاتل کو پیر لائے ہے خوشی میں

سچ تو یہ ہے مگر انا کوئی سمسے پیکیہ جای

خوب ہمارے جی ایسی جانب سے دہان  
ہے سو اظلم و ستم ساز زانی سے دہان

لینے کے لیے حاصل نہیں ہے کمر کٹا نیٹے مان  
کہہ دو قاصد کہ جاوے کچھ یہاں سے دہان

گر نہیں آتا یہاں کوئی مجھے سیکھ جائے

ایسے غم میں گرجے یہ کام یہ ہمدرد  
حال بہت کمزور تھا انکو رنگ سے  
قصہ سنوائی پائین انکو اپنی اہم  
خط میں لکھو اگر اوہ نہیں بھی تو مطلع  
درود دل اپنا بقتا نا کوئی عسے بہت بے  
کر دیا گردن کو اوہ سوسائے خچر کے  
سطح دہشتہ دی ہا کوئی سرگرم ہے

بسم الله الرحمن الرحيم

میں نے  
خوش ہوتا ہے جاہ وہ شہزادہ ملک  
میں تو یہی شہزادی گری ہوئی ہے  
دلو قافلے سے کہتا جاتا میں یہ اگر  
کا سیکو کہ منہ سے ہو گیا ہے کینہ دار  
اس طرح کا کلمہ صحت ہو گیا ہے کینہ دار  
باتوں تو غنیمت کیوں جانکا اپنے صبر  
جب کہ باتوں میں وہ بڑے میرا ملک



جہوٹہ کو سچ کر دیکھا نا کوئی ہے سیکہ لے	
گو نہ کہنے ظاہر ادس شمن عالمی تیغ اپنے پر لگائی عاشق پر غم نے تیغ	ہاتھ میں دیکھ خیال برک پر خم فی تیغ وان ہے ابرو بیان گز پر پیر سے تیغ
بات کا ایسا ہی پاتا کوئی ہے سیکہ جا	
اد کو جیاتی ہیں تو نے کو کب جاتی ہیں ہم شوق کی حیرت ساری و کو دکھلا ہیں ہم	سانہ اپنے شوق کی مہم تو اور جابر ہم سکے آمد اد کی از خود رفتہ ہو جا ہیں ہم
پیشوا لینے کو جاتا کوئی ہے سیکہ جا	
گو کجی رہی ہے ہر مرن حال دل تباہ رنجہا ی راہ الفت ہو گئی اپنی گناہ	یہ ملی ہے لیکن اس کے دلین گہر کر نیلے راہ کیا ہوا آذوق ہیں جو مرکب روہ
لیکن انکو ہونین سمانا کوئی ہے سیکہ جا	
<h2>تحمس شاہ علی المخلص بن طغر غفر اللہ بن غزل مر</h2>	
تمہارا وضع سی صاحبیا نکلیا تھا ہو کیا تمہارا قول ہے میر جاں کیا تھا ہو کیا ہے	ہیں تجی محبت کا گمان کیا تھا ہو کیا کیا وہ اپنے مجھ سے بیان کیا تھا ہو
کہ رحم یاد اقرار زبان کیا تھا ہو کیا ہے	
محبت ہو تھی پہلی لوی مہر وفات نے ہمارا لیکے دل ہمہ آخر کی دغا تو نے	ستم ہم پر جو کر تباہی دہ کیا دیکھے خطا تو یہ جانا تھا کر یگا تو دغا پر کی جفا تو
ارے ظالم ہیں تجھے گمان کیا تھا ہو کیا ہے	
ہمیشہ سی ترا جان حیرن کو یہ مقول تھا وہ بیو نچا اپنی گہر اور تو نہیں کتی ہی ملا	کہ اس قالب میں بن اس کے نہیں کی میر تجھے تمہا ساتھ جلا وہ گیا تو لگی تھا
ارادہ تیرا جان ناتوان کیا تھا ہو کیا ہے	
جو عہدہ صد لکے دہ مر پر کر باندے ہو کیا اور خیال فوس نے اپ دین کیا کیا تے	کہ خط کو ماتہ لیکن نیلے پردہ سرا تمنا تھی جو خط کی قاصد ہو پرز

ستم ہے سطلت ان میر جاں کیا تھا ہو کیا ہے  
یونہ دو ستارہ رہا بود شمن شاد ہے  
جلاک سے خاموش کوئی ہو زوہ و باد ہے  
اوسی کیا کام جسکو قید فیاضی ہو اور  
ملا تھا خال میں کون دراج کیا تھا  
مہین معلوم نہ آسمان کیا تھا ہوا کیا تھا  
مگر سیمہ یہ کیا اب دیکھتا ہے جا رہو ہیں  
نیا رہی تھوٹی اور نہ تاب گفتگو ہیں

ہمیں معلوم ہے احوال تیرا ہو کیا ہیں  
سرایا اندون فلک میں گم ہے تو ہیں  
کمان تیرا کیا تھا بیان کیا تھا ہو کیا ہے  
کے جیکو فدا دل دے ہو کوئی عامہ کو ہیں  
نصیب ہونے والا دیکھتا ہے کیا تھا ہو کیا ہے  
سنائی تمہا ساتھ جلا وہ گیا تو لگی تھا  
اگر ہم جانتے ایسا ندی سے دل غفراد ہو



کہیں کیا بنے تھے جاو ان کیا تھا ہوا کیا ہے

## محسن معروف بے غزل عبد الرحمن خان مستخلص جہان

بے چشمہ خون چشم شکبار درین

بچا نہ قطرہ خون جگر نگار درین

ہزار حسرت و صد حیف و صد ہزار درین

ہو ہے نہ در مرا غم ہی جسم زار درین

بست پیہولی ہے لیکن نہیں ہے یار درین

ملا جو تجھے سہراہ میں بیابان گرد

تو دیکھ دیکھ مرا حال زرا چہرہ زرد

ہنسنا بزمیر لب اکبر کی ناز دم مرد

کڑا ہی دیکھ کے تو اس طرح دم بیدرد

نہان زبان پہ ہے الحمد شکار درین

بچے میں پھول گلستا کی رشمن میں

ہر ایک جا پہ میں عان باغ شیونین

بہرے میں لخت جگر غنچہ گل کے دامن میں

گزار ہوا تھا یہ کس شک گل کا گلشن میں

کہ بلبلاقی ہیں یوں بلبلیں ہزار درین

نہیں کوئی مراد لدا رشتانی الحال

ہر ایک تیرا جہیلا ہے یادگار وصال

اوسے کو سینہ پر دہتا ہو خون بکرا کر لال

جو گل میں کہاں لکھوں کس طرح تجھے احوال

نہیں ہے پاس کبوتر بھی ہے نگار درین

کرم کوئی جو قتل میں جلوہ فرمایا

ز بسکہ مجھ کو تمنائے مرگ میں پایا

تو سب کو قتل کیا اور مجھ کو ترسایا

گلوئی تشنہ پہ پیر نہ تجھ کو رحم آیا

درین تو نے رکھی تیغ ابدار درین

نہ آپ میں ہے یہ معروف بی سہراں

نہ پاس شہرم و جیسا کہ نہ ضبط آہ و نغان

نہ باز روئی سے ہو یہ دیدہ گریان

نہ دل کو تاپ ہے فرقت میں کیا کروں احسان

نہ چین دیتی ہے جان کو اضطراب درین

محسن ز رفیع السودا بصرع

یقین

اوس شخص سے اس دلی لگا بیٹھ گیا ہے  
ناحق سے اونٹ کی دیکھ پائی گیا ہے  
احوال مرایان ملک ہو چالی کو گیا ہے  
یوں صفت میں اس جی کے پسند چائی گیا ہے  
کیا کام کیا دینے دیوانے کو گیا ہے  
اس دلی میں کہتا تھا وہ تجھ کو بہتا ہے  
کیون اس لب خیران کے باؤں پر بجاتا ہے

## محسن ز رفیع السودا بصرع

گوئی تو ہو بیٹھا لیکن کوئی کہتا ہے  
یوں دیدہ و دانستہ جی کو کوئی کہتا ہے  
کیا کام کیا دینے دیوانے کو گیا ہے  
نہ زکوا و سے دیجے نہ زور کی ہے حالت  
نہ عجز سے کچھ حاصل نہ کام کرے میت  
نہ عجز سے کچھ حاصل نہ کام کرے میت  
سقطے کا کوئین سکتی نہیں یہ ہے  
کیا فکر کروں مار و لاول و لاوت



کیا کام کیا دل نے دیوانی کو کیا کہئے

اس جینے سے بہتر ہے اب تو بدل رہا  
جل بجے کہیں جا کر یاد و کہیں سر  
کسٹور کٹین راتیں کسطح سے دن بھر  
کچہ بن نہیں آئے ہے حیران ہو کیا کرتے

کیا کام کیا دل نے دیوانے کو کیا کہئے

مصرعہ کو یقین تیرے سوئے سنا تھا کل  
روتا ہے وہ تب سے یوں بکری گویا باد  
ہے رعند طنالاں بچلے کی طرح بکل  
پہر پہر وہ پڑتا ہے اتھو کی سن مل

دیگر کیا کام کیا دل نے دیوانے کو کیا کہئے

غم فراق سے سینہ تو شوق ابھی سے ہے  
سپید چہرہ برنگ افق ابھی سے ہے  
جو جاؤں جاؤں گا تجھ کو سبق ابھی سے ہے  
شب فراق میں دل پر قلق ابھی سے ہے

سحر ہے دور مرارنگ افق ابھی سے ہے

دماغ دوستو میری جو کچھ کلاہ کا  
نہ حور کا نہ پری کا نہ بادشاہ کا  
ہر اسد لہین سمایا جو اسکی راہ کا ہے  
چلا نہیں یہ ارادہ تو سیراہ کا ہے

یہہ ناز کے کہ جبین پر عرق ابھی سے ہے

روان ہو جیسے کنسیاں کا قطرہ سوسن  
کمان سے جون ہو گریزندہ تیر سمت ہر  
کہ جیسے پیر چم کا غنیم ہو و خالی گت  
مین لکھ چکا ہی نہیں جان لکا اسکی طر

ہوا سے شوق میں اوڑھا ورق ابھی سے ہے

نگاہ تیرے نے جسکے تین کیا گہا ہل  
وہ آج مر گیا ظالم اوڑھا کی شد دل  
خدا کی واسطے چل دیکھ توارے قاتل  
ہنوز دفن ہوا ہی نہیں تیرا بسل

کہ زلزلہ میں زمین کا طبق ابھی سے ہے

ہو ہم اسکے جو مایل تو دیکھ سہا عشرت  
ہمارا نکھونسے دمرات خون بہا عشرت  
صبح سے شام تلکاتے وہ خوش ربا عشرت  
کسے نی شام کے انیکو کیا کہا عشرت

کہ پوئے آپ کی منہ پر شفق ابھی سے ہے

ہذا مختصر ارشاد است

اس گوش خفاک سے حق آپ کے سنبھالے  
زیادہ محبت سے مرے دلوں نکالے  
یہ قوم دعا باز بظنا جو رے زارے  
رہے ہیں ہرک بائین کیا علیے جوارے  
کرتے ہیں خدا کی کسی سے کام نہ دارے  
کچھ ہے کہ خدا کی طرح کا آیا ہے زبان  
انکس محبت طرح کا آیا ہے وہ بگیا

ہو جان بظن

جانا ہوں ہر اک کام کو میں غائب خانہ  
کوئی مجھ کو نہ چھو کہ یہ ہے کون فلانا  
مجھ ہے کہ خدا کی کسی سے کام نہ دارے  
بلوچے ہیں ادب سے جو کہ ہو زردار و تندر  
منظس کو پتہ ہے وہ اگر ہو سوار و تندر  
انار محبت کا نہیں اروس زمین پر  
کیا غیر زمانہ ہے یہ اللہ اکبر



سچ ہے کہ خدا کچھ کسی سے کام نہ ڈالے

جو کچھ کہ بزرگوں نے کہا ہے سو بچا،

دنیا میں ذرا چشم مروت نہ چلے

دیکھو نہ لگائی جو کسی سے تو بہلا ہے

جو تھیکو ملا اپنے غرض کا ہے ملا ہے

سچ ہے کہ خدا کی کسی سے کام نہ ڈالے

اسوقت توقع نہیں بادرویدرے

یہ مصرع عجب کیسے لکھا خون جگر سے

احمق مین جو امید رکھیں آپ سے

لا یتقے جو ہم اوسکو لکھیں آب گہر سے

مح ہے کہ خدا کی کسی سے کام نہ ڈالے

ارشاد تو عاقل ہے پر اک خوف خدہ کر

مقدور سے اپنی نہ گزر کام روا کر

جو دوست نظر اوسے دل و جان فدا کر

کوئی طعنہ نہ مارے تجھے یہ مصرع سن کر

سچ ہے کہ خدا کی کسی سے کام نہ ڈالے

هَذَا مَحْمُودٌ مِنْ كُنُورِ سِتِّ

سودا کیلئے ہی نیٹ بیقرار دل

شوق وصال یار ہو خار خار دل

مدت سے اک نگاہ کا ہے ہنظارِ دل

لیا کہے کس قدر ہے سد اضر اول

ہر طرف سے خراب ہے اب کاروبار دل

شفقتگی ہے، لکونیٹ اور سحر و تاب

طرح روز و شب است اسی در نظر اب

زردگی و خستگی رہتے ہیں بحباب

ہے قید زلف یار دل خستہ کو عذاب

چاہ ذقن میں نہیں کے ہے اب شرمسار دل

سنگ جفا سے شیشہ دل چور ہو گیا

عشق ہر طرح سے میں مجبور ہو گیا

رخمونسے سینہ خانہ زنبور ہو گیا

یو انگلی مین نام ہی شہور ہو گیا

بارگراں سے عشق کے ہی زیر بار دل

بہت نے اسی کنوڑ مجھے بھی خان کیا۔

ہر طرح اس جہان سے محبت جان کیا

بارالم سے پشت دوتا جون کمان کیا۔

لے لی کے دیکر قید سے زلف تباہ کیا

نزدیک ہے سینہ میں میرے بیضی دار دل  
مثبت از خان عالیشان  
فصاحت بیان حکیم  
محمد مومن خان  
الرحمان  
لذت افزا

تو من را تو هستی که تو را می بینم  
دوست داری که تو را می بینم

[illegible]



مین خوفتانیان عیث ایشیم پر طلال | اگر کام دل بگریه میسر شد وصال

صد سال میتوان تنها گریستن

حیران یکباره بطگل و شبنم هزار | بیدر در صحبت ارباب دل چکار

خندیدن آشنا بود با گریستن

اسطرف نای روی بن بگش تو خسته | عمرم بگریه تا بوسه شد کنون

عمرم تبارزه بایدم دو اگر گریستن

ایشیچ میر بندہ دخلد برین پست | گاہی بیاد مرو قد گریه ہم خوش

ما کے بشوق سدرہ و طوبی گریستن

لاکھوں تباہ حال ہیں رشکبار یک | ہر کس نسبت گریہ بجالش و است

تو ان بعالم تن تنها گریستن

مومن یہ کہہ جا کی کہ ہی کچھ لپٹاں | عرفی ز گریہ دست مدار کہ در فراق

دردت درد دل نے بردالا گریستن

## سرس فدوی

سنو ذرا یگفتگو شب کو برو آجو | پیتے تہی می سوسو ملکی صنم سے بدو

مشل بہ تہی رو برو ہم تہی یا رہا خو | لیکن ہو وہ سب رنو آخر شب من او

صبح دمید شب گذشت ماہ شبنہ خانہ رفت

روئے سحر سیہ کنید یار باین بہانہ رفت

ہمنے کئی تہی واہ و شب کو بے عجب عجب | بزم شراب راگ و رنگ و تعلیم غنچ لب

سینہ بسینہ لب لب یونہی کٹے تمام شب | جین خوشی میں کیا ہوا دیکھو تو یار و یہ

صبح دمید شب گذشت ماہ شبنہ خانہ رفت

روئے سحر سیہ کنید یار باین بہانہ رفت

یار کے تہی روئے سخن چمن میں طرف | نہرونگے لب کے واپا چپکے چراغ صفت

اب و ان سبکشی بایک و صد گرفت  
سیاہ بہ سمانند ما جو تھا ہفت گیارہ گرفت  
صبح دمید شب گذشت ماہ شبنہ خانہ رفت  
روئے سحر سیہ کنید یار باین بہانہ رفت  
شام سے لیکے تا صبح جن میں ہر گرفت  
میں گریہ میں بختیار کیا بہین گرفت  
میں گریہ میں بختیار کیا بہین گرفت  
میں گریہ میں بختیار کیا بہین گرفت

سرس فدوی

لذت عیش و زندگی بیاہتم یہ تھا صنم تلک  
بزم و شراب راگ و رنگ بادیہ کباب و رنگ  
سوئے تہی پلنگ پر ملکی صنم سے بدو  
نیندی آنکھ میں کی دیکھو تو یار و یہ  
صبح دمید شب گذشت ماہ شبنہ خانہ رفت  
روئے سحر سیہ کنید یار باین بہانہ رفت







کہتے تو یہ کیا بات ہے قربان تمہارے  
 ہے ماز نہ ایمانہ ادائیں نہ ہمارے  
 اسی کہی برسوخین تو آئی ہے سدا کے  
 کچھ طرز نظر آتی ہیں بکھرے سارے  
 اک سلسلی رہتے نہیں تم گہرین ہمارے  
 بیٹھے بھی اگر اس آج چپ شرم کی مارے

پھر کس لئے گھونگٹ رخ روشن پہ لیا ہے  
 پھر کیوں نئے سرے وہی پہلے سی جیا ہے

وہ کا تو ہو نہیں محرم و دساز تمہارا  
 وہ جسکے سوا صرف سب انداز تمہارا  
 وہ محرم ہر غمزہ و غماز تمہارا  
 مرنظر چشم نظر باز تمہارا  
 اک عمر تلک جب یہ مانا ز تمہارا  
 پوشیدہ نہ تھا جس کے کوئی راز تمہارا

حسن آئینہ دیدہ دیدار طلب تھا  
 سر حلقہ عشاق و فادار لبت تھا

وہ مہرہ لفت و محبت ہی نہیں ہے  
 بیہودہ سدا ابرو خمدار میں چلن ہے  
 یا طبع میں لطافت تہی باغ بر سر کین ہے  
 بیوجہ شب روز شکن زینت جبین ہے

آتی ہے یہاں بس چلے جائیگے لبتین ہے  
 اب ہوش کہاں اب کہیں یہاں کہیں ہے

فرق آہ پڑا طرز ملاقات میں کیسیا  
 وہ چچ خم و طرہ طرار کہاں ہے  
 غصہ ہے چلا آتا ہے ہر بات میں کیسیا  
 وہ کسکش کا کل خمدار کہاں ہے

وہ ماز کے نرگس بیمار کہاں ہے  
 وہ تازگی رونق خسار کہاں ہے

وہ بوقت شک سمن زار کہاں ہے  
 گلگونہ سے چہرے پہ کدورت ہی نہیں ہے  
 وہ رنگ رخ غیرت گلزار کہاں ہے  
 بدلے گئی کچھ تم وہ صورت ہی نہیں ہے

ہے طبع میں ہر روز فزون رنج فزا ہے  
 اپنے میں سماقی نہیں کیا دلکین سوائے

یہ تندی خو تو نہیں کچھ کرم ادائی  
 اس شعلہ مزاجی نے میری جان جلائی

ہر ایک سے ہر بات پر ہوتی ہے کراہی  
 کیوں خلعت مذموم پسند کیا ہوئی  
 کس واسطے بوجہ غضبناک ہوئے ہو  
 کس شہم میں تباہ عیب کیسیا کہ ہوئے ہو  
 کس گہر میں کہاں ہے اگر گویا غضب آیا  
 کس جہان میں کہاں سامنے آیا غضب آیا

میرزا کا نظریہ

کچھ فرق ہے اب کیا نکاح غضب آیا  
 یہاں لڑکے چلا جاتے ہو یہ کیا غضب آیا  
 یہ جو تو تو ذرا بات کی بجا غضب آیا  
 یہ کہہ دے کہاں جا میں کیسیا غضب آیا  
 یہ وہ عداوت کا سزاوار تو میں ہوں  
 یہ اندویش ہے کیوں ظلم گنہگار تو میں ہوں



ہر اک سے بگڑ کر دم پر نہ بن آؤ  
دنرات جہان سے رہو بے ہیمن جاؤ  
کیون تہہ جاتی ہو تم اتنا ہی آؤ  
جو تم کو سنایا کریں تم او ملک و سناؤ  
دل سرد ہوا تم سے مراجی نہ جلاؤ  
اس گرمی لفت کو بس اب الگ لگاؤ

کب تک جلی کوئی یہ طیش خاک میں مل جائے  
ٹھنڈا ہو کلیجہ جو کہیں سوزش دل جانے

افسوس غم نے نکلی تجھے سہایت  
سہیادہ سی آی نظر حرف و حکایت  
آئی وہی ریش جو تہی عشق کی غایت  
بجائیں گلی سب سے تیرے یہودہ شکایت  
بہو سے جو لجاتی ہو یہ کہ ہے عنایت  
یعنی ہوں سبب پوچھ کے نہ مندر نہایت

ہے رنج بجا بات یہ بہائی مری جی کو  
سج کہتے ہو دل میں نے دیا اور کسی کو

میں سے تو رہا ہوں کہیں شکو خوش و خرم  
میرے ہی نظر سے ہی عیان نیند کا عالم  
آتی ہے جمائی پہ جمائی مجھے ہر دم  
انگڑا اکیان لیتا ہوں چرائیں سے تو پتیم  
میرے ہے تو کی باد کشتی غیر سے باہم  
میرے ہے تو گردنیں پڑا جا ہے کچھ غم

میرے ہے تو آنکھوں میں غضب نیند ہے  
میری ہے جبین ہے یہ جو گھٹنے پہ دہر ہے

میں ہی کہیں تکویدار رہا ہوں  
میں ہی ہم آغوش طلبگار رہا ہوں  
میں ہے تو می وصل سے شرار رہا ہوں  
میں ہے تو کف غیر سے میخوار رہا ہوں  
لذت وہ ادب باش ہوں کار رہا ہوں  
ملک ہوں تازہ خریدار رہا ہوں

بدستیاں میرے ہے تو آنکھوں سے عیان ہے  
میرے ہی یہ ہونٹوں پہ یہ دانتوں کی نشان بین

کوئی نہ کہی کہ سکھایا ہی کسی نے  
تجھ کو میرے جانب سے لگایا ہی کسی نے  
بے جرم یہ طوفان اوٹھایا ہے کسی نے  
ریسا مجھے دیوانہ بنایا ہے کسی نے  
یہ جہنم نہیں سحر ہے جتایا ہے کسی نے  
کیا کیا نہیں آنکھوں سے دکھایا ہی کسی نے

یوں کیا ایسا کوئی نادان نہیں ہے  
تم غیرت ملے تو یہ طوفان نہیں ہے  
کیون لوگ لگی آپ پر ہستان لگانے  
یہ بات تم آؤس نے کہو جو بات کو مانے  
میں نے نہیں جانا کوئی جانی نہ جانے  
سبب غلظت میں بیفائدہ یہودہ نہیں ہے

میں نے

کہتے ہیں کہ یہ ہے لکھی باتیں بنائے  
معلوم ہیں سارے مجھے غیبی ہیں بکائے  
گر کہتے تو ایک ایک کا بن نام نہاؤں  
یہ بڑا ناموس کہ ہے چاک و دھباؤں  
یہ بات تو ہے آپ کے گفتار سے ظاہر  
بہ حال تو ہے آپ کے رفتار سے ظاہر











اشنا مثل شہر ہو کوئی تجھے کیا خاک  
حاصل رطبیہی ہے کہ جگر ہو وچاک  
تجھے جون موج روان جسکا پڑا دلچسپ  
ملا پر نہ ملا او سکو کہیں تہل پڑا  
دلکو ہر چند میں سمجھایا کہ او خانہ خراس  
جان اس سہی موہوم کو تو نقشہ آبر

جی لگا کر کے ہر دم سے مت ہو بیتاب  
اب جو دیکھا تو دم نہکھو نہیں ہے مانند حباب

کوئی دم کا جو یہ بھان نظر آتا ہے  
ایک دریا مرا نکھو نسی ہیا جاتا ہے  
جس سنگرنے کیا آہ یہ حال دل تار  
جی میں آتا ہے کہ روکش ہو نہیں سکتا  
اور کہوں صاف کہ اس بن تولی ہے ظلم شمار  
وقف اس ازسی ہے ایک کی تاب نہ ہا

محو نظارہ ترا تاکہ یہ دل تہا نہ مرا  
تازگی پر گل خسار کب آیا تہا ترا

آئینہ دیدہ حیران نے دکھایا تجھ کو  
جس سے آگاہ نہتا تو وہ جتایا تجھ کو  
دل کی بیابی نے کیا کیا نبھایا تجھ کو  
اپنی جوش میں پریرا دینا یا تجھ کو

اسکھہ ہر ایک سے ورنہ تری شرماتی تھے  
کل کی ہی بات تجھے بات نہ کرنی آتی تھے

تجہ میں یہ خوبی گفتار کہاں تھو تو یہ  
ایسے اٹھکیلے کی رفتار کہاں تھو تو یہ  
طبع عالم کی طلبگار کہاں تھی تو یہ  
استقدر گری بازار کہاں تھی تو یہ

انچہ ہی چاہنے سے تو یہ نمودار ہوا  
کہ تیرے حسن کا ہر ایک طلبگار ہوا

آشنا آنکھ نہ غمزیے ذرا تھی دلیر  
دہری کے نکچہ انداز سے اتوار گاہ  
تہا نہ یہ تازہ کرشمہ نہ یہ شوخی کی نگاہ  
میں تیرے حیران میں تجھے دیکھ کے سجا

ہو خا ایسے ہی ہوتے ہیں جہان میں محبوب  
انچہ اس خوبی پہ مغرور ہوا تو کیا خوب

جامہ زیبی کہان میں بدن تہا یہ لباس  
اتنی محفل بد میں تھی کب گلے

کشت کو میر محل تجھے جنتوں اور  
پس ان سب کا ہوا نہیں ہے ابی نہیں  
اب تو کچھ اونیا تو تو نہیں سمجھتا ہے  
کچھ بات تیری دیکھیں سہاں تو ہے  
من م باس کے طہیہ طہیہ اگر نہ  
تجھ کو دیکھایا جنوں نے او میں گنج

بہارستان سے ادا ہوا نہ اونہیں پر ہوا

برپہ ہو گیا سلا مزا دیکھنے کا  
ایسے خوب سے دل اپنا ملا دینا  
کہ جو کچھ تو نے دیکھا یا سو دیکھا وہ نہیں ہی  
جو غم دینی نے تری اب تو سوچا یا ہو  
کہ گلاؤں کی اب ایسی ہی خوب ہے











مجھے ایسے تیرا حیران کیا ہے  
 یہ بتیانی بھائی ہے چنے دکھاتا ہے  
 اگر کچھ منہ سی کہتا ہوں اہت کا جاتا ہے  
 عجیب رویت اندر دل اگر گویم زبان سوز  
 جو میں سیل جانتی کہ پت کی دیکھ سوز  
 نہ تھا معلوم اہت میں کہ غم کہاں رہتا ہے  
 سسکتا آہ کرنا شک پہ لانا ہی ہوتا ہے  
 کئے پرانی آخر کو یہ غم کہاں رہتا ہے  
 اگر دستم از روز ازل اے عجب دے را  
 کوک کروں تو جگہ تنہا چسپی لگھاؤ  
 صبر کے شام تک صحران میں تیرا دل کو تیرا  
 لبو نہیر آہ دل پر داغ جو آنش کی نگار  
 جو ادسکی ہی یہی ہے تو ہم ناچار ہیں سار  
 ز حال میں چلوں چون مرنی خیرا نہ  
 آہی کسی بھی انچاہت کی سنگ  
 غضب ہے ایک دلتنگ ہو اور جی گہرا  
 نہو دین لگی کیوں کڑی جی کس طرح گہرا  
 لگی ہو آگ لپن پیروہ جینے کس طرح پاہ  
 جو درد دل شریح بران فتادار کہ نشاندہ  
 ہر درد دردوں لگی دھواں گیت ہو  
 کہہی ہو کر گریبان چاک صحران کو نکلتا ہوں  
 لگے ہے آگ لپن شمع سان جگر گہرا ہوں  
 بر زمین دیکھ کر شعلے پہر کتے ماتہ ملتا ہوں

کہ دشمن ہی مرا جال آپر سوہا تاتا ہے  
 فکر میں ل ہی لگتا ہے صحران کو نکلتا ہے  
 و کر جھیکا میں تہا ہوں کلجہ منہ کو اتاتا ہے  
 و گردم در شمع ترسم کہ مغز استخوان سوز  
 فکر دہنڈہ را پیرتے کہ پت کرنی نا کوئی  
 جگر کی بیکلی اور دکھا گہرا نا ہی ہوتا ہے  
 سیر نیا لوشنا بیتاب ہو جانا ہی ہوتا ہے  
 کف افسوس کن ملل کے پچھتا نا ہی ہوتا ہے  
 نیکردم بدل روشن چراغ شانی را  
 ایسے کٹھن سینہ کو کہہ بدہ کردن پاؤ  
 لگا کی شام سے تاجر گشتاری کی تار  
 جسے دل جاتا ہے او سکوپر دا کچھ نہیں  
 مگر ادسکی تصویر میں ہے مین مان ار  
 دل میں سوخت اینچو بان شاد دل اشرانہ  
 دیکھ کے یہاں تو نہیں چل کر سنگ  
 تسرا پر گہری اس لریا کی شکل یاد تو  
 درد دیوار سے کیوں نہ سرانے کو ٹکراؤ  
 مگر جینے لگائی ہو وہی اگر بچھا جاو  
 مگر نکل کر آتش زد ہوں آہے ہفتا اند  
 جاتن لاگے سو جاو جا جائے کوئی  
 کہہی گہرا کہہ کر کسیرت دا چار چلتا ہوں  
 و ہوا ان ٹہتا ہی ہونکا بزرگ موم چلتا ہوں  
 پیہو تن میں اٹھتی ہیں تہی سیطرہ چلتا ہوں

زما با تش در کہ میوز دل و جان را  
 نمودہ نفس من بر ابلہ دست جیبان را  
 برہ کی لگ تن میں لگی جین لگو سبک  
 تار پھوٹ پیر سیکڑی پیہو سلائے  
 دل بیتاب کو باتوں غم کو کہ اب کیا چلایا  
 قدم رکھتا ہوں جس جا تو سر کا پین چلایا

میں نے

جہان طیب ہوں سے پر اور ناہین چلایا  
 جو جاہوں بہاؤں سبک ہی چلایا نہ چلایا  
 اور جو دشت میں سید کہیں پایا نہ پایا  
 مکان بار دور میں تلام حاشا نہ پایا  
 عجب مشکل فتاد جسم طبع سازم نہ پایا  
 کیا کہوں کہ کہوں لیکہ پیادہ دور  
 اور نہ سکون گر شہر میں ہوئی نہ پایا







قلق بھر نے کیا کیا نہ مجھے گہرا یا  
 نہ وہاں مجھ کو بلایا نہ یہاں آپ آیا  
 ایک ہی اوس سے ملاقات نہونی پائی  
 مرقی مرقی نہ کئی جست دیدار افسوس  
 نہونی نزع تلاء الب گفتار افسوس  
 ایک ہی اوس سے ملاقات نہونی پائی  
 نہ دی دست نگارین مجھے جام کبھی  
 نہ ملی لذت عارض سے ہو کل کبھی  
 ایک ہی اوس سے ملاقات نہونی پائی  
 حضرت مومن تقویٰ روشن شجر زان  
 طہر کی یہ در سے مطلع جو ہو شک فشار  
 ایک ہی اوس سے ملاقات نہونی پائی

کہو دیامفت میں کچھ کہہ دیجئے  
 ہر وہ ہر فن ملاو نہیں مجھے ترسیا  
 جی کی جی ہی میں ربات نہونی پائی  
 یان آیا وہ عبادت کو ہی کیا افسوس  
 کرسکا ولولہ شوق نہ اٹھا افسوس  
 جی کی جی میں ہی بات نہونی پائی  
 تہو عشق میں اس شوخ کی آرام کبھی  
 کب شیریں سنا ایک دشنام کبھی  
 جی کی جی میں ربات نہونی پائی  
 میں ہی حاضر تھا ہو جھپٹ کعبہ دن  
 بے لوب ہستی تھی کیا لوگ تھی ہو گمان  
 جی کی جی ہی میں ہی بات نہونی پائی

مگر پہلے کی دس تلو اور دس تلو  
 ہر فن میں کچھ نہ نہونی پائی  
 یان آیا وہ عبادت کو ہی کیا افسوس  
 کرسکا ولولہ شوق نہ اٹھا افسوس  
 جی کی جی میں ہی بات نہونی پائی  
 تہو عشق میں اس شوخ کی آرام کبھی  
 کب شیریں سنا ایک دشنام کبھی  
 جی کی جی میں ربات نہونی پائی  
 میں ہی حاضر تھا ہو جھپٹ کعبہ دن  
 بے لوب ہستی تھی کیا لوگ تھی ہو گمان  
 جی کی جی ہی میں ہی بات نہونی پائی

ترکیب بند فصیح اشعر الشعر ابلغ البعا  
 سخنور عالی مقام محمد تقی مخلص میر

ریخ و محنت کی تین آرام ہے نیک و علم  
 زخم دلی یہ ہنسی وہ گریہ ہے اختیار  
 صبر بپاقتی دل در درد بے شمار  
 کیا کہوں کیا کچھ کہتا ہوں مجھے اب بے بار  
 انکھیں ڈبی خونیں ہو چکو دیکھو بقرار  
 کاش سیغتی کہ بھران لچہ دران گردہ اندر  
 خاک پر بل پڑ پڑ ہیں کسی کسی غمیزان  
 اشنائی کچھ نہیں لگتے کہ تجھ کو دیران

عمر گزری ہو چکا آسودگی کار و زگار  
 معرکہ ہے یک طرفہ دولہ ہو میں سانے  
 جملہ ہے کٹا پر میں یک طرفہ کتنی جو یہ  
 عاشقی جب کہتی ہیں تبت تبت غلامان  
 سینہ دیکھو جان پہ ناخن سے لوجا ہوا  
 ایک گفٹی عشق دربان بھران کردہ اندر  
 اکٹا ہے روی تو جو ہیں زمین کے زیران  
 دو قدم پر ہے یہ ہنگامہ تر کوئی کچھ بیچ

مگر پہلے کی دس تلو اور دس تلو  
 ہر فن میں کچھ نہ نہونی پائی  
 یان آیا وہ عبادت کو ہی کیا افسوس  
 کرسکا ولولہ شوق نہ اٹھا افسوس  
 جی کی جی میں ہی بات نہونی پائی  
 تہو عشق میں اس شوخ کی آرام کبھی  
 کب شیریں سنا ایک دشنام کبھی  
 جی کی جی میں ربات نہونی پائی  
 میں ہی حاضر تھا ہو جھپٹ کعبہ دن  
 بے لوب ہستی تھی کیا لوگ تھی ہو گمان  
 جی کی جی ہی میں ہی بات نہونی پائی







وہ چہ پہا کر وہ چلن اور وہ سچ	ہر اک بات میں جان لینی کے دیج
وہ ماتھی کا خط تھا کہ تہی داغ ماہ	وہ تہی مانگ یا کہکشان کی تہی راہ
غضب او سین موتی پر دی ہوئے	ستار تہی نوران سے کہوئی ہوئے
وہ چوٹی چھٹی تا کر یک بلا	نہ لینے کو جان تہی مگر یک بلا
پڑا او سین موبات زرین تہا یون	ستارہ ہو دنیا دار ایک جون
نہ چوٹی تہی بل ایک کوڑا تھا وہ	کہ جمکائی تہا حسن کے خشر کو
وہ زلفین جو بالائی خسارتھیں	وہ کافر بلا میں نمودار تھیں
جو جاتے بکھر رخ پہ بال اسکا آہ	تو تہا زیر ابراک درخشندہ ماہ
وہ عالم کیو جو پڑتا نظر	تو سو غم سے جی اوسکا جاتا بکھر
وہ بالون میں سر کے پر دی گھر	ستارے نمودار جون چرخ پر
وہ آنکھیں کہ آہو یہ جادو چلا میر	نہ آہو یہ جادو یہ جادو چلا میر
وہ نرگس کے گل تہی لکڑا حسن	زبس جلوہ گر جیسے انوار حسن
وہ چشمک اشارے حیا و نکلی سات	نگاہوں میں دل چاہتا جسکے بات
وہ آنکھیں جو ظاہر دو بادام تھیں	وہ باطن میں لہفت کی دو جام تھیں
خاماری وہ آنکھوں کا عالم جب	نگاہیں وہ کیفی غضب پر غضب
وہ ابرو کمان اور ترہ ترہ دار	گری مرغ جانکو نہ کیوں کر شکار
وہ عارض کہ جو مطلع حسن تہی	اون آنکھوں نے دو صا دان پر کے
وہ بینی کہ آوے نہ ادراک میں	وہ اک خلق کا جس سے ہونا کمیز
دہن ذرہ اور او سین دندان گھر	ہو ششدر حیاں عقل اہل ہنر
وہ دانتوں میں کسی کا زہر ہے	اودا ہٹ کہہ پر طلسم بری

دل

خطوں کا عجیب عالم اک آہ تھا	نمودار اللہ اللہ تھا
لب لعل وہ رشک یا قوت تہی	بے جان عشاق یا قوت تہی

وہ پانوں کا لاکھا وہ رنگ مری  
 شفق تہا نمود اور سیمہ ان پانی  
 وہ لب شہین پانی جانی اس گنجان  
 خجل اس قدر ہوا اوس زبان  
 وہ بابتیں تھیں اور سیمہ زبان  
 وہ چاہ نہ کھڑاں کہ ہو سکا چاہ  
 وہ عینب درختان کہ ہوں سیمہ چاہ  
 وہ گردن کا موتی صراحی کی شمع  
 وہ چہرے کے نظارے شہر و سحر  
 وہ سخی سفیدے بابتیں شہر باب  
 وہ جون طرف بلور میں ہو شہر باب  
 وہ بازو وہ ساعد نرگس جی خوش  
 وہ ماتھوں کا عالم کہ جی خوش  
 وہ دانتوں کا عینب رنگت جی  
 وہ دانتوں کا عینب رنگت جی  
 وہ دانتوں کا عینب رنگت جی



وہ تہا ایسی پیار کہ جو این تہا تہ  
گفت پاو گلبرگ سے نرم تر  
وہ قامت قیامت وہ گفتار قہر  
وہ رفتار ہو کبک جس سے نخل  
بدن ایسا نازک کہ ہو لال لال  
سرایا کا عالم کہوں اوسکے کیا  
ہو حیرت زدہ بلکہ تصویر تہی

تو کیا چومتے بسجست کے ساتھ  
نراکت سے عالم ہر گشت بہر  
وہ چپ یک بلا اور وہ رفتار قہر  
وہ گفتار جو یا نہیں لیوی دل  
اگر سر کل ہوا دسکے دلیں خیال  
سرایا تہا نفسہ وہ تصویر کا  
ہو بی معنی مانی کی تحریر تہی

## مثنوی خاتمہ از شاہ افکار مولانا رفیع احمد صاحب قدس سرہ المتخلص بہ رفیع

الہی بھنی رسول امام  
بال و باسحاب ختم رسل  
دعا میری کر میرے مولی قبول  
بصدق ابو بکر شاہ و را  
بعل عمر رض جو ہن کرار جنگ  
بحکم غنی یعنی عثمان رض امام  
بعلم علی ولی شاہ دین  
بجو حسن اور بکرم حسین  
مجھے دین دنیا میں عزت سی کہہ  
شراب محبت پلا دے مجھے  
الہی میں تیرا گنہگار ہوں  
کوئی دم کوئی پل کوئی لمحہ آہ  
جو قسم میں جرم و عصیانکے  
کبیرون صغیر و نہیں میں ہوں پہنسا

محمد علیہ الصلوٰۃ و سلام  
مجھے دی مرادین کے جزو کل  
بفضل رسول اور طفیل بتول  
کہ بعد از نبی سبکے ہن پیشوا  
ہوا شرع کا اونسے ظاہر ہے رنگ  
کہ کان حیاتے سراپا تمام  
امام جہان وارث مرسلین  
مجھے دو جہانین کے من اور چین  
یہاں اور وہاں عیش و عشرت کہہ  
توستانہ اپنا بنا دی مجھے  
بہت تجھے شرمندہ ہوں کیا کہوں  
نہیں میرا کتا بغیر از گناہ  
وہ سب درمیان میں مرجائے  
چپے اور ظاہر گنہ میں بہرا

خطا و عہدین گزشتہ ہوں  
مغض بہ طرے گنہگار ہوں  
گنہ خیز سب میرے میرے کریم  
کبیری صغیری جدید اور قدیم  
گنہ باطنی میرے اور جرم آخرے  
خطا اوسے تو کر عفو مولا مرے  
وہ کربت میں جو ہو اولا مرے

نور اللک

تو مالک ہے غفار ہے اور رحیم  
تو اب ہے کریم اور اذن الکریم  
لگنا ہوں پریم سے نفرا نظر  
تفضل سے اپنا تو سب دیکھ  
باد سے عشق کا لہجہ بجا  
بکی عمر سدا علیہ السلام  
ہیون اور مردون اور اولاد ہوں عشق میں  
بہر حال پرست ہوں عشق میں















جب سے سرکار عشق میں عارف  
 کہ خوشے کا نہ لیجیو نام کہہو  
 کیونکہ شادی کو پہرہ ٹپکنے دون  
 بغیر و سے خوش رہا تو سو وہ سہم تر  
 آہن دلی کا اوکے دکھا دیو نیلے مزا  
 سب سے بغیر رض رہو تم عارف  
 یہ وہ ہیں لوگ کہاتے ہیں حبیر  
 مشکل ہے عمر کاٹنے تلوار کے تلے  
 ان رستموں کی دعو کیو دیکھا ہے تھو قطع  
 کہکشان مانگ ہے ہلال بیوین  
 لب مسیحا ہے لب پر رنگ مسی  
 اس مہمان سرا میں عارف قیام کتبک  
 بہر وزن ہے اپنا میزان زندگی میں

ہم ملازم ہوئے یہ بندی ہے  
 غم سے ہے تجھ کو بہرہ مند ہے  
 نوکری ہے کہ بیای بندی ہے  
 عارف جبری ہی آہ دل بیقرار کی  
 سودن سنار کی ہے تو اکدن ہمار کی  
 گو کہ دم دوستی کا بہرے ہیں  
 اوسے مانڈی میں چید کرتے ہیں  
 سر میں خیال گو کہ کہیں بار عشق کا  
 پورا جہان لگا ہے کوئی وار عشق کا  
 مہر طلعت ہے ماہ سیمابے  
 سایہ قامت مسیحا ہے  
 غفلت پا پنے ہم دنگ بگئی ہیں  
 دھریان تو تل گئی ہیں پانگ بگئی ہیں

### وہ سخت خواجہ حیدر علی اشرا مخلص بہ آتش

اکی اک یار نہتہا یار تیری یار تھی ہم  
 لطف و شفاق و عنایت کی سزاوار ہم  
 چین چین بہر تھی خیر کی نگر باشتن تہیں  
 نہ تھا ہم سے تمہیں ہم تھی تمہارا میل  
 غم و اندوہ جدائی سے نہ وقف تھا دل  
 سر و قد قمری بے صبر و تحمل ہم تھے  
 گوش رویار تیرے نام نہتہا غیر و نکا  
 گرد حلقہ سحر و شام نہتہا غیر و نکا  
 وہ من پاک سے گرد بخش آگاہ نہتی

ہم دم و ہم سخن و مونس و غمخوار تھی ہم  
 مددعی اب جو ہیں مجبور تھی مختار تھے ہم  
 مہربانی تھے شب روز طاقا تین تہیں  
 عشق تھا حسرت خدادادی ہم کو کامل  
 باغ عالم میں را دین ہمیں تھی حاصل  
 گل تمہارا رخ گل رنگ تھا بلبل ہم تھے  
 لانے پاتا کوئی پیغام نہتہا غیر و نکا  
 خلوت و بزم میں کچھ کام نہتہا غیر و نکا  
 کوچہ گرد و نکلی طبیعت میں سہرا تھی

حکایت

برای بنی خجسته ای منطوق است  
 کہ کلام بہرہ دہی دور است  
 سخن سے پیرانی نہی معزوری است  
 دشمن اس طرح ہے بندہ ہی مجبور است  
 جو صلہ چاہے کرے جو در پر خجستہ  
 کہ جس کو نہیں جو کبر خجستہ  
 جہتیں وہ ہیں برابر خجستہ  
 گفتگو تیرے کرتے ہو خجستہ  
 چہرہ و سر کشتے را کرتی ہے عارف

حال دلکا ہے بیان تعزیر انداز  
 حق آیا کہ ہی غل انداز  
 نہ نکلے گی ان میں غل انداز  
 جو را کی باغ میں غل انداز  
 سخت کیستہ ہنر انداز  
 اس انداز سے ہنر انداز  
 اس انداز سے ہنر انداز  
 اس انداز سے ہنر انداز







جو خوشی خاطر نازک نہیں سکا غم  
 رہ نہیں سکتے کی بی شغل ہی کہتے ہیں ہم  
 عشق یاز لیکانہ بیولینگے مزایا درے  
 یہ غلط فہمی ہے مہسا کوئی محبوب نہیں  
 راست بازو سے یہ ابرو کی خوبی نہیں  
 تم کو غیر دلی ملاقات مبارک ہو  
 ایسا شاید ہے اب الگ سے تم کو مقصود  
 سلسلے اپنی تجھے کچھ نہ وہ سمجھے موجود  
 نگرش چشم کا حیرت سے تماشائی ہو  
 خون کرے دلوں تمہارے گرجاں سے کمر  
 ماہتہ ملتی پیر و پیراے جو پاؤں نہ نظر  
 لعل لب دیکھ کے سیریشی بہت تنگ تو  
 خوبی گوش کری اپنا تمہیں جلفہ گوش  
 دیکھ کر آئینہ سان سینہ ہو حیرت سے خوش  
 نقش دلیر تر نقش دردندان ہے  
 مقرر سکا وہ ہوا لازم تجھے دید کو  
 خندہ زن ہو حقیقت کو تیر کو دیکھو  
 طعن و تشنیع ہی وہ مہر لقا تجھ کو کرے  
 طنز آمیز کلامات سی من آہ کروں  
 اوسکے زلفوں کی طرح کان تک اوسکی پہونچا  
 دن جلا وہ تیرا تجھے جگر جل نہ سکے  
 راہ پر لاؤں اوسی راہ بتاؤں تجھ کو  
 سیک غوشین لہن در کہاؤں تجھ کو

کہا ہی ترک محبت کی جو کہا تھی ہوسم  
 ڈھونڈ لینگے کوئی زیبا صنم عیسے م  
 دل لگا لینگے فرنگی محل آباد رہے  
 کیا کوئی اور زانین خوش سلو نہیں  
 نہ ہی دوستی صاحب کو جو مطلوب نہیں  
 ہم کو جس سے ملاقات مبارک ہو  
 شنائی جسے مقبول ہو رخسار درود  
 رخ گل رنگ سے دکھلاؤ جو تو ہیچے درود  
 سنبلیں لہن کی بوسونگ تماشائی ہو  
 حلقہ ناف کی تنگی سے رہونگا اکثر  
 چیلے ماتہ آئین تو گل کہا یا کرو چیا پر  
 ہو نہٹہ چائاگری نام دین تنگی سی تو  
 پیردن ہی رکھی وہ گردن کی صراحی ہوش  
 حسن میں اسکے عرض ہونے کی دوسرے  
 خارخارا تہہ پر کاوش خزانے ہے  
 عرق شرم سے خساں جبین ہو دیو  
 اگے اوس گل کتو شبنم کی طرح ردیو  
 صورت ماہ تو نگشت نہا تجھ کو کرے  
 چہرہ کر بائیں نباد اوسی تجھے سمجھوں  
 جو فرشتی نے نہ پہونکی ہوا اوسکو پہون  
 تجھے چل نکلی وہ تو اوس نکل ہی  
 سب لب اوس رہوں منہ لگاؤں تجھ کو  
 جس طرح تو نے جلایا اجلادوں تجھ کو

مشاوران خاطر نازک ہو جو تجھے ہوا  
 جو تجھے ہوا شری گریں میں حرم ہو  
 غم کو آج سے جا اب بھی کرو غم پر نہیں  
 باری غیر سے میرے لکھو دست آورے  
 نقطہ جلیکے لئے ہو لطف آئینہ  
 متوجہ ہوا دروہی اور وہی دیوانی ہم  
 پیرا دی سمنم ہوا اور وہی پیرا دی  
 غیر موعود کا نظا ہے زیبا ہے ہونا  
 پتھر سنسلائے صاحب کے فقط تہا یہ کلام  
 حرف حق لکھا ہوا ہونٹ کو کر تہا تمام  
 دست بڑا مینواس باز کا شش چہ غلام  
 دوسری غیر سے والہ ہو منظور ہی رہو  
 انکسہ او پٹا کر نہ لکھی دیکھوں اگر جو رہی رہو  
 تمام شدہ اس وقت آتش



# رباعیات عیدین

آمد اندر لطن مادر منظر نور خدا  
 گشت گلشن گلخن و پر نور شد بر خدا  
 صلب آگے بشکم مین چین  
 ہے یہ مولود سید التقلین  
 ہے برستا سنبھو نہ حق کائنات  
 اسی خدا دی سبھو نکوجنت و جوار  
 امانتے زمین پر ہے فرشتوں کا ہجوم  
 جسکے حرف کی آیت ہی یہ لازم ملزوم  
 نیکیوں میں گزارو تم اوقات  
 رہو مشغول تاکہ ہو دے نجات  
 بدعتوں سے بچو مری مانو  
 اور نہیں تو تمہاری تم جانو  
 بازار اور کوچہ گویا گلخزار ہے  
 دیکھو ن میں ہر طرف تو پٹا خون کی مار ہے  
 گفت و خبات رضوان فاوخلو ناخالی  
 افطر دایا صائین دالہ خیر الاز قیر  
 ہر سبھو مومنان مبارک باد  
 تا بیا یم ز علم گنج مراد  
 عشوہ ابرود کہا دجون کوئی خورشید  
 خاک ہو تو ساتہ اشار کی کرچہ گفتگو  
 جان فدایے حضرت رحمان کرم  
 ماباستادان خود احسان کرم

عید حبیب یاد میمون و محبت تیرا  
 از بنا مولدش صد حجرہ شکفت  
 عید حبیب مین سرور کو مین  
 ہے حدیث نبی عرب بے عین  
 لیلۃ القدر نے کیا ہے ظہور  
 بطویل رسول اکرام کے  
 لیلۃ القدر کے ہر یار و جہان نیت و ہوا  
 سوۃ القدر ہے ہر شانیں جسکے قوم  
 دن عید ہے اور رات ہی شب برات  
 صوم و صلوٰۃ اور نوافل میں  
 شب برات آئی ہے مسلمانو  
 نیکیوں میں رہو سدا شامل  
 اسی ہے شب برات جہان پر ہار  
 چہٹنے لگی نار و مہتاب پہلے دے  
 عید رمضان آمدہ بشری لکم یا مشور  
 ماندہ صوم و صلوٰۃ آمد بیا یم از کرم  
 عید رمضان رسید خرم و شاد  
 لے پدر مہربان بدہ عیدے  
 جلوہ فرمایون ہلال عیدے ابھو  
 اتاری ماحلو تری شوخی کہ با مچر  
 عید قربان آمدہ قربان کرم  
 حاجیان اندر طواف کعبہ اند

عید قربان دار سید اندر جہان یار و شان  
 جان و دل قربان کینند از درہ حق و شان  
 خوش خمار اند عاشقان آمد از باب حق و شان  
 زچہ نفس بارہ کردہ شو نیمرہ عارفان

رباعیات عیدین  
 محفل بیجا نہ دوستانہ

محفل شادہ یک سعادت و حصول  
 جس نام نہم گزینہ جنت حق بود خیر و  
 بعد از عیش سے لائے شریف و قبول  
 لطف و کرم سے پیچھے دعوت مری قبول  
 محبوب و دوست اس مخلص و دوست  
 قبول و دل سے اس مکان پر  
 مری فرماؤ بندہ کے مکان پر  
 صبر و شیب کو بعد از نشست و است



دوستوں کی انجمن کے نہال  
 لطف سی محفل منور کیجے  
 گلستان خوبی کے سرور  
 شب جمعہ کی بہشت عتکویار  
 محبت چاچن ہے نخل پیار  
 شب آدمیہ چاتے چھی صاحب  
 زلفان کردن شیفقت در آیا  
 جمعہ رات ہے تک تکلیف کہوں

گلبن اخلاص کے شکر کمال  
 مخلصوں کو اپنا دیکھلا کر جمال  
 نہال چمن دوستی کی نشان  
 رہو شامل عیش و بزم جوان  
 سخن چاشخاں ہے بیل گہر بار  
 قدم رنجہ کر اسے رشک گلزار  
 عبث بیہوش نکو یا گہر بار  
 منور فردے ہے مجلس کر آیا

### ایات مفردات

حمد ہے اور کو جسنی کہا المعانی قدر کا  
 حوصلہ اسکی تحلے میں کسی تقریر کا  
 چمن میں کج نساہہ نق گلزار آیا ہے  
 ماتھے پر شفقہ شفقہ پڑیکا ٹیکے پرتی ہویم کا  
 جو ٹیکا صندل کا جبین تو پالین کے خان کو  
 لائے تعلیق کا ہی اوسن خوشخط کی رلف  
 لگا ہے تیر دلیر آہ کس کافر کی خرگان کا  
 عنایت سبز رنگ اس پی کشتی بذر گنیا  
 سرور دعوت تری قدر سی کیا پسلا  
 اندر شوخ اپنی جبین کو خبر نہیں  
 میں کس کس شعلہ رو کو سینہ چلا کر کہلا  
 غفلت میں فرق اپنے تجھ بن کیہو آیا  
 ہم کوئی معان میں ہی ماہ رمضان آیا  
 آیا بلند آد کا اپنی دہوان ہوا

عرش لا چمکایا قدم لمحہ بین عاری حضرت کا  
 جو زبان شمع نکلے کہلا گلگیر کا  
 کہ یابوسی کو ہوا شاخ گل نے چمکایا ہے  
 نخل چ شاخ اور شاخ پہ گل ہے گل پر شمع  
 سپہر چو بہر بہی سہیل ہے ہلال ہے  
 بہتو کافر ہوں اگر تاج نہوں سلام کے  
 نشان سو فاکر معلوم ہوتا ہے پیکان کا  
 کہ بعد از فن مدفن میر کوئی پی کر گیا  
 گلشن ہستی میں بخری شمر پیدا ہوا  
 اوسن کی آسانی کا بہر گر گیا  
 رکبا تھا اکدن سو جگلیا کیا خاک کہلا  
 ہم آپ ہین آئی جب تک کہ تو آیا  
 صد شکر کہ مستی میں جاوا نہ کہان آیا  
 چرخ کہن کے نیچے نیلا آسمان ہوا

بیکار

پیری آہ کا کیا دہوان ہے  
 کہ نیچے آسمان کے آسمان ہے  
 کیا ہے آئی ہے جبکہ حضرت نہاں ہے  
 سخن تو ہے ہو گفت کرین بیجاں ہے  
 انبی تو وہ صورت ہے کہ چون بیل  
 پرواز کی طاقت نہیں اور کیا چمن ہے  
 کیوں چمکایا ظلمت گر اس لکے شمع  
 جان بیکار بنی مری ہے چشمہ حیران ہے  
 بانگ اس کا فنی سیدی رہے ہوا  
 حضرت کو بی بی مسافت ہو کر دہوان ہے  
 روز آں رسا پرت ہمارے ساقیوں کا  
 بہر آں شمع ہے جام نر کی  
 سنگوں کو سنگ بیکار سنگ  
 رنک تھا اسلازم ادھار سنگ  
 رات دن جاکر عالم میں مریض کن  
 لوگوں میں محج ہوا ہوں بندہ سناں ہوا



آہ میری عصاے موسیٰ ہے  
 بگر خوبے طلب ہے تو دیا کر  
 وہ نکور آکتے ہیں تم تکر دکھاتے ہیں  
 کہوں اللیل کو فاش شد کہا دیتا ہے  
 زمین جبکی چہارم آسمان ہے  
 جو کہ پیشانی پہ لکھا ہے ہیشانی ہے  
 کہے جاتی ہے ہر دم حیت ری حیت  
 موتی لگا تہا تہ نصیب اولٹ گیا  
 کشتی عمر کی نسوس ہے جاتی ہے  
 کشتی عمر کی اب دیکھئے کس گھاٹ لگے  
 طلا تو ماہتہ لگا زرد ہوئی تو ہوئے  
 یا از دما ہے فوج سکندر کی آس پاس  
 یہی اک شہر میں قاتل رہا ہے  
 کیا عجب بیضہ خانوس کے بلبل نکلے  
 شام بایں صبح کی بڑھنے کو نماز آئی ہے  
 میری آنسوئیں چھپا چاہا بہت دور چھپے  
 اسلئے لوگ تمہیں آفت جان کہتے ہیں  
 بزم میں تصویر کو یا میر تہی اور میں تہا  
 صورت مری ہر روز بل جاک تو چھا  
 حم وقت مرگ پاس سے اوٹھنا نہیں ذرا  
 کہد و ملک الموت خبر دار نہ آوے  
 جو بلال غرہ تہا سو ماہ کامل ہو گیا  
 کشتہ ہی ہوا تو ہیچ سیاب نہ ٹہرا

ترک کر اے قریب فرعونے  
 وی سے جگ میں ہیگ رشتانی  
 وہ منہ زلفوں سے ڈانپن ہر تو ہم پہونی  
 مصحفے رخی جو وہ زلف اوٹھا دیتا ہے  
 یہ کس شک سجا کا مکان ہے  
 جستجو کرنی ہر اک امین نادانی ہے  
 یہ دنیا شیشہ ساعت کی بورت  
 دریا ہنگ کی موج سلی پاتھاٹ گیا  
 دیکھہ ریا کی طرف دیکو یہ لہراتی ہے  
 نہ تو دریاد سمندر نہ تراباٹا گوی  
 صنم کیو سٹے بے آبرو ہو تو ہوے  
 ہے زلف طعنے زن خد کے ہن سر  
 خدا کیو سٹے اسکو نہ ٹو کو  
 شجر سوختہ شمع سے گر گل نکلے  
 عارض ہار پہ کیا زلف دراز آئی ہے  
 اوٹھہ کی والاں کے پردہ میں وہ چور  
 چشم ہے قہر بلا زلف قیامت قاتل  
 حیرت افزا ہی یہ صورت میر کی دوست  
 ہر صبر وہ ڈھونڈی ہے کوئی تازہ خیر  
 دیکھوں تو ہے جان ملک الموت کس طرح  
 جب تک مری بالین پردہ دلدار نہ آوے  
 ہے خراش ناخن غم میں کیا بالید  
 مر کر ہی ہمارا دل بیتاب نہ ٹہرا

یہ کشتی کھدو لکشتی نام سے تو ہتھام سے  
 آج ہے طوفان ہر شک چٹم دریا پار کا  
 بنے کو نکر کہ سب کار اوٹا  
 ہم اوٹے طبات اوٹنی یار اوٹا  
 چٹم پوٹے تری مذہب میں کیا ہو گیا  
 ہم سے یوں ہر پزیر چھو اور ہم پکار ہیں  
 پھلا سکیا کوئی مس ہر درکار ماہتہ  
 بندہ کا ایک ماہتہ ہے ہر سہ ماہتہ  
 ہر کشتی کھدو لکشتی نام سے تو ہتھام سے  
 آج ہے طوفان ہر شک چٹم دریا پار کا  
 بنے کو نکر کہ سب کار اوٹا  
 ہم اوٹے طبات اوٹنی یار اوٹا  
 چٹم پوٹے تری مذہب میں کیا ہو گیا  
 ہم سے یوں ہر پزیر چھو اور ہم پکار ہیں  
 پھلا سکیا کوئی مس ہر درکار ماہتہ  
 بندہ کا ایک ماہتہ ہے ہر سہ ماہتہ







صنوع

احوال پر سہارو نہ مل کے باہم  
دستواری پلک سے لگتا پلک عزیزو  
مضمون شوق اوسکا ہرگز ختم ہوگا  
دم دیکھتی تھی تو سبکو محفل سے اٹھ چلی ہو  
بہل کے درود کا ممکن نہیں ملاوا  
نستہ بن بعد اپنی ہر دخل غیر کا بھی  
سبیل کو کچھ نہیں ہے زلفوں کی سبکی نسبت  
یاران رفتگان پر کیا روئے ترقی  
کیا کریم اور وہ یارو بہم نہ ہوگی  
سکھاپنے میرے جب تک اوسکے قدم نہ ہوگی  
دس میں بند کا غرضتک رقم نہ ہوگی  
گوئی دم کو عاشقوں کی سینے میں نہ ہوگی  
گلچین کے ہاتھ دونوں جب تک قلم نہ ہوگی  
تم سے علیحدہ ہم اب ایک دم نہ ہوگی  
جب چاہو بیکہ لو تم یہ بیچ دھم نہ ہوگی  
کیا ہم روانہ سوئے ملک عدم نہ ہوگی

یار کے ہاتھ سے شاد نے پایا ہر طرف  
حالت وہ توں سے نصرت کا یہ پایا ہر طرف  
دل کو سوسے رنگین لکڑی نہیں آج  
کہ عوض ہو سکے تمام میں پایا ہر طرف  
زلف و رخسار تو ہیں آفت جان پر ہر طرف  
خون کا اس لب خندان نے جان پر ہر طرف  
جان پر ہر طرف کیونکہ اب اس نے دھم  
بسکہ چرائی سے کاٹنے بنایا ہر طرف

غزل احمد

نام خدا وہ شوخ ہی مانند جو رکے  
اللہ کے ناز کی وہ پرورش کو دیکھئے  
گراک کلام وہ لب اعجاز سے کرے  
گر لکھ ایک دس بنگلیر ہو کوئی  
جرات ہی کسکی تاکری اوشوخ خیال  
کچھ ہمارے حال پٹک ہر کی نظر  
احمد تو اوسکی عشق میں ہو چو سر  
ٹپکے ہیں اوسکے چہرے اب قطرہ نور کے  
آتی ہیں شاہدان ادا درود کے  
دیو جلا وہ آن میں مرد قہور کے  
کہلجا دین اوسپہ باب ہی عشق سرور کے  
اور جانیں ہوش اوسکے ہو فخر و غور کے  
والدے عاشق ہیں بہتو حضور کے  
تا تجھ پہ کہل ہی جاوے گی عالم ظہور کے

میں نے پایا کیا میں نے گنگا میں  
خون بہا کیا میں نے چرخ میں  
پاندان سی تیری میں چرخ میں  
میں نے دیکھو کیا میں نے چرخ میں  
میں نے دیکھو کیا میں نے چرخ میں  
میں نے دیکھو کیا میں نے چرخ میں  
میں نے دیکھو کیا میں نے چرخ میں  
میں نے دیکھو کیا میں نے چرخ میں

غزل شیدا

دیکھ دل زلفوں کو مت جائیو گردن پیچھے  
یہ لہجائی کیا عشق میں چو سے سلوک  
وقت رشک چمن سے جو میں مر جاؤں تو پھر  
فصل گل میں کہا صیاد نے در قید غنم  
پہلے مجھ کوئی طرح عشق میں شیدا تو ہوگا  
جو ٹپی پیچھے ہی پڑی جیسے وہ نالک پیچھے  
بہجازندان اوسے پہار کے دین پیچھے  
مجھ کو دفنائو دفنائو گلشن پیچھے  
بچھڑ نکالا تو نکالا مجھے بھاگن پیچھے  
پھر ترا کوئی بتان ہو گیا مسکن پیچھے

غزل دلکش



لامردگان پر جو نبیا احمد جو نبیا پیدا یا  
 حور و علما نے ترانی سے دہنمہ لیا  
 تھے براتی دمان آدم سے لگاتا احمد  
 حق نے لاک لیا حق میں محمد کی کہا  
 مخفرت تیری دل سہل ہلا رہا کیوں

تب لاگ نے دہن صلوا علیکم گایا  
 قاب تو سیر کا نوشہ تو ہی سکو ہایا  
 اور حیریل میں گوند کی سہرا لایا  
 ان سوا کو سے مرسل نے یہہ تہہ پایا  
 نام احمد کا جو لب پر ہر ہر دم آیا

غزل ثبات

میں اپنے سبکدوش سید ابرار کو سونپا  
 خدا عالم ہے سپر شک جو کہتا ہو کافر ہو  
 چلے کر دیا ناموس میں خج تو جنت کے  
 مرا سکام کی مالک میں جو چاہیں کر دیوں  
 مریہ ناتوانی بکسی اورے بسی جو ہے  
 مری جو شنا ثبات میں مولا انکا ضامن

متاع دین دنیا احمد مختار کو سونپا  
 حشر کا معاملہ میں حیدر کرار کو سونپا  
 میں اپنا خانماں ہے فاطمہ ظہار کو سونپا  
 علی مشکل کشا کی دونوں خود ار کو سونپا  
 شہید کربلا کے عابد بیمار کو سونپا  
 دشمن کو سدا اللہ کے تلوار کو سونپا

غزل عالم

وہ اکدن کیسے بیشک جہاں روزگار ہوگا  
 صراط المستقیم اوپر وسیلہ ہے ہمیر کا  
 یہی ہی جام کوثر کا مجھے دینگے تطفہ سی  
 کر نیگے خون کا دھو وہ جب خیر النساء کر  
 نفی ہے اور نفی ہے اور محمد سگری ماد  
 ہیں باقر جعفر کا نظم ہمیشہ رہنا سیکے  
 تنزل حشر کے دن کھلے ہو یگا دُش کر  
 عرض اب جناب کبریا میں عالم کے

کنہگار دنگی بخشش کو مان فضل خدا  
 شفاعت کو قیامت میں محمد مصطفیٰ  
 کہ جسدن ساقی کو شر علی مشکل کشا ہوگا  
 حشر بخش کو امت کی شہید کربلا ہوگا  
 قتل کر نیگو کفار و نکہ مہد ہار ہوگا  
 سبھو نکلی پیشوا ایکو علی موعظنا ہوگا  
 کہ و سامان آخر کا محمد سب کا خدا ہوگا  
 کہ جاو درد عالم کا غزل کل یہ صلا ہوگا

غزل

آج پیر اس چہ جاننا نہیں جاننا چاہئے

اگر فقہ قسمت کی تین پیرانا ناچا

سب بیباک تر خرمی باقی را بخیر  
 و حجاب ان چھر کی اور انا چاہئے  
 و گیتی اور باغبان گلشن میں  
 و شہنشاہ گل و گار منہ دیوانا چاہئے  
 و کربلا شوق ہون تیرا نہ مانا چاہئے  
 و توجہ دیوانہ سخن تیرا نہ مانا چاہئے  
 و حکم لکھو نہ تجھے اور لون سخن میں مانا چاہئے  
 و شکوہ فقط یہو نہ لگا کہنا چاہئے  
 غزل  
 ایک دگر پیر یہ پیر را میں  
 نہ نہ لگاتیا لہرے دلدار میں  
 فخر فخری غزل میں جو ہم جہاں  
 کہ کہ کار جو افسار سے ہم جہاں  
 شہنشاہ شہنشاہی جا رہے ہیں  
 بہ بہ بہ بہ بہ بہ بہ بہ بہ بہ







اوداس منج کے منج کو گیا افسوس	بہار رونق شبنم گیا سو پیر نہ پیرا
اور سے نہ شیخ سے مطلب بہترین سے کام	جوراء عشق میں دم گیا سو پیر نہ پیرا
غور دست کری تو حسن پیر کا ماہ لقا	عدم کی سیر کو آدم گیا سو پیر نہ پیرا

## نواب آصف الدولہ بہادر

ساقیامی سی چمکا د کہہ سکتے جاوین	برق کی طرح جدہر جائیں چمکتی جاوین
جہان میں جہانک جگہ پائی	عمارت بناتے چلے جائے

## دولہن سلیم صاحبہ

ایسی کم ظرف نہیں ہم جو بہکتے جاوین	مثل گل جاوین جدہر کو تو بہکتے جاوین
مست کرد فکر عمارت کی کوئی زیر ناک	خانہ دل جو گرا ہوا اسی تہیر کرد

## جسنا سلیم

روٹھنے کا عبت بہا ماتہا	مدعا تم کو یان تک آنا تھا
ڈبڈبائے آنکھ آنسو تہم رہے	کاسہ نرگس میں جون شبنم رہے
دل جس سے لگایا وہ ہوا دشمن جانی	کچھ دیکھا لگا نا ہی ہیں اس نہیں
یا آہی نہیں کس سے کام پڑا	دل تھک رہا ہے صبح و شام پڑا
ایا نہ کہی خواب میں ہی صلح	کیا جانی کس ساعت بد آنکھ لگی تھی
جس طرح لگی نگر سے چاہ کسو کی	اوسطح نہ لگیوے اندکسو کی
جی تک بھی اگر چاہو تو سوہن نہیں	کچھ اور جو ڈھونڈو تو میرا پس نہیں
یاریر و میں ہے اور عشق ہی کیوسی ہے	نقش پانک بھی مرد ہے جاسکو ہے
شیخ کی طرح کون رو جانے	جسکے جی کو لگی ہو سو جانے

شب مہتاب میں تا صبح زینت	خیال ماہ رو ہے اور ہم میں
نوسف نے میرے کہو لے میں چائے بند	تہ کر کہو نیم کبہد و قباے گل

میرے دل کی طیش تو کیا جانے  
میں ہی جاوون دیا خدا جانے  
کیونچ میں قریان جبب وہ کہے نازے  
میرے جفا کا ہے شوق ابل و فاکولہ  
جسے منصفی اور بہت بیدار گرا رہی  
چاہت تھی میری ہوگی میری

جسنا سلیم

ہم برفی دشمن کو چھپائی تھا قاصد  
کہتا ہی لگی ہے کوئی نادان خیر الی  
دل میں دو چار دن گرا پنا تہم ہوا  
اوسکو سلیم جاوین و قالی لگی ہوا  
دلبر ہے اسو اسے لگی ہے یہ بے وفائی  
تا جیل تو دلبر ہے بھگت ہے لگی ہے اسے



<p>             ہے چو کہٹ آپ کی اور سحر مارا              قسمت میں ہمار ہوا انا صدف سورا              اپنے آنے کی جو سناتی ہو              اوپہ قسمین جو تم کہلاتی ہو              حال جان بازیکا میں کس کہوں              ماہ کا ہیدہ ہوا جاتا ہا بر ویکہ              جان دل نیچے ہیں ہم اپنا         </p>	<p>             قیامت تک نہیں ٹکرائے ہم              اک روز لپٹ کر شب مہتاب میں              شیخی ناحق یہ تم جتاتی ہو              مدعا یہ کہ دل بڑھاتے ہو              جسے کہتا ہوں وہ ہی سنتا نہیں              دیکھو بن کر کے نکلا آج اور شعل ہلال              ایک بوت کو لے لے سنا ہے         </p>
--	---

غزل کبیرین عبدالقادر المخلص وفات

نہ ملے کوئی تری یا ز شانی مجھ کو  
 بحرین اور خطِ نوخیز کی آنکلی مٹ  
 دیکھ کر بچہ مرگان کو تر ایسا مل  
 کیا کہوں تجھے صنم دل ہے صد تر  
 دیکھ کے ناز و ادا دلبر جانی تیرا  
 مگر تم تے ہی وفا اس سے یزیدِ نیرا

غزل عفریہ الدین

<p>چار</p> <p>اس دوسری نیٹ پیار خانو نے نین تر</p> <p>جو بیت سو یا کر بیت جو کر سور یا ار</p> <p>تیری تو سبط جیت ہے متکر سو چار</p>	<p>جو کیون نہیں کیلون یا کی سنگے نا</p> <p>سا باجر کی کچی کے تاد کے ہو دے</p> <p>داؤر کھی سورنگ ہی دا کو ہی جتو سوار</p>
---	--

۱۰۰

اتوار۔ کہا بند چلے ہے کرے ہے مانند رات  
جب چہ کے چوٹ جاوے گی تب کیا کر لی کہلاڑ

غلبہ جام انکے سدا بہہ راہیہ  
 جو کیلے دس دوار  
 خوشدیار اسدہ ہون تبیسے  
 ادن کو شمار  
 کرے کرت میں پیاس۔ بچاؤن  
 دس پہ لگاؤن بار  
 تیرا پہلا سین ہے پیارے کلام  
 کیلے نزد مار

مکتبہ

دس بین دوار اور پانچ ت میں  
 ان پندرہ کو طہار سرحدین کو  
 چودہ بیون تب ہے  
 جو پنجہ سنگار  
 اب تو دوزخ سے یک رنگ ہو جا  
 اور زکریا  
 بلکوست رہے سوئے پیا کو اور  
 کرے پیار



بارہ بن باٹن ہارہ بن بلندی درپالین بن ہزار	تو چل گرد کی تباہین چالین یا نہ او ترنگے پار
گہری گہری بل بل چپچپ چپ چپ پیرے پیرے پکار	لال ہرے سے ملا تو جو چاہے شام موت چت و مار
سب کچہ بانسوئیں پائے ماتہ میں ہیکل کے مختار	چاہے کچا در آوین کچا در ماتہ میں لاچار
ادپردہ کو خوب سو جی ہے سکا کہا است تا طر	جگ جگ جیو عزیز الدین پیرا ہٹنا ہی کیا

## غزل شہیدی

تری پر سے جھرنے لگی شرنہ تڑپ تو بیل زار بس	جلیکا قفس جلیکا قفس جلیکا قفس جلیکا قفس
اونہیں گو کہ بارہوان سال ہے دل مجھے یہی مقال ہے	ابھی تو ترس رہی تو ترس رہی تو ترس رہی تو ترس
کوئی کاروان جو نکل گیا سو بخد قفس لول اوٹھا	وہ بجا برس وہ بجا برس وہ بجا برس وہ بجا برس
ترے عمریکا ہون بریدہ سرار جنگجو مرے قتل پر	نہ کمر کو کس نہ کمر کو کس نہ کمر کو کس نہ کمر کو کس
نچلے کیلکی فسونگری کہ وہ زلف سانپ سجھ گری	گئے دلو دس گئے دلو دس گئے دلو دس گئے دلو دس
تجھے دیکھا جب ہے ہی اپری بخدا کسو کی نظارے کی	نری ہوس نری ہوس نری ہوس نری ہوس نری ہوس
تو شہید ابرسیہ کہہ وہ شراب پیتی ہوں جھگہ	دین جابرین دین جابرین دین جابرین دین جابرین

## غزل محکم

مجھے حیف ہی تراے صنم کہوں آہ جاکل کیس سے بس	نہ ملا در سن ملا در سن ملا در سن نہ ملا در سن
یون پکارا اوٹھا تری رہ پش مجھے چور کیکے دلہن	ترا آج غم ترا آج غم ترا آج غم ترا آج غم
ی بھیر میں مجھے اسی صنم بیان پور روتی دواہ کم	ہوئی دو برس ہوئی دو برس ہوئی دو برس ہوئی دو برس
تب غم کے آئے اوٹھا ہرک بخدا صنم یہ جگر مرا	نہ پیا چرس نہ پیا چرس نہ پیا چرس نہ پیا چرس
مجھے برین محکم کہہ بامین جانکر جولیٹ گیا	ہر خار دس ہر خار دس ہر خار دس ہر خار دس

## غزل مولوی عبدالصاحب سادہ تعالیٰ

جو کری تیر زلف سیہ نظر ہو وہ اکہی مہینہ دم غلط	جسے ار پلے زہر کر کی کیون وہ ہوس قدم غلط
--	--



نہیں تھکے غرض کہہ تیر و کامی نہ ہوں تیرے ہزاروں کی جان  
نہیں اسیر ہے تیرا کناہ ذرا مار کوئی دم چون و چرا  
دیکھو بیل گل کا نباہ صنم کیسے کرتی ہیں ملکی یہ جلوہ ہم  
ذرا چشم کرم سی تو دیکھو دہر تر ہجر میں تڑپاؤں میں آنکھیں پیر

تیرا تیرنگہ ہے اور ابرو کمان جو کرسی صفت ترک و عجم بخلط  
کہاں سکا قصاصت سی پیلا جو ہوا ہے یہ علم بخلط  
نہیں کوئی ہے نہیں ہے چشم نیم جو ہو قول و اثرم بخلط  
جیسے بسمل مرغ ادھر سی او دہرنگہ ہے تو اتنا ستم بخلط

## غزل مومن خان

وہ جو زندگی میں نصیب تھا وہی بعد مرگ رنا قلق  
کسے کی خرام کی یاد میں تہ خاک بھی یہ رنا قلق  
پے ہم ہے حالت جانکی غرض اب تو جان پرانے  
یہ کہاں کی جی کو بلا لگی ہے مای کیونکہ ہو زندگی  
شب بھر ترے وصال کی ترے شوخیان جو نظر میں تھیں  
نہیں چاہ میرا اگر وہ نہیں نہیں راہ دین تو گس لئے  
غم بھریا کی مارتے سے شبے روز ہوں میں عذاب میں  
شب وعدہ جذبہ شوق سی ہوئی کشمکش یہ ستم ہوا  
کہا جان بلب ہوں جو اتنی تو سحر زندگی ہو تو یہ کہا  
یہ شرارتوں کی شکایتیں یہ چلانا غیر کا دیکھو  
نظر ابرو پر جو کہی پڑے تو خیال رونی کا آئندہ ہی

یہ قلق ہے مای کیا ستم گئے جان پر نہ گیا قلق  
کہ زمین کو زلزلہ آئے ہے جو لٹا دی مجھ کو ذرا قلق  
یہ عذاب مرگ ہے یا طیش یہ خدا کا تہر ہے یا قلق  
کوئی کیا جئے جو ہو ایک سا شب روز صبح و ساق قلق  
کہوں کیا تغیر حال دل کہی تھا سکون کہی تھا قلق  
مجھے روتے دیکھ کے رو دیا مرا حال سنکے ہوا قلق  
یہ ہمیشہ ایک نئی طیش ہے سلام ایک نیا قلق  
کہ وہ آتی آتی جو ہم گئے تو کسی طرح کا نہ تھا قلق  
تری جینے کی مجھے کیا خوشی ترے مرے کا مجھے کیا قلق  
کہی مجھے وہ تری مارتے سے نہیں جہن مجھ کو سنا قلق  
جو طیش کو برق کی دیکھوں تو مجھے یاد آئی تیرا قلق

## غزل اش

فروغ ہی سے نہروں کیونکہ نگر باغ روشن مراد حاصل  
ہمارا پادشاہی بلبل میں بان گوہر کی ایسی نشان  
چراغ روشن مراد حاصل مزار پر دل جان کی مست کہہ  
خوشی سے گت کیوں پیر صوفی کہ دیکھا لکھہ ہوا  
نشر ہے نٹ کوڑج ایسا طلوع ہے جسکے کہ سافیا ہے

مثل مشہور ہے جہاں جہن چراغ روشن مراد حاصل  
کہ جسکے پر تو سے عکس کے ہے سراغ روشن مراد حاصل  
یہاں پہ لازم ہے تجھ کو کہنا کہ داغ روشن مراد حاصل  
کبھی دیکھا دیکھو دہر سے او جاغ روشن مراد حاصل  
ہر درجہ مزاج خاطر و داغ روشن مراد حاصل



## غزل میر تقی

دل لگ کہا کرتے ہیں تنہ جانا کیا ہے دل اوج و موج کا آشوب اسکی گئے زمین سے تا بفلک جیسے صحرا کو شادادہ اسن ہم تم شتے آئے کوہ کن مجنون اہل حق تم سے پوچھو بتا دو سے ماہی غیورے دلکی اپنی داغ کیا ہے خود سرنے ست پوچھو کیون لیست کرو ہو مردیے فہرہ تم میر نیریشان دلکی غم میں کیا کیا خاطر دارے کی	چشم بصیرت و اہو کے تو عجب دید کی جا ہے دل صورت میں تو قطرہ خون ہے معنی میں ریا ہے دل بنکر آنکھیں ٹکان کہو تو دیا ہی صحرا ہے دل عشق جنوں کے شہر و زمین ہر چار طرف رسوا ہے دل جی ہی جسکے لئے جاتا ہے اوس سے بی پروا ہے دل ہجر میں اسکے ہم لوگوں نے بیرون تک مارا ہی دل حاکمین ملتی کیوں نہ پھرین اب خون ہو بہ گیا ہے دل
--	---

## غزل نظیر

کبیر و دیکھو نہ سنبل باغ کو میں مجھے اوس نعت و تالکی قسم لوں بہرے چرس کے فصا میں صبا وہ ہر طرح سے ناوکشا جو میں آیا ادھر کو وہ چشم سے دین لگیا دل کو یہ سیر نگہ بدن بسکای روکش بر گسمن ہر برین آدہ شک چمن عشق شوق نے دلین در دیا تو کچھ اوس مزہ پینی ایسا لگی ہنسی کے پتہ ہونیں اسکی میان تو سرخی کچھ سی تھی لالہ میں دیکھا نظیر جو اسکی تین تو وہ شرم سے ہو گئے مرد و زین	نہ ملکہ گردن کا رخ گل کی طرف مجھ اوس ہنہر وفا کی قسم مرے دل کو نہ کہی اسکی ہوا مجھے کوئی صنم کی ہوا کی قسم رہی عقل خرد کی شمعیں جگہ مجھے اس سے ہوش رہا کی قسم کھلے غنچہ دل مرا گل کے منظر مجھے سگل بند قبا کی قسم نکروں نکروں نکروں میں نے اپنے کہا میں ہے ایتود و کے قسم وہ شفق جو کہ صبح کو ہو دیکھان سودہ کہاتی ہے اسکی حنا کی قسم سیا نیچی لگا ہونسی جان لہ دین میں کہوں کیا اب اسکی حنا کی قسم
--	---

## غزل ذکی

نہیں تبا کے دیکھو جان صنم مجھے اپنے ہی خوش نظیر کی قسم پڑی عاشق زار ہر بیان مجھ دیکھنے آتی ہے خلق جہان	مجھے جس کے جلوہ گر کی قسم مجھے عشق کے پردہ دیکھ کی قسم کوئی دیکھا ہی مجھ سے بھی خستہ جان مجھ سے میری دیدہ دیکھ کی قسم
---	--



نہو قاصد ملا تو چین چین ایسی انسا خیال اور کہیں  
 ابھی ہوش کاپنی خبر ہے نہیں مجھے عالم بخر کی قسم  
 شب وصل کے ہو گئی چرخ عیاں کی ترپنی کا دل سوختہ جان  
 مری دیدہ تر ہوئی شعلہ فشان مجھے اس شفق سحر کی قسم  
 نہ کہ اتنا ذکی تو جگر کو لہو کہ نہ شوق سخن ہے یزدن  
 ترے شعر سے آتی ہے خون کی بو مجھے تیری ہے جگر کی قسم

مناجات

<p> الہی بحق رسول امام  بال و باصحاب ختم رسل  مجھے دین دنیا میں عزت سی کہہ  شربِ محبت پلا دے مجھے  کرا یاں اسلام پر خاتمہ  الہی ہزاروں درود اور سلام </p>	<p> محمد علیہ الصلوٰۃ و سلام  مجھے دے مرادیں ہر جزو کل  یہاں اور وہاں عیش و سرور  تو مستان اپنا بنا دے مجھے  طفیل نبی و نبی فاطمہ  پیمبر یہ نازل تو غرناہ دام </p>
---	--

تواریخات مشرقین مظہر

سطر کا ہوا قائل جو یک فرزند شوم  
 اور اسکے شہادت کی خبر ہو فی جو معلوم  
 سترخ و فوات اسکی کہی از رو در  
 نے کہا کہ جان جان بظاہر

<p>۱۰ مرزا رفیع دنیا سے          در و فرقت اداسی مثل قلم          سال تاریخ کی تھی جھیکو تلاثر          آسین پیر خرد نے از سر موثر</p>	<p>جا کے جنت میں جب معیم ہوا          اہل مہنی کا دل دو نیم ہوا          کیونکہ بس حادثہ عظیم ہوا          یہ کہا اب سخن یتیم ہوا</p>
--	---

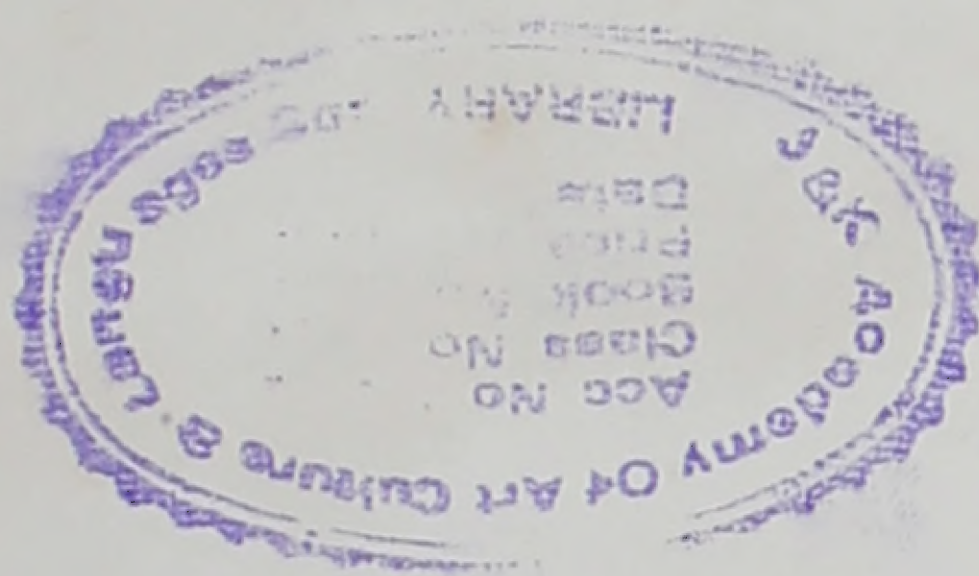
دیگر

میان مهر ۷۰ ذی القعدة  
راشدن نام حق را طاعت  
گر بر موت من است  
مضطرر به یار است  
یوسف بن داب که در گهر است  
از مولانا محمد زالدین صاحب









*Academy of Art Culture & Science*



